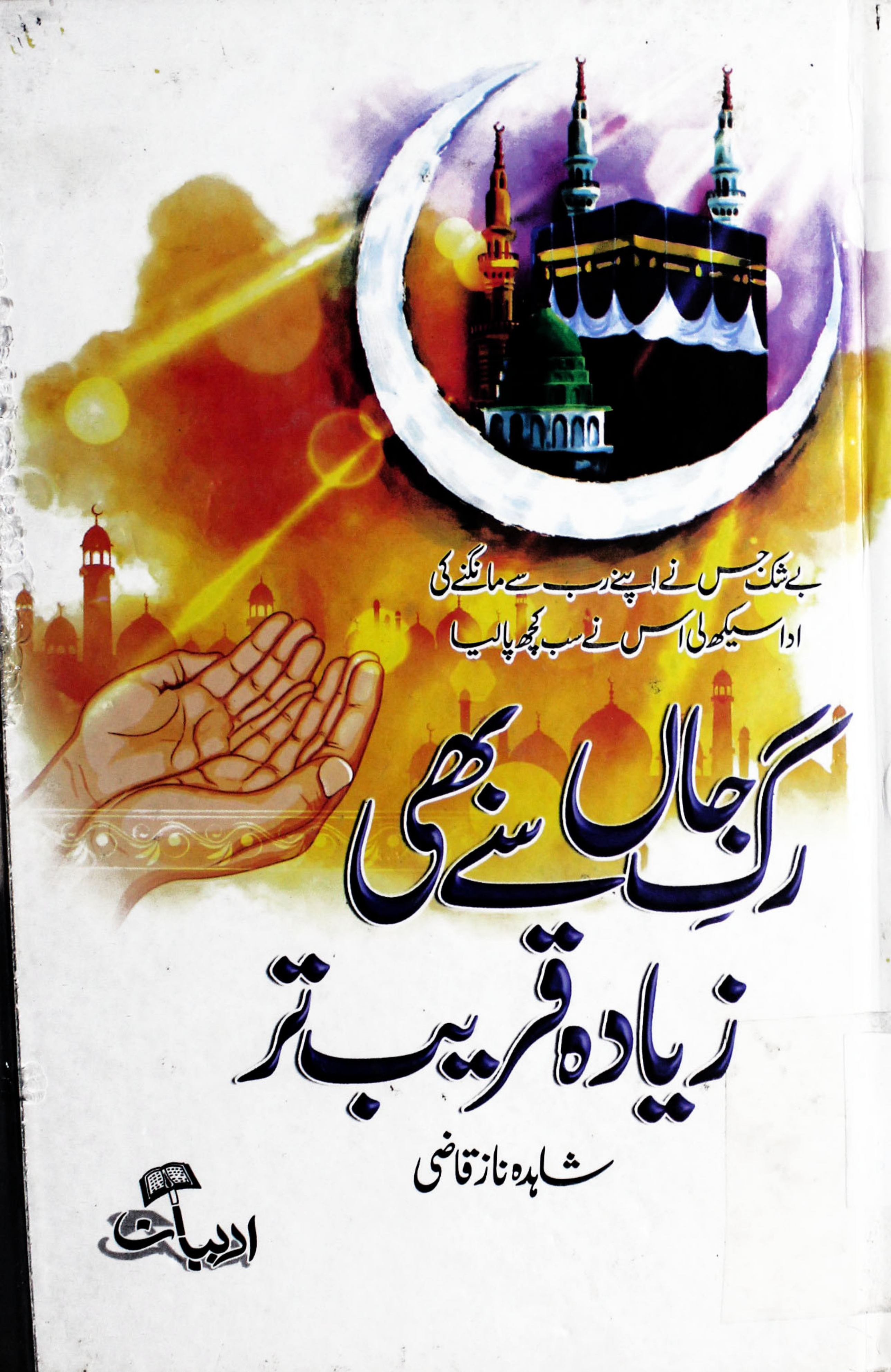

بے شک جس نے اپنے رب سے مانگنے کی
ادا سیکھ لی اس نے سب کچھ پالیا

رکِ جاں سے بھی

زیادہ قریب تر

شاہدہ ناز قاضی

ادبیات

Marfat.com

رگِ جاں سے بھی زیادہ قریب تر

شاہدہ ناز قاضی

ادبیات

رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور • فون: 042-37232788
042-37361408 E-mail: sulemani@gmail.com
www.sulemani.com.pk, facebook.com/sulemani5

Marfat.com

297.92
ش 1282
۱۲۳۹۰۷

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام	رگ جاں سے بھی زیادہ قریب تر
مصنف	شاہدہ ناز قاضی
ناشر	عمار وحید سلیمانی
مطبع	حاجی حنیف پرنٹرز۔لاہور
طبع اول	فروری ۲۰۱۶ء
تعداد	۵۰۰
قیمت	۳۰۰/۔روپے

شائع کردہ

ادبیات
رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 042-37361408, 042-37232788
sulemani@gmail.com : sulemani.com.pk

دست یابی

ادارہ مطبوعات سلیمانی
رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور • فون: 042-37232788
042-37361408 E-mail: Idarasulemani@yahoo.com
sulemani@gmail.com : sulemani.com.pk
www.facebook.com/sulemani5

Marfat.com

اپنے پیارے بچوں

نوشین نوین اویس اور تیمور

کے نام

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

فہرست مضامین

دیباچہ	9
پیش لفظ	11
عجیب اِسرار	15
مناجات	19
صرف وہی تو ہے عطا کرنے والا	20
اے باریک بین باخبر	27
اللہ کا ہسپتال	29
تجھے کیوں نہ پکاریں	38
غم سے نجات دینے والا	39
کدھر جائیں	46
ھدایت	47
فریاد	53
موذی سے نجات	54
یا سمیعُ	59
کیسا اچھا ہے خبر گیری کرنے والا.....	60
واسطہ	73
وھی نیا پار لگائے	74

Marfat.com

پناہ مانگو	78
سچا راہنما	79
واسطہ	83
کن فیکون	85
سمجھ آتی نہیں	90
دست غیب	91
دل مضطرب	96
فریاد.....	97
مہربان	101
توبہ.....صرف توبہ	102
دل دیکھتا ہے	114
اللہ میری عاقبت سنوار دے	115
حمد	121
کیسی بھول ہوئی.....	122
اے مالک تیرا فقیر تیرے در پہ ہے	126
اللہ بہترین وکیل ہے	128
بیبا بچہ	133
مگر لوگ سوچتے نہیں.....!	134
بردبار.....	139
جہاز کا رخ مڑ گیا.....	140
بے سلیقہ بے ہُنر	150
کٹھن لمحے.....	152

Marfat.com

توفیق	157
اور عجیب معجزہ ہوا.....	158
شکر	162
پکار.....	163
عظیم پیغمبر اور ان کی شانِ دُعا.....	169
حضرت آدم علیہ السلام سے توبہ کی دعا قبول کی جاتی ہے	171
حضرت نوح علیہ السلام کی دہائی	173
زبان کی روانی کے لیے حضرت موسیٰ دعا مانگتے ہیں	175
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی التجا	176
حضرت یونس علیہ السلام کو نجات بخشی جاتی ہے.....	178
غموں کا مداوا تو صرف اللہ ہی کرتا ہے	180
حضرت زکریا کی پکار..... میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ	183
حضرت سلیمان بخشش اور حکومت کی دعا مانگتے ہیں	186
حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا۔ میرا خاتمہ اسلام پر کر	188
دعا اور ہمارے عظیم پیغمبر.....	190

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعا

امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوْ رَبِّیْ وَلَا أُشْرِكُ بِهٖ أَحَدا (سورۃ جن:۲۰)

''اے پیغمبر کہہ دیجیے کہ میں تو صرف اپنے رب کو ہی پکارتا
ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔''

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

اس دنیا کا ہر فرد ہی کسی نہ کسی مشکل پریشانی ناگہانی آفت کا شکار ہے اور اپنے طور پہ ان مسائل سے نبرد آزما ہونے کی بھرپور جدوجہد میں بھی لگا رہتا ہے۔ لیکن اس مشکل وقت میں وہ بہرطور کسی نہ کسی سہارے کا متلاشی ہوتا ہے.....امت مسلمہ اس لحاظ سے بہت بانصیب ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور حضور ﷺ کی رحمت و برکت ہمہ وقت اپنے قریب محسوس ہوتی ہے۔ قرآن کے سیپارے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونے کا مژدہ جانفزا سناتے ہیں "لا تقنطوا" کی صدائیں انسان کو مایوس نہیں ہونے دیتیں۔

ہمارے پیارے نبی آقا ﷺ نے اپنی امت کو دکھ، آفات، مشکلات کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کا جو طریقہ سلیقہ سکھایا ہے وہ ہم سب کے لیے راہ نما ہے۔

دعاؤں کی قبولیت کے بارے میں ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ وہ ہر صورت قبول ہوتی ہیں.....مشیت الٰہی کے طور پہ دیر سویر ہو سکتی ہے یا اگر دنیا میں قبول نہ ہو سکی ہوں تو توشہ آخرت بنا دی جاتی ہیں۔

فاضل مصنفہ محترمہ شاہدہ ناز قاضی صاحبہ نے اللہ کی بخشی ہوئی توفیق سے ایک بار پھر ایمان افروز واقعات کو تحریر کیا ہے۔ قبل ازیں آپ کی کتاب "رگ جاں سے بھی زیادہ قریب" والیوم I منظر عام پر آ چکی ہے۔ جس نے عوامی پذیرائی حاصل کی۔ اور اب اس موجودہ کتاب کا مطالعہ بھی ہر قاری کے جذبہ ایمانی کو یقین کی اس منزل تک لے جائے گا (ان شاء اللہ) جہاں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا رحمت کی برکھا بن کر چہار سو

Marfat.com

برستی ہے۔ بقول علامہ اقبالؒ

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

ایسا مقام بلند صرف ''بلند حوصلہ'' ''کامل یقین'' اور ''سچے ایمان'' والوں کو ہی نصیب ہوتا ہے۔ اور یہ ہی اس کتاب کا حاصل ہے۔ یہ کتاب موجودہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ جب ایمان کے لنگر ٹوٹے پھوٹے ہوں۔ پتوار کمزور ہوں۔ کفر اور الحاد کی لہریں شوریدہ سر ہوں تو ایمان والے ہی آگے بڑھ کر تشکیک اور کفر کا راستہ روکتے ہیں۔ دعا ایمان کا ہی دوسرا نام ہے۔

ایسی باوقار کتاب پر مسلمان گھرانے کی زینت ہونا چاہیے۔

محترم بہن شاہدہ ناز قاضی صاحبہ کی اس کوشش کو اللہ تعالیٰ منظور و مقبول فرمایں۔ قلب و ذہن کو ایمان کی روشنی عطا کرنے والی اس کتاب کو خود بھی پڑھیے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کے لیے دیجیے۔ یہ صدقہ جاریہ ہے۔

والسلام..... خیر اندیش

مسعود حسن زبیری (ریٹائرڈ واپڈا انجینئر)

سیرت نگار، نعت گو، نعت خواں

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

﴿ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ۝﴾

(فاطر: ۱۵)

''اے لوگو! تم سب کے سب اللہ کے محتاج ہو اور صرف اللہ ہی غنی وحمید ہے۔''

بے شک تمام کبریائی، بڑائی، غرور، تکبر، بے نیازی اللہ رب العزب ہی کی شان کو زیبا ہے..... ہم مٹی کے پتلے بہت کچھ ہوتے ہوئے بھی دراصل کچھ بھی نہیں ہیں..... ہم ہر لمحے اللہ کی رحمت کے محتاج ہیں۔

ہمارا ہر سانس اللہ کے حکم سے جاری ہے..... ہماری آنکھوں میں نور اور کانوں میں آواز کی پہچان اللہ کے فضل خاص کا مرہون منت ہے ہم اپنی ہر حاجت ہر خواہش ہر آرزو کے لیے ایک بے بس دعا جز فقیر کی طرح ہیں.....

ہم سب انسانوں پر اللہ کے در کی گدائی لکھ دی گئی ہے..... اور یہ گدائی ہی ہماری پہچان ہے.....

دعا..... اللہ کی رحمت اور جودُ وسخا کا ایسا دروازہ ہے جس پر دستک دیتے آنسو۔ پکارتی آوازیں..... اٹھے ہوئے ہاتھ کبھی مایوس نہیں لوٹتے..... اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ایک آسانی ایک روشنی کا چراغ جلا کر رکھ دیا ہے۔ پایاب اندھیروں میں ظلمتوں میں

Marfat.com

پریشانیوں اور دکھوں کے مہیب سرابوں میں جب زندگی کا سفر ہوتو ہم انسان کہیں دل برداشتہ نہ ہو جائیں۔ امید کا دامن تھامے رکھنے والی دعائیں انسان کوٹوٹنے پھوٹنے سے بچا کر منزل مراد پہ پہنچا دیتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قدم قدم پر انسان کی راہ نمائی کی ہے حوصلہ دیا ہے۔ ڈھارس بندھائی ہے۔ رب تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ .....﴾ (المؤمن ۶۰)

''تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ مجھ سے دعا کرو۔ میں قبول کروں گا۔''

یہ یقین۔ یہ احساس کس قدر دل نشین ہے کہ اس ساری کائنات کے نظم کو چلانے والا..... اتنا بابرکت رب کریم دعا کو نہ صرف سننے والا بلکہ قبول کرنے والا بھی ہے..... تو انسان خود کو تنہا، بے بس، لاچار محسوس نہیں کرتا.....

.....لیکن ..... کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دعایں قبول نہیں ہوتیں..... غم، دکھ، الجھنیں، پریشانیاں گرداب کی طرح انسان کو گھیر لیتی ہیں یہ دور آزمائش انسان کو اللہ سے شکوہ شکایت پہ اکساتا ہے.....

انسان تڑپتا ہے۔ بلکتا ہے..... ایمان کی کشتی ڈانواڈول ہونے لگتی ہے۔ لیکن یہی وقت ہے کہ اگر انسان اللہ کی مرضی۔ رضا اور حکمت کے سامنے اپنے آپ کو سرنڈر کر دے تو وہ دل کے سکون اور صبر کے ایسے آب دار موتیوں کے تاج سے نوازا جاتا ہے جو شائد اس دنیا میں ابھی نظر نہیں آ رہے ہوں.....

مگر ان کا تعلق روز آخرت سے ہو..... اور وہ روزِ آخرت کامیاب اور بامراد ہو کر پہنچے۔

اللہ کی رضا۔ میں راضی ہو جانا بھی دعا کی آخری حد ہے.....

ارشاد ہوتا ہے:

''وہی زندہ جاوید ہستی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اپنے دین کو خالص کر

Marfat.com

کے صرف اسی کو پکارو۔ ساری تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔" (المومن ۶۵)

اے ایمان والو..... مومن لوگو..... کہہ دو

﴿قُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ عَلَیْہِ یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُوْنَ ○﴾ (الزمر ۳۸)

"کہہ دو کہ میرے لیے میرا اللہ ہی کافی ہے۔ بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔"

دعا کامیابی کی طرف لے جانے والا زینہ ہے..... لیکن اس کے لیے آسان شرط یہ ہے کہ عملی طور پر اپنی تمام تر کوشش۔ جدوجہد آخری حد تک تگ و دو کو نہ چھوڑا جائے۔ اور پھر اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعا کی جائے کہ اے رب العالمین میں نے اپنی تمام تر جسمانی ذہنی روحانی ہمت و طاقت کے مطابق کوشش کر لی..... اس عمل میں اب تو میری مدد اور راہ نمائی عطا فرما۔۔۔

یقین رکھیے..... اور کامل یقین رکھیے

ارشاد ربانی ہے۔

"وہ سینوں کے چھپے ہوئے راز جانتا ہے۔ وہی تو ہے جو اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا ہے اور برائیوں سے درگزر فرماتا ہے۔ حالانکہ تم لوگوں کے سب اعمال کا اسے علم ہے۔ وہ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کی دعا قبول کرتا ہے۔ اور اپنے فضل سے ان کو اور زیادہ دیتا ہے۔ رہے انکار کرنے والے تو ان کے لیے سخت سزا ہے۔" (الشوریٰ ۲۴-۲۶)

میں اس کتاب کو شروع کرنے سے پہلے اپنے پروردگار کی رحمت باری کا شکر ادا کرنا چاہوں گی..... "اے رب رحیم تیرا شکریہ کہ تو نے ایک بار پھر مجھے توفیق بخشی کہ میں وہ سچے واقعات قلمبند کر سکی جو تیری کبریائی عظمت لازوال اور جود و سخا کا منہ بولتا ثبوت ہیں رب العالمین کی شکر گزار ہوں جس نے میری کاوش "رگ جاں سے بھی زیادہ

Marfat.com

قریب'' کو قبول و مقبول بنایا۔ پہلے والیوم کی عوامی پذیرائی کے ساتھ حکومتی سطح پر بھی اسے صدارتی ایوارڈ سے نوازا گیا..... یہ مجھ ناچیز پر اللہ کی کرم نوازی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس عاجز بندی کی اس کاوش کو بھی قبول فرمالیں۔ آمین ثم آمین

شاہدہ ناز قاضی

Marfat.com

عجیب اِسرار

اس دنیا میں عجیب اسرار ہیں۔ دنیا صرف یہ نہیں جو ہم ظاہری آنکھ سے دیکھ رہے ہیں۔ ایک دنیا وہ بھی ہے جو ہمیں نظر نہیں آتی۔ لیکن ہمارے آس پاس موجود ہوتی ہے۔ مثلاً ہوا..... جو نظر نہیں آتی لیکن کتنی گیسوں کا مجموعہ بھی ہے..... جس میں ذرا سی کمی بیشی ہمیں موت کی نیند سلا سکتی ہے..... ہمارے آس پاس آواز کی لہریں سفر کر رہی ہیں۔

اسی طرح خوشبو اور مہک کے علاوہ کتنے ننھے جرثومے ہیں جو ہمارے اطراف سرگرداں ہیں..... اسی طرح کچھ عقل سے بعید واقعات رُونما ہوتے چلے جاتے ہیں..... انسانی عقل ان تک رسائی حاصل کرنے میں ابھی تک کوشاں ہے..... یہ اللہ کی غیبی مدد ہے جو مشکل گھڑی میں پہنچتی ہے۔

یہ اب سے تیرہ برس قبل کی بات ہے میرے مرحوم شوہر اس وقت حیات تھے۔ ہمارے ایک قریبی عزیز کا انتقال گجرات میں ہوا۔ اطلاع ملتے ہی ایمرجنسی گجرات روانہ ہونا تھا..... تاکہ جنازے میں شریک ہوسکیں..... جو ظہر کی نماز کے بعد تھا..... اس روز میری چھوٹی بیٹی کے گلے میں انفیکشن کی وجہ سے بخار تھا..... اس بخار کی وجہ سے رات بھر وہ ڈسٹرب رہی تھی..... اس کا ٹمپریچر ۱۰۲-۱۰۳ تک رہا تھا۔ رات کو اسے میڈیسن دے دی تھی۔ لیکن پھر بھی فکر تھی کہ اس کا بخار نارمل ہو جائے۔ بچپن میں اسے نمونیہ ہو چکا تھا..... اس لئے اس کی ہلکی سی کھانسی یا بخار بھی ہمیں پریشان کر دیتا تھا.....

چونکہ ہمیں صبح 6 بجے کے قریب گجرات کے لیے نکلنا تھا اس لئے ہم نے بچوں کو ڈسٹرب نہیں کیا..... اتوار کا روز تھا چھٹی کی وجہ سے بچے رات دیر سے سوئے تھے..... اور

Marfat.com

دن کو اپنی مرضی سے اٹھنے کا پروگرام تھا.....

صبح جانے سے پہلے میں نے بڑی بیٹی کو نیند سے جگایا اور اُسے گجرات جانے کی خبر دی.....اور ساتھ تاکید بھی کی کہ چھوٹی بہن کے بخار کا بہت خیال رکھے۔ کہیں ٹھنڈ نہ لگ گئی ہو..... بخار Shoot up نہ کر جائے بڑی بیٹی نے تسلی دی کہ آپ بے فکر ہو کر جایں..... میں پورا خیال رکھوں گی۔ چونکہ وہ خود میڈیکل سٹوڈنٹ تھی۔ اس لئے میں بے فکر ہو گئی۔

ایسی ہی چند ضروری نصیحتیں کرنے کے بعد ہم عازمِ گجرات ہو گئے.....تمام سفر میں پریشان رہی..... بیٹی کہیں بخار میں بے سدھ نہ پڑی ہو..... بچے اتوار کی وجہ سے بے فکر نہ سوتے رہ جائیں..... گجرات قریب آیا تو اس وقت دن کے گیارہ ساڑھے گیارہ بج رہے تھے۔ میرے حساب سے بچوں کو اب تک اُٹھ جانا چاہیے تھا.....اور چھوٹی بیٹی کو ناشتے کے بعد دوائی لے لینی چاہیے تھی.....

اس زمانے میں موبائل ابھی اتنے عام نہیں ہوئے تھے۔ PTCL سے ہی فون کا رابطہ ہو سکتا تھا.....میں سفر کے دوران بھی شدید پریشان رہی۔ لیکن کوچ سے اترتے ہی میں نے رَٹ لگا دی..... کہ P.C.O تلاش کریں۔ میں نے گھر بات کرنی ہے۔ بچے رضائیوں میں دبکے سوتے رہیں گے اور چھوٹی بیٹی کہیں بخار میں تڑپتی نہ رہ جائے۔ میری تڑپ دیکھ کر محمود صاحب نے P.C.O تلاش کرنے کی کوشش کی۔

شومئی قسمت سے یا جلدی کی وجہ سے P.C.O کہیں سامنے نظر نہیں آیا.....پھر ادھر فوتیدگی والے گھر جانے کی جلدی تھی۔ سردیوں کے دن تھے..... کہ جنازہ ظہر کی نماز سے پہلے اُٹھا لیا تو منہ بھی نہ دیکھ سکیں گے..... چنانچہ جلدی سے ٹانگہ لیا اور فوتیدگی والے گھر جا اترے..... مجھے محمود صاحب نے کہا کہ تم ایک دو منٹ کا فون ان کے گھر سے جا کر کر لینا.....اللہ خیر کرے گا۔ زیادہ پریشان نہ ہوا کرو۔'' بخار ہے ان شاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا''

Marfat.com

فوتیدگی والا گھر اداسی اور آہ بکا میں ڈوبا ہوا تھا..... فون کہیں سامنے بھی نظر نہیں آ رہا تھا..... میں نے ایک اور عزیزہ سے درخواست کی کہ مجھے پلیز ایک دو منٹ کا فون گھر کرنا ہے۔ میری بیٹی کی طبیعت خراب ہے۔

وہ مجھے دوسرے کمرے میں لے گئیں..... لیکن فون خراب پڑا تھا..... شائد رش میں کسی نے تاریں نکال دی تھیں.....

میں پریشان ہو رہی تھی..... شام کو ہماری واپسی تھی..... بچوں سے سارا دن کوئی رابطہ نہیں ہو سکا تھا..... رہ رہ کر مجھے بیٹی کی فکر مارے جا رہی تھی۔ سفر جوں توں کٹا..... میرا دل چاہ رہا تھا کہ پر لگ جائیں اور میں اڑ کر گھر پہنچ جاؤں..... مجھے اس دن ایسے لگ رہا تھا جیسے کوچ بہت Slow چل رہی ہے..... سفر لگ رہا تھا بہت طویل ہو گیا ہے..... آخر گھر پہنچتے ہی رکشے سے اترتے ہی میں بھاگتی ہوئی اندر پہنچی.....

تینوں بچے لاؤنج میں بیٹھے تھے چھوٹی بیٹی چادر لپٹے صوفے پر بیٹھی تھی..... میں جاتے ہی اس سے لپٹ گئی..... میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے..... ''شکر ہے..... اللہ تعالیٰ کا آپ سب کو خیریت سے آ کر دیکھا ہے اور شکر ہے کہ بخار خاصا کم ہے.....''

''امی آپ بہت پریشان ہو جاتی ہیں..... پلیز اتنی پریشان نہ ہوا کریں۔ اب ہم اتنے چھوٹے بچے نہیں رہے.....''

''بیٹے مجھے فکر تھی۔ کہیں تم سب سوتے نہ رہ جاؤ..... اور بیٹی کا بخار شوٹ اَپ نہ کر جائے.....''

لیکن جو میرے بچوں نے بتایا..... وہ اتنا حیران کن تھا..... کہ بچے بیک وقت بولے

''امی ہم نے واقعی کافی دیر تک سوئے رہنا تھا۔ بالکل غافل ہم آپ کی فون کال ہی سے تو اٹھے ہیں۔ پھر میں نے ناشتہ بنا کر دیا اور اسے دوائی دی..... تب جا کر ابھی

Marfat.com

گھنٹہ پہلے اس کی طبیعت سنبھلی ہے، صبح بھی اسے بہت تیز بخار تھا.....''

''میرا فون.....؟.....''امی کا فون.....؟.....''

ہم دونوں بیک وقت بولے.....

میرا بیٹا تیمور بتا رہا تھا۔

''جی امی آپ کا فون میں نے اٹینڈ کیا تھا..... چھ سات بیل بجیں گیارہ بجے کا وقت تھا شاید.....فون پر کوئی نمبر C.L.I پہ نہیں آ رہا تھا۔صرف نقطے نظر آ رہے تھے۔ ایک عورت بول رہی تھی.....

''آپ کی امی کا فون ہے گجرات سے''

اَمی آپ سے بات کرنا چاہ رہی ہیں.....لیکن میں پھر ھیلو ھیلو کرتا رہ گیا.....کال نہیں مل سکی.....ہم سب اُسی فون سے ہی اٹھے ہیں.....''

بچے بول رہے تھے.....لیکن میں اور میرے شوہر گنگ کھڑے سُن رہے تھے..... بچے جس وقت کا بتا رہے تھے۔ یہ وہی وقت تھا جب میں عالم اضطراب میں تڑپ رہی تھی.....اور چاہ رہی تھی کہ کسی طرح گھر بات کر کے خیریت معلوم کرلوں..... یہ وہ لمحے تھے جب میں بیٹی کی عافیت اور صحت کے لیے شدید بے قرار تھی۔

فون کی گھنٹی..... کیسے بجی؟ وہ کون عورت تھی؟ جس نے کہا آپ کی امی بات کرنا چاہتی ہیں۔ یہ سب حیران کر دینے والے کرشمے ہمیں ایک ہی سبق دیتے ہیں.....کہ اللہ ہمارے تمام تر احساسات دل کی آرزوؤں، اُمنگوں، حاجتوں، پریشانیوں وتکلیفوں اور دکھوں سے کتنا باخبر ہے.....

وہ ہی دوڑا لپکا آئے سب اس کی کریں پکار
وہ ہی بگڑے کاج سنوارے وہ ہی تو پالن ہار
میں اس کے در کی جوگن اسکا در نہ چھوڑوں
وہ ہی میرا کنگھا کاجل وہ ہی ہار سنگھار

Marfat.com

مناجات

اے اللہ.....اے پوشیدہ تر چیزوں کے جاننے والے
اے اللہ.....اے وہ ذات جس کی قدرت سے آسمان بنائے گئے
اے وہ ذات جس کی قدرت سے زمین بچھائی گئی
اے وہ ذات جس کے نور جلال سے سورج اور چاند روشن اور پرنور ہے۔
اے وہ ذات جس کی توجہ ہر پاک اور ایمان دار نفس کی طرف ہوتی ہے
اے وہ ذات جو ترساں اور ہراساں لوگوں کو خوف سے تسکین دینے والی ہے۔
اے وہ ذات جس کے ہاں مخلوق کی حاجتیں پوری کی جاتی ہیں
اے وہ ذات جس کا کوئی دربان نہیں کہ اس کو پکارا جائے
اے وہ ذات جو یکہ وتنہا اس عظیم کائنات کا شہنشاہ ہے
اے وہ ذات جو دن کو رات اور رات کو دن میں بدل رہا ہے
اے وہ ذات جو موت وحیات کا مالک ہے.....
اے وہ ذات جو دلوں کے پوشیدہ راز بھی جانتا ہے.....
اے وہ ذات کہ جو خاموشیوں کی زبان بھی سمجھتا ہے.....
ہم تجھ سے درخواست کرتے ہیں اپنے حبیب کے صدقے ہمیں بامراد کردے۔
آمین

Grow flowers of gratitude in the soil of prayer.

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صرف وہی تو ہے عطا کرنے والا

جنرل عارف نذیر صاحب آج کل راولپنڈی ہیڈ کوارٹر میں تعینات ہیں۔ ایک بہترین جنرل ایک بہترین انسان اور بہترین سپاہی کی حیثیت سے فوج میں ان کی الگ شناخت اور مقام ہے۔

یہ حیران کن واقعہ مجھے مسز رضوانہ عارف کے حوالے سے ملا۔ آیئے ان کی زبانی یہ واقعہ سنتے ہیں جنرل عارف نذیر صاحب بہت مصروف شخصیت ہیں۔ وہ جس عہدے پر کام کر رہے ہیں وہاں ذمہ داریوں کا ایک سیل رواں ہمہ وقت ان کے تعاقب میں ہوتا ہے۔ پھر آج کل کے حالات کے تناظر میں تو ان کے کاندھوں پہ دوہری ذمے داریاں عاید ہیں۔ ہنگامی میٹنگز عسکری ذمہ داریاں۔ پھر جوانوں اور آفیسرز کے سب معاملات ان سب مسائل سے ایک فوج کے سپہ سالار کو ہی نپٹنا ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات حالات اور وقت کے مطابق فوری فیصلے کرنے ہوتے ہیں۔

جنرل صاحب کی شدید تھکا دینے والی مصروفیات کو دیکھتے ہوئے کوئی شخص سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ ان گوناگوں توجہ طلب مصروفیات میں سے کتب بینی کے لیے بھی کچھ وقت نکال سکتے ہوں گے۔ لیکن جنرل عارف صاحب کی سب سے اچھی عادت جو آج کل کے جوانوں میں بتدریج کم ہوتی نظر آ رہی ہے وہ ان کی کتابوں سے دوستی ہے۔ خواہ کتنے ہی تھکے ہوئے ہوں۔ کتنے ہی مصروف ہوں۔ وہ رات سونے سے قبل مطالعہ ضرور کرتے ہیں..... ہمارے گھر میں کتابوں کی ایک الماری ان کی پسندیدہ کتب سے

Marfat.com

بھری پڑی ہے۔ میرا خیال ہے یہ وہ خزانہ ہے جو روح کو جگمگا دیتا ہے۔ اور اس کی جگمگاہٹ کبھی کم نہیں ہوتی۔ جنرل صاحب کی علم دوستی اور عمیق مطالعے نے انہیں سب سے منفرد بنا رکھا ہے۔ وہ حلیمی نرمی۔ بردباری اور ذہانت کا مجسمہ ہیں۔

یہ واقعہ جو میں آپ سے Share کرنے والی ہوں۔ بہت انوکھا ہے اور ہمیں اس واقعے نے احساس دلایا ہے کہ اللہ بہت قریب سے ہماری آواز سن رہا ہے۔ سن 2008ء میں حج بیت اللہ کے لیے ہم 23 نومبر کو مکہ معظّمہ کی پاک زمین پر اترے۔ مکہ معظّمہ میں ہمارا Stay تین دن کا تھا۔

ہم حج کے لیے صرف ۲۰ دن کے کوٹے پر گئے تھے۔ بعد میں افسوس ہو رہا تھا کہ کاش ہم زیادہ دن ٹھہر جاتے۔ مکہ معظّمہ میں جو ہمارے دل کی کیفیات تھیں وہ میرا خیال ہے کہ ہر مسلمان کم و بیش ایسے ہی جذبات سے گزرتا ہے۔ وہاں آپکا وجود شاید صرف آنسو بن جاتا ہے..... طواف کے دوران اپنے بہتے آنسوؤں کے ساتھ ساتھ اطراف سے آتی ہوئی سسکیوں کی آوازیں اور لگاتار اللھم لبیك کی صدائیں آپ کو زمانہ حال سے بے خود بنا دیتی ہیں۔

جنرل صاحب طواف کے بعد حرم پاک میں عبادت اور نوافل کے بعد وہاں ریک میں رکھے قرآن پاک کو لے کر پڑھنے لگتے۔ تو بے اختیار مجھے کہتے۔ رضوانہ یہ قرآن پاک بہت خوبصورت ہے۔ اس کی لکھائی طباعت بھی معنی و تشریح بہت دل پذیر ہے۔ میرا دل چاہتا ہے میں ایسا قرآن پاک لے لوں..... پاکستان میں معلوم نہیں یہ ملے نہ ملے یہاں سے یہ ضرور خرید کر لے جانا چاہتا ہوں"

حج کے دوران بازاروں کی سج دھج بھی قابل دید ہوتی ہے..... اگرچہ بازاروں میں جانے اور خریدنے کا وقت بہت کم ہوتا ہے۔ تاہم نماز کے بعد جو بھی وقت بچتا ہم بازار کا چکر لگاتے۔ چھوٹی موٹی اشیاء۔ کچھ دینے دلانے والے تحفے خرید لیتے جو ہر حاجی اس زمین پاک سے تبرکا بھی چیزیں ساتھ لے کر جانا اپنی سعادت سمجھتا ہے جنرل

Marfat.com

عارف صاحب جب بازار جاتے یہ کتابوں کی دکان تلاش کرنے لگتے۔

اس خوبصورت واقعے کی تفصیلات اب جنرل عارف صاحب کی زبانی سنتے ہیں جو اس واقعے کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں۔

دوران حج حرم پاک میں دو نمازوں کے درمیانی وقفے کا بہترین مصرف قرآن پاک کا مطالعہ اور اللہ کے حضور وہ التجائیں اور دعائیں تھیں جو ہمارے سینے میں جانے کب سے پرورش پا رہی تھیں۔ حرم پاک ہی وہ مقدس جگہ ہے جہاں ہر شخص دنیاوی اونچ نیچ سے بے نیاز صرف اللہ کا بندہ عاجز بن کر صرف اللہ کی بخشش کا طلب گار ہوتا ہے۔

فارغ وقت میں مطالعہ قرآن مجھے عجیب سکون اور فرحت بخشتا تھا اور اس قرآن پاک کی خوبی جس نے مجھے متوجہ کیا تھا اس میں بہت خوبصورت انداز میں تشریح بہت تفصیلی انداز میں بیان کی گئی تھی..... اللہ کا گھر سامنے ہو..... اللہ کی کتاب ہاتھ میں ہو..... دل عجز و انکسار کے ساتھ شکرانے میں دھڑک رہا ہو..... شاید آپ اس کیفیت کا اندازہ نہیں لگا سکتے یا ہو سکتا ہے میں صحیح طور پہ بتا نہ پا رہا ہوں۔ جب قرآن کے حروف آنکھوں کے سامنے جگمگاتے تو میرا دل نور اور عجز کی عجیب کیفیت سے بھر آتا..... آنکھیں آنسوؤں میں ڈوب جاتیں..... میں ہچکیاں لے کر رونے لگتا.....

میری شیفتگی اس قرآن پاک سے جو حرم شریف کے اندر ہی مجھے پڑھنے کو ملا تھا..... اس قدر بڑھ گئی تھی کہ مجھے جب بھی مکہ کے بازاروں میں جانا ہوتا میں سب کچھ بھول کر صرف قرآن پاک کے مخصوص نسخے کی تلاش شروع کر دیتا بڑی دکانیں چھان لیں تو پھر میں چھوٹی دکانوں پر بھی اس پاک نسخے کو تلاش کرتا رہا..... اور لیکن قرآن پاک نے مجھے نہ ملنا تھا۔ نہ ملا..... سب نے یہی کہا کہ وہ قرآن پاک بادشاہ وقت نے حرم پاک میں ہدیۃً رکھوایا تھا وہ بازاروں میں فروخت کے لیے نہیں تھا..... میرے اندر اس قرآن پاک کے نسخے کو حاصل کرنے اور اسی کے خوبصورت الفاظ تشریح معنی پڑھنے کے لیے ایسے تڑپ رہا تھا جیسے ایک پیاسا پانی کو، اور مجھ پر چند لمحوں کے لیے ایسی کیفیت

۱۴۲۶۰۷
Marfat.com

بھی طاری ہوگئی کہ میں یہ قرآن پاک مکہ شریف آنے کا تحفہ سمجھ کر اپنے پاس رکھ لوں..... اور اس کا مطالعہ کرتا رہوں..... شاید یہ میرے عشق کی انتہا کا لمحہ تھا..... جو مجھے اس کتاب عظیم سے ہو گیا تھا..... میرے گھر میں کتنے ہی قرآن پاک کے نسخے موجود ہیں..... تشریحات و معنی کے ساتھ لیکن جو اپروچ آف تھاٹ میں نے اس میں پائی تھی وہ شاید سب سے منفرد اور یگانہ تھی..... ایک لمحے کے لیے مجھے لگا۔ جیسے ایک طالب علم بڑی سی لائبریری سے کتاب پڑھنے کے لیے Issue کروانے کے لیے تڑپ رہا ہو..... لیکن وہاں کوئی اسے کتاب دینے کو تیار نہیں..... وقت کم ہے..... طالب علم کتاب اگر ساتھ لے جائے..... تو کیا.....؟ وہ چور کہلائے گا..... یا مجبور.....؟..... میں نے خود کو اپنے ضمیر کی عدالت میں چند لمحوں کے لیے کھڑا پایا..... دل میں دوسرا خیال آیا..... کوئی میری طرح کا عاشق قرآن جو اس کی تلاوت حرم پاک کے صحن میں بیٹھ کر کرنا چاہے گا..... تو اسے یہ نہیں ملے گا پھر؟ یہ نور تو سب کے لیے ہے..... میرے شیفتگی میری آرزو..... میری تمنا کی حیثیت ہی کیا ہے؟..... میرا دل پژمردہ ہو گیا تھا.....

یہاں تک کہ مدینہ شریف روانگی کا وقت آ گیا..... بس میں سوار ہوئے تو میرے میرے دل میں امید کی ایک کرن جگمگائی کہ شاید مدینہ شریف میں وہ نسخہ مجھے مل جائے..... مکہ سے مدینہ کی طرف سفر نے ہمیں کیا کیا یاد نہیں کروایا۔ حضرت محمد ﷺ کی زندگی۔ آپ کی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت۔ اور پھر فتح مکہ کی آیت ذہن میں گونجنے لگی۔

﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ○ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ○ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾

(سورہ نصر)

''جب اللہ کی مدد آ جائے اور فتح نصیب ہو جائے اور اے نبی ﷺ تم دیکھ لو کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔ تو اپنے رب کی

Marfat.com

حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو۔ اس سے مغفرت کی دعا مانگو۔ بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔"

ہم تمام راستے اللہ کی حمد اور درود پاک پڑھتے رہے اور مدینہ شریف ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہماری بہار..... ہمارے پیارے رسول کی آخری آرام گاہ۔ ہم مسلمانوں کا گوشہ سکوں۔ ہماری آنکھوں کے سامنے تھا.....ہم نے مدینہ شریف میں جی بھر کر درود پاک پڑھا..... حج کے ارکان ادا ہو چکے تھے۔ ہم نے احرام کھول لیا تھا..... اسی شام کو ہماری فلایٹ تھی۔ ہمارے ہوٹل کا کمرہ اٹھارویں منزل پہ تھا۔ ہم نے تمام سامان پیک کرلیا تھا۔ یہ ہی سوچا گیا کہ سامان سمیت نیچے لابی میں چلے جاتے ہیں۔ مکہ میں طواف وداع کے بعد سیدھے وہیں سے ائیرپورٹ چلے جائیں گے۔ ہم لفٹ میں پہنچے تو لفٹ خراب تھی۔ بہت پریشان ہوئے۔ ہم واپس سامان سمیت کمرے میں آ گئے۔ ہوٹل کے منیجر کو لفٹ خراب ہونے کی اطلاع دے دی۔ ابھی ہمیں اپنے کمرے میں آئے ہوئے دو منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ اچانک کمرے کے دروازے پہ ناک ہوئی۔ میں نے دروازہ کھولا.....تو سامنے میرے پرانے دوست کرنل محمود کھڑے تھے۔ چند ثانیے تو وہ ہم سے پہچانے ہی نہ گئے۔ انہوں نے سر کے سارے بال منڈوا رکھے تھے اور قطعی مختلف شخصیت لگ رہے تھے۔ اور پھر دوسرے لمحے میں اور محمود ایک دوسرے سے بغلگیر ہو چکے تھے.....ایک دوسرے کو حج کی پرجوش مبارکباد دیتے ہوئے۔

کرنل محمود صاحب نے اچانک کہا

میرے ساتھ ایک عرب دوست بھی ہیں..... وہ آپ سے ملنے اور حج کی مبارکباد دینے آئے ہیں.....کیا انہیں اندر آنے کی اجازت ہے....."

آنے والا نووارد ضیاء الرحمٰن تھے۔ جو مدینہ یونیورسٹی کے طالب علم تھے۔ مبارکباد اور علیک سلیک کے بعد ضیاء الرحمٰن نے کاغذ میں لپٹی ہوئی کتاب مجھے پیش کرتے ہوئے کہا.....

Marfat.com

''یہ قرآن کا تحفہ میں خصوصی طور پر آپ کے لیے لے کر آیا ہوں..... یہ خصوصی تحفہ میری طرف سے..... پاکستان کے بہترین جنرل کے لیے.....''

میں نے کاغذ کا Wrap ہٹایا..... اور ..... ہم دونوں ایک لمحے کے لیے حیرت سے پلکیں جھپکنا بھول گئے۔ یہ وہی قرآن پاک کا متبرک نسخہ تھا جس کے لیے میں کتنے دنوں سے بے قرار رہا تھا..... میں نے بے اختیار قرآن پاک کو اپنے ہاتھوں میں لے کر انتہائی ادب سے آنکھوں سے لگا لیا اور پھر سینے سے۔ میری آنکھیں احساس تشکر سے چھلک اٹھی تھیں۔ کرنل محمود اور ضیاء الرحمٰن بس چند منٹ ہی اور ٹھہرے انہیں بھی کہیں جانا تھا..... اور ہمیں بھی واپس لوٹنا تھا..... کرنل محمود کو ہمارے حج کرنے اور کمرے کا ایڈریس بس اچانک ہی معلوم ہوا تھا۔ اور وہ مجھ سے ملنے بھاگے آئے تھے۔ کچھ دیر بعد لفٹ ٹھیک ہوگئی اور ہم سامان سمیت نیچے اتر آئے۔ میں آج بھی سوچتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں..... یہ..... اس دن کیا ہوا تھا.....؟

اچانک لفٹ کا خراب ہونا۔ ہمارا کمرے میں واپس لوٹنا..... چند منٹ بعد کرنل محمود کی تشریف آوری..... اور وہی تحفہ دینا..... جس کے لیے میں کتنے دنوں سے بے قرار تھا..... اگر ہم لفٹ ٹھیک ہوتی! تو ہم نیچے اتر چکے ہوتے..... اور یقیناً نیچے لابی کا حصہ ہوتے! پھر حرم پاک میں طواف وداع کے وقت کرنل محمود ہمیں کبھی تلاش نہ کر سکتے۔ پھر وہ تحفہ عظیم۔ ہم تک کیسے پہنچتا؟ یہ سب اللہ کی حکمتوں کے کرشمے ہیں۔ جب میں کتاب مبین اپنے سینے سے لگائے نیچے اتر رہا تھا تو مجھے ایسے لگ رہا تھا جیسے ساری کائنات مسکرا رہی ہے..... جیسے میرے کانوں میں فرشتوں کی آوازیں آ رہی ہیں۔ اور کہہ رہی ہیں..... اللہ بہت بڑا ہے وہ اللہ راضی ہو جائے..... اور وہ دینے پہ آئے تو اس کی دین کو کوئی نہیں روک سکتا.....

میں اس قابل تو نہیں کہ دعویٰ کر سکوں کہ اللہ مجھ سے راضی ہے..... لیکن میں یہ دعا ضرور کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا..... اے پروردگار! مجھ سے راضی ہو جا..... اور جو عنایات

Marfat.com

فضل کرم تو نے اس گناہ گار پر فرمائے میں اس کے جواب میں میرے پاس احساس تشکر عجز اور احساس بندگی کے کچھ آنسوؤں کے سوا اور کچھ بھی نہیں.....

اور تو ہی سب سے اچھا دیکھنے اور سننے والا ہے.....

﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ○ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَ هُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ○﴾ (الانعام: ۱۰۲-۱۰۳)

''یہ ہے اللہ تمہارا رب کوئی اس کے سوا مالک نہیں ہے۔ وہ ہر چیز کا خالق ہے۔ تم صرف اس کی بندگی کرو۔ وہ ہر چیز کا کفیل ہے۔ نگاہیں اس کو نہیں پا سکتیں۔ وہ نگاہوں کو پالیتا ہے۔ وہ نہایت زیرک اور باخبر ہے۔''

Marfat.com

اے باریک بین باخبر

اے باریک بیں اے باخبر
تجھ سے تو کچھ چھپا نہیں میرے دل کا ماجرا
میرے غم میرے الم تجھ پہ ہیں سب عیاں
میری طرف بھی کر نظر
اے باریک بیں اے باخبر

غم ہے کہ توڑے جا رہا ہے
فکر ہے کہ مارے جا رہا ہے
اب تھکنے لگا ہے میرا صبر
اے باریک بیں اے باخبر

میرے آنسوؤں کو اذنِ باریابی دے
میری سجدہ ریزیاں قبول کر
تیری بارگاہ عزت سے اٹھتا نہیں میرا سر
اے باریک بیں اے باخبر

تیری رحمت مایوس ہونے نہیں دیتی
گرتی ہوں تھام لیتی ہے بکھرنے نہیں دیتی
تیری پاکی بیان کرتے ہیں سب شجر و ہجر
اے باریک بیں اے باخبر

Marfat.com

میری غلطیاں میری نادانیاں
میری کج فہمیاں میری کمزوریاں
پکارتی ہیں عجز سے کر دینا درگزر
اے باریک بیں اے باخبر
تیرے سامنے دراز دست سوال ہے
کہ صرف تو ہی تو واقفِ حال ہے
میں سائل تیرے در پر
اے باریک بیں اے باخبر

Quat:

If Allah answer your prayer, He is increasing your faith, if Allah delays, He is increasing your patience. If Allah doesn't answer your prayers He is preparing the best for you.

Marfat.com

اللہ کا ہسپتال

میر بابر مشتاق ایک بلند پایہ جرنلسٹ ہیں۔ گو آپ کم کم لکھتے ہیں۔ یہ واقعہ ان کی تحریر سے ماخوذ ہے۔

لیلیٰ مراکش کی طرح دار اداکارہ تھی..... فلمی حلقوں میں اس کے حسن و دلربا کے چرچے تھے۔ اپنے زمانہ عروج میں ہی اسے اچانک ایک انتہائی مہلک مرض نے آلیا..... ایسا مہلک مرض جسے لوگ ''سرطان یعنی کینسر'' کے نام سے یاد کرتے ہیں..... ظاہر ہے وہ اداکارہ تھی۔ اس کے پاس پیسے کی کوئی کمی نہیں تھی..... اس نے بہترین ڈاکٹروں سے رجوع کیا۔ جو جو علاج انہوں نے اس کے لیے تجویز کیا وہ سب علاج اس نے اپنی جان پر روا رکھے۔ لیکن شاید اللہ تعالیٰ کو ابھی شفا دینا منظور نہ تھا..... علاج مہنگی ترین دوائیاں، سب کیموتھراپی فیل ہوتی چلی گئی۔ مرض کی شدت میں نمایاں کمی کی بجائے مزید اضافہ دن بدن نظر آنے لگا۔ اس کا مرض اپنی نوعیت میں عجیب تھا..... وہ خود اپنے اس مرض کے بارے میں بتاتی ہیں۔

''میرے دل کی وہ شریان جو بایں جانب سے نکل کر دل کو خون پہنچاتی ہے اور جس کی شکل تاج نما ہوتی ہے وہ شریان اس مرض کی لپیٹ میں آ گئی تھی مراکش میں اس مرض کو سرطان یا کینسر نہیں پکارتے بلکہ اسے ''خبیث مرض'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان دنوں..... میں ایک حسین اداکارہ تھی۔ جس کی فلمی حلقوں میں دھوم تھی۔، میں اس وقت مذہب۔ اللہ تعالیٰ کی حکومت، ایمان بندگی ان سب سے بے نیاز ایک دھوم مچانے والا کردار تھی..... جسے ہر محفل ہر تقریب میں ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا تھا..... جسکے کپڑوں کی تراش خراش لوگوں کے دلوں پر بجلی بن کر گرتی ہے..... اور جو مہنگے

Marfat.com

ہوٹلوں..... مہنگی آرائش زیبائش اور مہنگی کاروں میں گھومتی پھرتی حسین گڑیا تھی..... جس کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے لوگ دیوانے ہوئے جاتے تھے..... جس کی خبریں ہر روز صفحہ اول پر شائع ہوتی تھیں..... میں ان دنوں ایک ایسے جادوئی اڑن کھٹولے میں سوار تھی جس کے متعلق مجھے گمان نہیں تھا کہ یہ اڑن کھٹولا ایک دن زمین پر گر کر پاش پاش بھی ہوسکتا ہے مجھے احساس نہیں تھا کہ جوانی..... حسن، اُمنگ، ترنگ صحت سب فانی ہیں۔ میرے حاشیہ میں بھی یہ کبھی تصور نہیں گزرا تھا کہ میرے جیسی صحت مند گاتی اٹھکیلیاں کرتی عورت بھی کبھی اس مرض خبیث کا شکار ہوسکتی ہے لیکن جب اچانک میری طبیعت بوجھل اور سر چکرانے لگا تو ڈاکٹروں کی رپورٹ نے مجھے حواس باختہ کر دیا..... میرا ان دنوں جی چاہتا تھا..... کہیں بھاگ جاؤں..... اس مرض سے چھٹکارا پالوں..... لیکن بھاگ کر جاؤں تو کہاں جاؤں؟..... میں نے سنجیدگی سے سوچا۔ یہ قسطوں میں مرنے کی بجائے کیوں نہ خودکشی کرلوں..... لیکن مجھے اپنے شوہر اور بچوں سے شدید محبت نے اس اقدام سے روکے رکھا..... وہ جب اپنی پیاری پیاری شکلیں لیے میرے سامنے آتے..... میں دل میں سوچتی..... اور اپنے آپ سے کہتی..... ''لیلیٰ''..... تو مرنے والی ہے..... چند دن بعد یہ شکلیں تجھ سے ہمیشہ کے لیے کھونے والی ہیں..... جی بھر کے انہیں دیکھ لے..... دیکھ لے..... پھر تو مٹی کے ڈھیر میں ہمیشہ کے لیے دفن ہو جائے گی..... نہ تو ان بچوں کی چہکار سن سکے گی۔ نہ ان کی آوازیں تیرے کانوں تک آئیں گی..... ان دنوں خودکشی نہ کرنے کا سبب یہ نہیں تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو سمجھتی تھی۔ اور جانتی تھی کہ خودکشی اسلام میں حرام ہے..... سچ تو یہ ہے کہ میں اسلام۔ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی تعلیمات سے کوسوں دور تھی..... آج سوچتی ہوں تو یہ لگتا ہے۔ شاید یہ جان لیوا بیماری میری روحانی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے اتاری تھی..... اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹ آؤں..... اور اپنی گزری ہوئی زندگی کی غلطیوں کے لیے توبہ استغفار کرلوں..... ہاں میں وہ ہی لیلیٰ ہوں۔ جو نہ جانے کتنے لوگوں کو گمراہ کر چکی تھی..... اپنے جسم کی نمائش کر کے۔ ہیجان خیز رقص کر کے۔ سینما کے پردے کے ذریعے..... میں

Marfat.com

بیمار ہوئی تو دولت، شہرت، تعلقات، ایک سے بڑھ کر ایک ڈاکٹر ہسپتال..... کبھی سب کچھ میرا تھا..... مگر اب کچھ بھی نہ تھا تو محترم قارئین..... میں کچھ عرصہ اسی زعم میں رہی کہ جب علاج بہترین ہوگا۔ تو مرض خود ہی قابو آ جائے گا..... میں اس لمحے بھول گئی کہ شفا دینے والا۔ صرف اللہ ہے..... دوائیاں اور علاج ایک سہارا ہیں۔ ان کی اہمیت بھی فراموش نہیں کر سکتے..... لیکن ان دوائیوں میں شفا ڈالنے والا اللہ ہے.....

مجھے ڈاکٹروں نے بلجیم بھجوا دیا..... ڈاکٹروں کا علاج نگہداشت جاری تھی جب اچانک ڈاکٹروں کی ٹیم نے میرے ٹیسٹ لیے اور نئی پریشانی سے میرے شوہر کو آگاہ کرتے ہوئے کہا..... ''مرض بڑھ رہا ہے ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں کہ ان کی چھاتی کاٹنا پڑے گی اور پھر ایسی کیمیائی دوائیاں استعمال کرنا پڑیں گی جس سے ان کے سر کے بال جھڑ جائیں گے۔ حتیٰ کہ پلکیں اور بھنویں تک صاف ہو جائیں گی چہرے پر داڑھی کے بال اگ آئیں گے۔ ناخن اور دانت گر جائیں گے۔ میں نے ڈاکٹروں کے تجویز سن کر روتے ہوئے علاج سے انکار کر دیا..... میں اس روز ڈپریشن سے جیسے نڈھال ہو رہی تھی..... میں نے صاف صاف کہہ دیا کہ میں چھاتی کٹوانے، گنجی ہونے اور قدرتی بناوٹ اور خوبصورت کو داغ دار کرنے پر مر جانے کو ترجیح دوں گی۔ اس سے بہتر ہے میں علاج نہ کرواؤں میں مراکش دوبارہ اپنے گھر لوٹ آئی۔ میرا علاج اور دوائیاں جاری تھیں..... جن کے اثرات اتنے بھیانک نہیں تھے جو کیمیائی دوائیوں کے اثرات ہونا تھے..... چھ ماہ کے دوران میرا وزن گھٹنا شروع ہو گیا میرے چہرے کا رنگ بدل گیا..... حتیٰ کہ میرے سارے جسم میں درد رہنے لگا..... اور یہ درد ایسا تھا جو مجھے کسی کروٹ چین نہیں لینے دے رہا تھا۔ ڈاکٹر نے مجھے دوبارہ بلجیم کے ڈاکٹروں کے پینل کے سامنے رپورٹ کرنے کو کہا..... بلجیم کے ڈاکٹروں نے معائنے کے بعد افسوس ناک خبر میرے شوہر کو بتائی کہ سرطان پورے جسم میں پھیل چکا ہے..... اور پھیپھڑے بھی اس سے متاثر ہو چکے ہیں..... اب کوئی علاج کوئی دوا اس صورت میں کارگر نہیں ہو سکتی۔ بہتر ہے کہ اسے واپس مراکش لے جاؤ..... تاکہ دفن کے لیے اسے اپنے وطن کی مٹی نصیب ہو سکے.....

Marfat.com

یہ خبر میرے شوہر پر بجلی بن کر گری..... وہ حواس باختہ ہو گئے..... موت مجھ سے اتنا قریب تھی..... پھر ہم لوگوں نے واپس اپنے وطن مراکش جانے کے بجائے فرانس جانے کا فیصلہ کیا۔ کہ شاید وہاں کوئی جدید ترین علاج میسر آ سکے..... اور میں کیموتھراپی کے ذریعے بچ جاؤں.....

اچانک میرے شوہر کے ذہن مین خیال آیا کہ ہم دنیاوی علاج کروا چکے ہیں۔ مگر ایک طبیب ہے..... اس کے پاس جانا چاہیے..... جو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے..... جس کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں..... زندگی اور موت جس کے قبضہ قدرت میں ہیں..... میرے شوہر نے جب مجھ سے یہ بات کی تو جیسے کوئی بھولی بسری بات مجھے بھی یاد آ گئی..... بلاشبہ..... ہمیں مکہ مکرمہ جانا چاہیے..... بیت اللہ کی زیارت کریں..... اور وہاں اللہ سبحانہ تعالیٰ کے دربار میں توبہ استغفار کریں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں..... کہ وہ اس مہلک مرض سے مجھے شفایاب کر دے..... غرض ہم دونوں میاں بیوی پیرس سے خانہ کعبہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ راستہ بھر ہم لا الہ الا اللہ واللہ اکبر سے رطب السان رہے..... مجھے عجیب سی خوشی ہو رہی تھی..... بیت اللہ شریف کی طرف یہ میری زندگی کا پہلا سفر تھا..... اور میں جانے کتنے سالوں بعد اللہ تعالیٰ کے گھر کا دیدار کرنے والی تھی..... جب میرے پاس ہر طرح کی سہولت صحت اور پیسے کی فراوانی تھی ہمیں اس وقت اپنے یہ سیر سپاٹوں اور نت نئی عیاشیوں سے وقت ہی نہیں ملا تھا..... کہ ہم اللہ کے گھر کی زیارت ہی کر لیتے..... میں نے پیرس میں ہی قرآن پاک کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا تھا..... جب بھی میرا جسم درد سے نڈھال ہونے لگتا میں قرآن پاک اونچی آواز میں پڑھنے لگتی..... مطالب و معنی مجھے بخوبی سمجھ آتے تھے..... آخرکار..... وہ مبارک وقت آ گیا۔ ہم مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ جونہی نگاہ کعبہ پر پڑی۔ میری آنکھوں سے اشک ندامت رواں ہو گئے..... اپنی گزری ہوئی زندگی کے شب و روز آنکھوں کے سامنے پھرنے لگے..... وہ گناہوں کی دلدل..... جس میں میں

Marfat.com

گر چکی تھی..... جہاں نہ نماز تھی۔ نہ روزہ۔ نہ قرآن تھا نہ حدیث..... میں نہایت عاجزی گریہ زاری سے اپنے رب کے حضور حاضر تھی..... جو توبہ قبول کرنے والا ہے..... جو کہتا ہے میں اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہوں..... جب وہ پورے دل سے پلٹ آتے ہیں..... میں نے جانے کتنی بار توبہ کی..... کتنی بار آنسوؤں کے نذرانے پیش کیے..... ہر بار میں نے خانہ کعبہ کے دروازے کے قریب جا کر رو رو کر دعا مانگی.....

''اے میرے پروردگار..... میری مہلک بیماری کا علاج ڈاکٹروں کے بس میں نہیں وہ ہزار کوشش کے باوجود میرے علاج سے انکار کر چکے ہیں۔ اے میرے رب رحیم بیماری تیری طرف سے ہوتی ہے۔ شفا تیری طرف سے عطا ہوتی ہے۔ تو ہی بیمار بھی کرتا ہے، تو ہی علاج بھی کرتا ہے..... تو ہی مالک ارض وسموات ہے۔ تو ہر چیز پہ قدرت رکھتا ہے..... تو قادرِ مطلق ہے..... ڈاکٹروں نے ہسپتال کے دروازے مجھ پر بند کر دیئے ہیں..... میں اپنے علاج کے لیے تیرے ہسپتال پہنچ گئی ہوں۔ میرے پروردگار..... تو اپنے ہسپتال کا دروازہ مجھ پر بند نہ کرنا.....''

میں نے طواف کے دوران بھی اللہ کی پکار کو جاری رکھا ''اے اللہ! اے اللہ! میری دعا کو نامراد واپس نہ کرنا..... مجھے اپنی رحمت سے ناامید نہ کرنا..... مجھے شفا عنایت کر کے ڈاکٹروں کو اپنی عظمت شان کبریائی سے حیران کر دینا.....''

جیسا کہ میں پہلے بتا چکی ہوں..... میں وہ تھی جو اللہ تعالیٰ سے غافل تھی اس دین برحق سے غافل تھی..... جو سیدھی راہ دکھاتا ہے..... لیکن اب میں وہ لیلیٰ نہیں تھی..... میں نے اللہ تعالیٰ سے لو لگا لی تھی..... اٹھتے بیٹھتے میری زبان حمد باری تعالیٰ سے تر رہتی..... میں نے مکہ مکرمہ کے شیخ سے بھی ملاقات کی تا کہ وہ مجھے ایسی دعاؤں سے فیض یاب کر دیں جو دربار الٰہی میں مقبول ہو جائیں۔ انہوں نے مجھے بہت زیادہ درود پاک قرآن پاک کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے کو کہا..... مسجد حرام میں میرے دل کو عجیب سا سکون ملتا..... وہیں عبادت کرتے رہنا گریہ زاری کرتے رہنا اور دعائیں مانگتے رہنا

Marfat.com

میرے لیے باعث سکون بنتا جارہا تھا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں ہوٹل کے کمرے میں صرف سونے کے لیے جاؤں گی..... میں زیادہ سے زیادہ وقت حرم شریف میں ہی گزارنا چاہتی ہوں..... وہ میری اس درخواست کو مان گئے..... میں صرف چند گھنٹوں کے لیے اپنے کمرے میں جاتی.....اور نیند کی جھپکی لے کر دوبارہ حرم شریف میں لوٹ آتی۔

مسجد حرام کے اندر میرے پڑوس میں مصر اور ترکی کی چند خواتین بھی تھیں۔ جو کثرت آہ و بکا اور میری گریہ زاری دیکھا کرتی تھیں۔ ایک روز انہوں نے اس کا سبب پوچھا تو میں نے انہیں صاف صاف بتا دیا کہ میں گناہ گار بندی ایک تو پہلی بار حاضر ہوئی ہوں۔ دوسرے میرے جسم میں سرطان پھیل چکا ہے..... میں یہاں دعا نہ مانگوں تو کہاں مانگوں؟ وہ خواتین نماز کے بعد میرے اردگرد بیٹھ جاتیں اور مجھ سے بہت ہمدردی اور محبت سے بات کرتیں۔ ان سے ہماری اللہ کے حوالے سے دوستی ہوگئی تھی۔ پھر میں نے ان سے کہا.....

کیوں نہ میں مسجد میں اعتکاف کی نیت کرلوں! ان عورتوں نے اس بات کو بہت پسند کیا اور کہنے لگیں ہم بھی تمہارے ساتھ معتکف ہوں گی..... ہر چند کہ رمضان کا مہینہ نہیں تھا..... پھر بھی ان عورتوں نے اپنے خاوندوں سے معتکف ہونے کی اجازت لے لی..... اب ہمارا سارا دن ذکر اذکار..... قرآن پاک کی تلاوت۔ نمازوں اور نوافل میں گزر جاتا.....ہم آب زم زم کثرت سے پیتیں..... کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہمیں یاد تھا.....

''آب زم زم جس نیت سے پیا جائے وہ نیت پوری ہوتی ہے.....''

(صحیح ابن ماجہ ۳۰۶۲)

میں نے سوچا۔ اگر میں بیماری سے شفا کی نیت سے پیوں گی تو اللہ پاک ضرور مجھے شفایاب کریں گے.....سنا ہے کہ اگر سیرابی کی نیت سے پیا جائے تو پیاس مٹ جاتی ہے..... اللہ تعالیٰ کی پناہ کی نیت سے پیا جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے دامن میں پناہ دے دیتا ہے..... آب زم زم کی برکت سے ہمیں بھوک کم ہی لگتی۔ ہم خواتین مسلسل خانہ کعبہ کا

Marfat.com

طواف کرتیں اور طواف کے اختتام پر دو رکعت مقام ابراہیم کے پیچھے (اور اگر مقام ابراہیم کے پیچھے جگہ نہ ملتی تو مسجد کے کسی بھی حصے میں) پڑھتیں۔ اور پھر طواف کرنے لگتیں..... اگر تھکاوٹ اور بھوک محسوس ہوتی تو آب زم زم ہر وقت دستیاب تھا۔

میں جب بیت اللہ شریف پہنچی تھی تو اس وقت بہت دبلی اور کمزور تھی، میرے جسم کے اوپری حصے میں سوجن اور چھوٹی چھوٹی بہت ساری سرخ پھنسیاں تھیں۔ جو اس بات کا اشارہ تھا کہ سرطان پھیل چکا ہے۔ میری سہیلیاں مجھے نصیحت کرتیں کہ میں اپنے جسم کے اوپر والے حصے کو آب زم زم سے دھوتی رہوں..... لیکن جسم کی پھنسیوں اور سوجن کو چھونے سے مجھے خوف محسوس ہوتا تھا، اور..... دھونے کے شعور سے ہی میرا جسم کانپنے لگتا تھا..... بہرحال..... میں نے جسم کو ہاتھ لگائے بغیر ہی آب زم زم کو جسم پر ڈالنا شروع کیا..... کچھ دن گزر گئے۔ میری سہیلیوں نے مجھے مجبور کیا کہ میں جسم کو آب زم زم سے دھو ڈالوں..... میں نے انکار کر دیا..... مگر مجھے محسوس ہوا کوئی اندرونی طاقت مجھے اپنا جسم دھونے کے لیے آمادہ کر رہی ہے، لیکن خوف کی وجہ سے میں ایسا کر نہیں پا رہی..... جب تیسری دفعہ میرے دل نے گواہی دی..... تو میں نے آب زم زم لے کر اپنے ہاتھوں سے جسم اور چھاتی پر ملنا شروع کر دیا..... جو کہ فاسد خون پیپ اور پھنسیوں سے پُر تھی..... لیکن دیکھتے ہی دیکھتے میرا جسم حیرت انگیز طور پر ان تمام بیماریوں سے پاک ہونے لگا۔ چھوٹی چھوٹی پھنسیاں جانے کدھر گئیں..... جسم کو تکلیف دینے والی پھنسیاں پھٹ کر خود ہی بہہ گئیں۔ دانے آہستہ آہستہ غائب ہونے لگے۔ میں بے یقینی سے گھبرا گئی..... میں نے چھو کر خود کو دیکھا..... واقعی..... میری سوجن نہیں تھی..... میری جلد صاف تھی..... میں اپنی شفا کے خیال سے کانپنے لگی..... میری سہیلیوں نے مجھے کہا..... اس قدر تعجب کیوں کرتی ہو..... کیا رب العزت تمہیں شفا دینے پر قادر نہیں.....“

میں روتے ہوئے پکارنے لگی..... اللہ اکبر..... اللہ اکبر..... میں فرط مسرت سے اپنے شوہر کو خوش خبری سنانے کے لیے مسجد حرام سے نکل کر ہوٹل کو چلی گئی..... کمرے میں

Marfat.com

داخل ہو کر جب اپنے شوہر کے سامنے کھڑی ہوئی تو ان سے کہنے لگی.....

دیکھو..... دیکھو۔ یہ اللہ کی رحمت۔ کدھر ہیں میرے جسم کے پھوڑے..... پھنسیاں۔ دیکھو۔ اللہ کی رحمت سے ختم ہو گئیں.....''

پھر میں نے انتہائی مسرت و شادمانی کے ساتھ اسے اپنی مانگی ہوئی دعاؤں کی فیض یابی کی تفصیل سنانے لگی..... لیکن میرے شوہر کو میری گفتگو ایک افسانہ محسوس ہو رہی تھی وہ یقین کرنے کو تیار ہی نہیں تھا کہ یہ معجزہ رونما ہو چکا ہے..... وہ میری بات کو مذاق سمجھ رہا تھا..... ہو سکتا ہے وہ اس شفا کو فریب نظر سمجھ رہا ہو.....

یکا یک اس کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں..... اس نے مجھے تسلی دیتے ہوئے سکون سے بیٹھنے کو کہا..... ''تمہیں یاد ہے تین ہفتے قبل ڈاکٹروں نے تجھے چند دنوں کی مہمان کہا تھا..... اور آج میں اپنی آنکھوں سے یہ معجزہ دیکھ کر حیران ہو رہا ہوں۔ تو جو کہہ رہی ہے..... سچ ہی ہے۔ ہمارے رب نے دعائیں سن لی ہیں۔''

ہم دونوں زار زار رونے لگے..... یہ احساس تشکر کے آنسو تھے.....

زندگی اور موت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے..... وہی قادر ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں..... وہی شفا دینے پہ قادر ہے۔

اس کے بعد ہم میاں بیوی ایک ہفتہ بیت اللہ شریف میں قیام پذیر رہے..... یہاں ہماری عبادت اور شکریہ کا اور ہی انداز تھا..... ہمارے دل احساس بندگی..... سے شرابور تھے..... ہم احساس تشکر سے اللہ کے آگے جھکے جا رہے تھے..... پھر ہم نے مسجد نبوی ﷺ کی زیارت کی۔ اور پھر فرانس روانہ ہو گئے..... جب وہاں کے ڈاکٹروں نے مجھے پوری طرح صحت مند چاق و چوبند دیکھا تو انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا..... وہ چونک کر کہتے۔

''محترمہ کیا آپ وہی خاتون ہیں؟ میں نے فخر سے جواب دیا..... جی ہاں۔ میں ہی ہوں..... جس کی موت کا اعلان آپ کر چکے تھے۔ یہ میرے شوہر ہیں..... جنہوں نے میری شفایابی کے لیے اپنے سارے وسائل استعمال کر ڈالے تھے..... لیکن جب میں

Marfat.com

آپ لوگوں کے علاج سے بیزار ہو کر اللہ کے ہسپتال میں داخل ہوئی تو مجھے شفا نصیب ہو گئی..... اب مجھے کسی چیز کا بھی خوف نہیں..... بیماری اور شفا..... زندگی اور موت۔ خوشیاں اور غم اللہ کی طرف سے ہیں۔ تمام امور اسی کی نگرانی میں انجام پاتے ہیں۔"

ڈاکٹروں نے کہا۔ محترمہ آپ کی باتیں بجا۔ لیکن ہم آپ کو Healthy declare نہیں کر سکتے۔ جب تک تمام ٹیسٹ نہیں لے لیتے۔ چنانچہ ڈاکٹروں نے دوبارہ میرے سارے ٹیسٹ لیے۔ الحمدللہ..... میں مکمل شفایاب تھی:..... وہ سب دنگ رہ گئے تھے.....شائد ان کا تعجب اس لیے بھی تھا کہ جس مرض میں مبتلا تھی اس مرض کا علاج ابھی تک میڈیکل سائنس میں دریافت ہی نہیں ہو سکا۔

آج میں شفایاب ہوں۔ میرا شوہر اور میں اللہ تعالیٰ کے کرم اور جود وسخا پر ہمہ وقت اللہ کے شکر گزار ہیں.....توبہ کرتے ہیں.....اور جو کوتاہیاں ہو چکی ہیں ان پر عفو و درگزر کی درخواستیں کرتے ہیں۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ میری اور میرے شوہر کی توبہ قبول فرمائے اور تمام مسلمانوں کو اپنے دامن بخشش مغفرت میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ○ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ○﴾ (الزمر ۵۳-۵۴)

"اے پیغمبر ﷺ میری طرف سے لوگوں کو کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے (گناہ کر کے) اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جانا۔ اللہ تعالیٰ تو سب گناہوں کو بخش دے گا وہ تو ہے ہی بخشنے والا.....مہربان اس سے پہلے کہ تم پر اللہ کا عذاب آ واقع ہو اپنے رب کی طرف رجوع کر لو۔"

Marfat.com

تجھے کیوں نہ پکاریں

مدد کے لیے تجھے کیوں نہ پکاریں
تو ہی تو ہے فَانْصُرْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ النّٰصِرِيْن

بند خوشیوں کے دروازے کھلتے جائیں
تو ہی تو ہے وَغْفِرْلَنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْن

بخشش کی نوید سنائے روتوں کو تو ہی ہنسائے
تو ہی تو ہے وَافْتَح لَنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْن

رحمت کی امید تجھ سے تجھ سے مانگوں بھیک
تو ہی تو ہے وَارْحَمْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْن

گرداب میرا کچھ بھی بگاڑ نہ پائیں گے
تو ہی تو ہے وَاحْفِظْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْحٰفِظِيْن

میں اگر بھٹک بھی جاؤں کوئی راہ نہ پاؤں
وَاهْدِنَا وَنَجِّنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْن
راہ دکھا ہم کو بچا ہم کو ظالم قوم سے

Prayer is putting one self in the hands of "Allah Almighty."

Marfat.com

غم سے نجات دینے والا

حاجی محمد عالم صاحب ریٹائرڈ پولیس انسپکٹر ہیں۔ بہت دین دار اور معتبر گھرانے سے آپ کا تعلق ہے..... آپ کی رہائش لاہور میں ہے۔ آیئے ان کی زبانی ان کی روداد سنتے ہیں۔

یہ جولائی 1987ء کا مبارک دن تھا جب میں اپنی بیگم شمیم اختر کے ساتھ فریضہ حج ادا کرنے حجاز مقدس پہنچا..... طلوع آفتاب میں ابھی کچھ وقت تھا۔ فجر کی اذان کی دل پذیر آواز فضا میں گونج رہی تھی..... اور پیغام حق سنا رہی تھی۔ اٹھو کہ نماز نیند سے بہتر ہے..... اٹھو کہ اللہ بڑا ہے..... وہی سلامتی ہے ہمیں پہاڑی پر رہائش ملی۔ اور کمرہ سب سے اوپر کی منزل پہ تھا..... سامان کمرے میں رکھتے ہی میں نے بیگم سے کہا بیگم جلدی آؤ..... اس وقت رش کم ہے۔ ہم اللہ کے دربار میں جلدی سے پہنچ جائیں..... خانہ کعبہ کی زیارت کرلیں..... اپنی حاضری بھی لگوا آئیں.....

خانہ کعبہ دیکھنے اور اس رب العالمین کے گھر کا طواف کرنے کے لیے دل ایسے بے چین بے قرار تھا کہ جیسے سینے سے نکلا جا رہا تھا..... میرے اور بیگم کے شاید یہی احساسات تھے..... دل چاہ رہا تھا دوڑتے ہوئے جائیں اور جا کر اس مالک کے گھر سجدہ ریز ہو جائیں..... میرا دل چاہ رہا تھا کہ میرے قدموں تلے پہیے لگ جائیں۔ اور میں بہت تیزی سے اس مقدس گھر پہنچ جاؤں جو ہمارا کعبہ ہے۔ جسے اللہ نے محترم کیا ہے..... میں جب بیگم کے ساتھ سوئے حرم چلا جا رہا تھا تو میرا دل میرے قابو میں نہیں تھا..... پتا نہیں کہاں سے اتنے بہت سے آنسو میری آنکھوں میں آ کر جمع ہو گئے تھے۔

Marfat.com

اپنی کم مائیگی اور تشکر کے احساس نے مجھ پر رقت طاری کر دی..... بچپن میں سنی ہوئی حمد کے بول کانوں میں گونج رہے تھے.....

جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

اور آج ان لاکھوں خوش بخت فرزندان توحید میں میں بھی شامل تھا..... جو حج کی سعادت حاصل کرنے اس پاک زمین پر اترے تھے..... مجھے لگتا تھا جیسے برسوں کا پیاسا مسافر..... جب رحمت کے دریا پہ پہنچے گا..... تو کیسے کیسے اپنی پیاس بجھائے گا..... میری ایک ہی آرزو تھی..... دیدار کعبہ..... میری ایک ہی تمنا تھی..... دیدار کعبہ..... مجھے لگتا تھا کہ میں کعبہ کے پاکیزہ در و دیوار سے لپٹ کر شاید اتنا روؤں گا کہ میرا وجود ان آنسوؤں میں بہہ جائے گا۔ بیگم میرے پیچھے چلی آ رہی تھی..... مجھے نہیں معلوم۔اس کی Feelings کیا تھیں شاید ہر انسان جیسے ایک جدا شخصیت رکھتا ہے اسی طرح ہر انسان ایک جدا سوچ اور جذبوں کی الگ ہی دنیا کا مالک بھی ہے۔ میرے قدم جوں جوں کعبہ کے قریب پہنچ رہے تھے میرا دل سینے میں زخمی پرندے کی طرح پھڑکنے لگا تھا..... میں سوچ رہا تھا پتا نہیں یہ آنکھیں دیدار کعبہ کیسے برداشت کریں گی..... جن میں ابھی سے بار بار آنسوؤں کے قطرے ٹپکتے چلے آ رہے ہیں میں کتنا گناہ گار ہوں..... میں اللہ کے دیدار کا سامنا کیسے کر سکوں گا؟ میں کہیں دروازے پر ہی گر کر مر نہ جاؤں..... صبح کا وقت تھا اذان ابھی ابھی ختم ہوئی تھی۔ فضا پہ سکوت اور نور چھایا ہوا تھا..... دروازے سے گزرتے ہی سامنے میرا پیارا کعبہ میری عمر بھر کی چاہت کا مرکز میری آنکھوں کے سامنے تھا..... اپنے تمام تر جلال و جمال کے ساتھ میں والہانہ اس کے در و دیوار سے لپٹنا چاہ رہا تھا..... میں نے بہت سی دعائیں یاد کر رکھی تھیں۔ جو یکا یک بھول گئیں اور میں وہ دعائیں مانگنے لگا جو میری روح کی تڑپ کی غماز تھیں۔ بالکل اصلی اور خالص دعائیں۔ جو میری روح کی آواز تھیں..... میری بیگم اور میں نے نماز ادا کی۔ اس کے بعد ہم دونوں قدم بہ قدم طواف کیا۔ میری سسکیاں۔ میری دعائیں..... میری التجائیں سب کچھ جیسے

Marfat.com

آپس میں گڈمڈ ہو گیا تھا..... بیگم کا حال مجھ سے جدا نہیں تھا.....

صبح کے وقت رش کم تھا..... طواف کعبہ کے بعد مجھے احساس ہوا کہ اس وقت ہی مجھے حجر اسود کو چوم لینے کی سعادت حاصل کر لینا چاہیے..... بعد میں رش ہونے کے باعث شاید پتا نہیں میں چوم سکوں یا نہیں..... میں نے بیگم کو برآمدے میں ایک مخصوص جگہ کھڑا ہونے کہا..... اور بولا..... ''تم ادھر ٹھہرو..... میں پانچ منٹ میں حجر اسود کو چوم کر واپس آتا ہوں۔ میرا خیال تھا میں یہ گیا۔ اور یہ آیا..... ویسے بھی سپاہی ہوں تیز رفتاری میرے پروفیشن کا حصہ ہے..... چونکہ اس وقت تک اذان دی جا چکی تھی۔ اس لیے اچانک ہی حاجیوں کا ایک ہجوم خانہ کعبہ میں نماز فجر کے لیے سب دروازوں سے داخل ہو گیا تھا..... اور میں جس سعادت کو حاصل کرنا آسان سمجھ رہا تھا وہی میرے لیے کارِ محال بن گیا تھا..... حجر اسود کو چومنے کی خواہش میں میں بار بار طواف کعبہ کر رہا تھا۔ ہر بار میں کوشش کرتا۔ کسی طرح حجر اسود کے قریب تر پہنچ جاؤں..... لیکن رش کے باعث ہجوم مجھے دھکیلتا ہوا حجر اسود سے دور پہنچا دیتا..... آخری چکر میں صرف یہ ہوا کہ میں بسیار کوشش سے صرف حجر اسود کو ہاتھ لگانے میں کامیاب رہا تھا۔

جب طواف ختم کر کے میں واپس اسی جگہ پہنچا۔ جہاں بیگم کو کھڑا کر کے گیا تھا دیکھا تو وہاں حاجیوں کا رش لگا تھا کچھ لوگ کھڑے تھے۔ کچھ نماز اور نوافل پڑھ رہے تھے..... اور اس ہجوم میں میری بیگم نظر نہیں آ رہی تھیں..... خانہ کعبہ میں دور دراز سے عاشقانِ اسلام پہنچ چکے تھے..... اور اس وقت تا حد نظر سفید احرام اور سر ہی سر نظر آ رہے تھے..... میں نے آس پاس دیکھا..... دائیں بائیں بھاگا گیا..... لیکن وہ وہاں موجود نہیں تھی..... کہیں وہ بے چاری میرا انتظار کرتے کرتے تھک کر دوبارہ طواف میں مصروف نہ ہو گئی ہو..... چلو۔ پھر میں بھی طواف کرتا ہوں..... ہو سکتا ہے طواف کے دوران وہ مجھے نظر آ جائے۔ میں نے پھر طواف شروع کر دیا..... لیکن اب کی بار میری توجہ بارگاہ ایزدی پہ کم اور اپنی بیگم کی تلاش میں زیادہ بھٹک رہی تھی..... میں ہر چہرے میں اپنی شریک حیات تلاش کر رہا تھا..... میرا دل فکر سے جیسے مسلا جا رہا تھا..... وہ طواف میں بھی مجھے نظر

Marfat.com

نہیں آئی تھی..... میں جان بوجھ کر ذرا آہستہ چل رہا تھا تاکہ میں ہی اسے نظر آ جاؤں..... وہ مجھے آواز دے لے..... لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا۔ میرا طواف مکمل ہو چکا تھا۔ میں پھر برآمدے کی سمت دوڑا گیا..... میں نے بار بار برآمدوں میں چکر لگانے لگا۔ میرا دل جو کچھ گھنٹے قبل زیارت کعبہ کے لیے بے چینی سے جیسے سینے سے نکلا جا رہا تھا وہاں اب ایک تشویش اور فکر نے اپنا گھیرا تنگ کرنا شروع کر دیا تھا میں جو اللہ کے گھر اللہ کی عبادت کرنے لمحہ بہ لمحہ ذکر کرنے اور جی بھر کر طواف کرنے اور اپنی مغفرت و بخشش کے لیے آیا تھا وہاں آ کر میری توجہ کی یکسوئی بٹ گئی تھی..... اور مجھے اب اپنی بیگم شمیم کی خیریت کے لالے پڑ گئے تھے..... دراصل صبح ہی مجھ سے ایک غلطی ہو گئی تھی۔ وفور شوق میں ہم بھاگتے ہوئے ہوٹل سے حرم شریف آ گئے تھے..... تمام کاغذات اور نام کی شناخت کی ضروری اشیاء اس بھلی مانس نے مجھے پکڑائی تھیں..... جو میں اسے واپس دینا بھول گیا تھا..... اور اب وہ اس رش میں گلے میں اپنے نام کی شناخت کے بغیر تھی۔

اگر وہ اس رش میں کہیں بھٹک گئی تو وہ اپنا مدعا کس سے بیان کرے گی یہاں تو زبان کا مسئلہ بھی درپیش تھا..... پھر یہ بھی سنا ہے کہ اگر کوئی مشکوک عورت یا مرد بغیر پاسپورٹ اور شناخت کے آئیں تو شرطے اپنی جیل لے جاتے ہیں..... میرے وجود پر خوف اور غم کی آندھیاں سی چل رہی تھیں..... کبھی میں اپنے آپ کو تسلی دیتا..... وہ ٹھیک ہو گی..... یہاں ہی کہیں کھڑی ہو گی..... دوسرے لمحے میرا دل گھبراہٹ میں دھڑکنے لگتا..... کہیں وہ خدانخواستہ رش میں کچلی نہ گئی ہو..... اے اللہ یہ کیسا دکھ ہے۔

گذشتہ رات کے سفر اور دن کی تھکاوٹ اور اب بھوک اور پیاس سے میرا جسم مکمل طور پر نڈھال ہو چکا تھا..... مجھے انسانوں کے سمندر میں ایسا لگ رہا تھا جیسے میں اپنی بیگم کو تلاش کرتے کرتے گر کر کہیں کچلا جاؤں گا..... میں نے اپنی بگڑتی ہوئی کیفیت دیکھی..... مجھے بھوک سے چکر سے آ رہے تھے..... ہم نے کل رات سے صحیح کھانا نہیں کھایا تھا..... اور اب صبح کا ناشتہ بھی نہیں کیا تھا۔ اس سے پہلے کہ میں کہیں نقاہت سے گر جاتا میں نے عقلمندی اسی میں سمجھی کہ واپس اپنے کمرے میں جا کر۔ ناشتے کے بعد تسلی

Marfat.com

سے آ کر اپنی بیگم کو تلاش کرتا ہوں..... بلکہ ناشتے کی اشیاء ساتھ بھی لے آتا ہوں۔ وہ بے چاری بھی میری طرح رات سے بھوکی ہے۔

چنانچہ میں شتم پشتم اپنے کمرے میں پہنچا..... جیسے تیسے ناشتہ کیا۔ تھوڑی دیر آرام کے بعد دوبارہ چھتری لیے نیچے اتر آیا۔ اور خانہ کعبہ میں دوبارہ اپنی بیگم کی تلاش شروع کر دی۔ اس وقت دن کے بارہ ایک بجے کا وقت تھا۔ جمعۃ المبارک ہونے کی وجہ سے خانہ کعبہ میں سروں کا ہجوم نظر آ رہا تھا۔ رش اتنا زیادہ تھا کہ باہر سیڑھیوں تک لوگ موجود تھے۔ اور یہ سارا ہجوم میرے لیے اجنبی تھا..... اتنے میں جمعہ کی نماز کے لئے اذان کی خوبصورت آواز کعبہ کے در و دیوار میں گونجنے لگی۔ اللہ اکبر..... اللہ اکبر..... جگہ نہ ہونے کے سبب میں نے اوپر والی منزل میں جمعہ کی نماز ادا کی۔ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو سامنے خانہ کعبہ کا سیاہ غلاف میری آنکھوں کے سامنے تھا..... اتنے بڑے ہجوم میں خود کو تنہا پا کر دل عجیب غم سے بھر گیا..... خوف، اندیشے، اپنی بیگم کی گم شدگی۔ اپنی بے بسی ایک طرف..... اللہ کی رحمت بے پایاں دوسری طرف میں کمزور، غم زدہ اور دکھ سے نڈھال۔ میں اسی لمحے صرف اپنے خالق و مالک سے دعا کو ہاتھ اٹھائے..... مانگ نہیں رہا تھا بلکہ اللہ پاک سے جیسے باتیں کر رہا تھا، میں بول رہا تھا..... مجھے احساس نہیں تھا میرے آس پاس کھڑے لوگ۔ کیا دعائیں مانگ رہے ہیں؟ اور مجھے اس لمحے کیا مانگنا چاہیے..... میں تو اللہ سے بس دل کا ماجرا بیان کیے دے رہا تھا..... اے اللہ دیکھ! میں کتنی دور سے تیرے دیدار کے لیے پہنچا ہوں۔ میں نے تیرا شکریہ تہہ دل سے ادا بھی کیا..... یہ آرزو میرے دل میں برسوں سے تھی۔ کہ تیرے در پہ آؤں..... تو نے مجھے اپنے در پہ بلا کر مجھے خوشی عطا کی ہے..... لیکن تو نے مجھے اپنے جیون ساتھی کی گم شدگی کا غم بھی ساتھ دے دیا ہے۔ میرے بچے ابھی چھوٹے ہیں..... سب سے چھوٹا بیٹا ساجد عالم ابھی صرف چار سال کا ہے..... میں واپس اکیلا وطن چلا گیا..... تو بچوں کو کیا بتاؤں گا؟ میں ان کی ماں کہاں چھوڑ آیا ہوں.....؟ اور اس کے ساتھ کیا بیتی ہے..... بچے۔ جب چیخیں مار کر روئیں گے اور مجھ

Marfat.com

سے پوچھیں گے..... بابا تو ہماری ماں کی حفاظت نہیں کر سکا..... یہ تو نے کیا کیا.....؟ ان کے سوالوں کے جواب جب میرے پاس نہیں ہوں گے.....تو میں کیا کروں گا؟ اس غم سے تو اچھا ہے میں بھی مر جاؤں اور پاکستان ایمبیسی کے ذریعے بچوں اور رشتہ داروں کو اطلاع مل جائے کہ دونوں میاں بیوی حج کے دوران ہلاک ہو گئے ہیں.....اور انہیں جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا ہے..... اے مسبب الاسباب..... اے قاضی الحاجات..... میرا ساتھی خیریت سے مجھ سے ملوا دے..... یا مجھے بھی موت دے دے.....وہ میری بیگم سادہ سی گھریلو عورت ہے۔ راستوں سے انجان ہے.....زبان سے انجان ہے۔ کوئی حادثہ ہو گیا وہ اپنا مطلب بھی بیان نہ کر سکے گی.....اس کی پنجابی یہاں کون سمجھے گا..... پھر وہ صبح کی بھوکی پیاسی ہے غم زدہ کسی کونے میں یا بھیڑ میں بھٹکتی پھر رہی ہوگی.....

اس لمحے مجھے ایسے لگ جیسے خانہ کعبہ کے سیاہ غلاف سے میری دعا ٹکرا کر کائنات پہ چھا گئی ہے۔ میرا رواں رواں دعا بن چکا تھا۔ میرے آنسو بے اختیار میرے چہرے اور داڑھی کو بھگو رہے تھے۔ میں بھوک پیاس تھکاوٹ غم سے نڈھال ہو کر دوبارہ کمرہ رہائش کی طرف چل پڑا۔ یہ سوچ کر کہ دو گھنٹے آرام کرنے کے بعد دوبارہ تلاش کا کام شروع کر دوں گا'' میں جب کمرہ میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں بیگم صاحبہ کمرہ کے درمیان اپنے سامان کے ساتھ بحفاظت بیٹھی ہوئی ہیں۔ اپنی بیگم کو زندہ سلامت پا کر میری تو جیسے یہ کیفیت تھی کہ مجھ سے دو گھنٹے بولا ہی نہیں گیا..... میں نے اس سے پوچھا ہی نہیں.....کیا ہوا؟ کیسے ہوا؟ اور تم کمرہ نمبر کو نہیں جانتی تھی، نہ فلور نمبر کو نہ ہوٹل کو۔ نہ تمہارے پاس کوئی شناخت کے ذرائع اور کاغذات تھے.....پھر تم یہاں کیسے پہنچی ہو؟

وہ مجھے اپنی روداد خود ہی سناتی رہی..... یہ اس نے مجھے بتایا کہ انسانوں کے ریلے سے وہ دور چلتی چلی گئی تھی..... پھر میرا انتظار کرتی رہی۔ ہر بار ہجوم اسے مزید پیچھے دھکیل دیتا..... نہ کاغذات تھے نہ ہوٹل کا.....خود ہی آہستہ آہستہ جو دروازہ مل گیا اس سے باہر آ گئی۔ اور ایسے ہی چلنا شروع کر دیا.....اللہ کی غیبی مدد آ پہنچی.....اچانک بھٹکتے

Marfat.com

ہوئے جہاز کو جیسے ساحل نظر آ جائے..... اس نے نظر اٹھائی تو سامنے کسی عمارت پر سبز ہلالی پرچم لہرا رہا تھا وہ سڑک پار کر کے اس عمارت کے اندر چلی گئی.....

پاکستان کے معلمین تھے۔ چونکہ اس کے پاس شناخت کا کوئی ذریعہ نہ تھا اس لئے ایک خادم اس کے ہمراہ آ گیا۔ اس نیک لڑکے کو اس نے اندازے سے صرف یہ کہا کہ کمرہ نمبر مجھے معلوم نہیں۔ بس تم مجھے لے جاؤ۔ میں اپنا سامان دیکھ کر کمرہ پہچان لوں گی۔ نہ جانے کتنے فلیٹ۔ کتنی سیڑھیاں۔ کتنے فلور۔ کتنے ہوٹل چھانے ہوں گے.....

بیگم صاحبہ بھی بھوکی پیاسی یہ مشقت کرتی رہیں اور بالآخر انہیں اپنا سامان نظر آ گیا..... اور جس کے نتیجے میں وہ اب میرے سامنے بیٹھی تھیں۔

اس لمحے میرا رواں رواں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا، جس نے اس انسانی ہجوم میں نہ صرف انہیں زندہ رکھا تھا..... کسی حادثے سے دوچار نہیں کیا تھا..... اور صحت سلامتی کے ساتھ مجھ سے ملا دیا تھا..... اس نیک لڑکے کا میں غائبانہ شکر گزار تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے دنیا آخرت کی بھلائیاں عطا کرے اگر وہ یہ مشقت نہ اٹھاتا۔ تو بیگم صاحبہ کے لیے پہنچنا دشوار ترین ہو جاتا..... میں بے اختیار سجدہ شکر میں گر گیا۔ اسی وقت مجھے معلوم ہوا دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعا کبھی رد نہیں ہوتی..... اب میں سوچتا ہوں اس رب عظیم نے حج کے ارکان پورے کرنے سے پہلے میرے دل کو شکر گزاری کا ایسا سبق دیا ہے جسے میں تاعمر فراموش نہیں کر سکوں گا۔ اے رب عظیم تیرا شکریہ..... بہت بہت شکریہ۔

﴿ وَيَسْتَجِيبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝ ﴾ (الشوریٰ ۲۶)

''وہ رب العالمین ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کی دعا قبول کرتا ہے اور اپنے فضل سے ان کو اور زیادہ دیتا ہے۔ رہے انکار کرنے والے، تو ان کے لیے سخت سزا ہے۔''

Marfat.com

کدھر جائیں

غم دنیا کے مارے ہوئے لوگ
ستائے اور ہارے ہوئے لوگ
دکھوں سے گھبرائے ہوئے لوگ
شیطان کے بہکائے ہوئے لوگ
بھٹکے اور بھٹکائے ہوئے لوگ
لٹے اور لٹائے ہوئے لوگ
دکھی اور ستائے ہوئے لوگ
تیری پناہ نہ پکڑیں تو کدھر جائیں
تیری آس نہ ہو تو گھبرا کر مر جائیں

Prayer is cure for a soul, confused mind and broken heart.

Marfat.com

ھدایت

خالد صاحب گجرات میں کاروبار کرتے ہیں ان کی طرف سے یہ واقعہ ہم تک پہنچا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے رزق مانگتے ہیں۔ اولاد مانگتے ہیں۔ عزت شہرت مانگتے ہیں..... نہیں مانگتے تو ایمان اور ہدایت نہیں مانگتے..... میں جو واقعہ آپ کو سنانے والا ہوں۔ وہ بھی اسی ہدایت اور گمراہی سے متعلق ہے۔ ہر انسان کی زندگی میں ایسے موڑ ضرور آتے ہیں جب اسے کسی ایک راستے کا انتخاب کرنا ہوتا ہے اور یہ لمحہ میرا خیال ہے زندگی کا سخت ترین لمحہ ہوتا ہے۔ جو یا تو آپ کو اور آنے والے وقت سمیت گل گلزار بنا دیتا ہے.....یا پھر منزل سے بھٹکا کر صحراؤں کی گرد میں لا کھڑا کرتا ہے۔

اب میں اصل واقعے کی طرف آتا ہوں۔ میری والدہ کا انتقال ہوا تو میں دسویں جماعت کا طالب علم تھا۔ سب بہن بھائیوں کی شادیاں ہو چکی تھیں۔ اور بھائی الگ اپنی بیویوں کے ساتھ رہتے تھے۔ میری امی جان نے وفات سے قبل میری بڑی بہن کو بلا کر میرے متعلق واقع ہدایات دیں کہ یہ گھر میں سب سے چھوٹا ہے اور ابھی اپنے قدموں پہ کھڑا بھی نہیں ہوا۔ تو تم نے اس کا خیال ماں کی طرح رکھنا ہے.....دوسرا یہ کہ دونوں بڑے بھائیوں کو باپ نے کاروبار مکان کے لیے رقم دے دی تھی۔ جسکی وجہ سے وہ اپنی زندگی ٹھیک گزار رہے ہیں..... یہ سب سے چھوٹا ہے اور نہ اس کے سر پر باپ ہے نہ اب ماں ہو گی دونوں بھائی دنیا داری کے جھنجھٹوں اور جھمیلوں میں پھنسے ہیں۔ اس کا خیال کوئی نہیں کرے گا..... یہ مکان میں اس چھوٹے بیٹے کو دے کر جا رہی ہوں..... اور ایک

Marfat.com

ضروری ہدایت میری طرف یہ ہے کہ اس کی شادی بڑی اچھی لڑکی سے کر دینا۔ جو نیک اور عالی ظرف ہو۔ انہوں نے گھرانے کی نشاندہی بھی کر دی کہ انہیں فلاں گھرانہ بیٹے کے لیے پسند ہے۔

آہ۔ ان دنوں میں لا اُبالی عمر کے دور سے گزر رہا تھا..... اور میری پیاری ماں بستر مرگ پر میرے لیے اتنی پریشان تھی..... اور پھر ہونی کو کون روک سکا ہے..... ایک روز ماں نے داعی اجل کو لبیک کہا اور اللہ کے پیارے بندوں میں شامل ہوگئی..... میں نے میٹرک کا امتحان اپنی والدہ صاحبہ کی وفات کے بعد پاس کیا اور پھر نوکری کی تلاش میں بھٹکنے لگا۔

گھر میں میں اور بڑی بہن ہی ہوتی تھیں، جو گھر قریب ہونے کی وجہ سے میری دیکھ بھال بھی کر رہی تھیں۔ اچانک ایک دن ایک دور کے رشتے دار ہمارے گھر ہماری والدہ صاحبہ کا افسوس کرنے آئے۔ چونکہ وہ دور سے آئے تھے اس لئے احتراماً انہیں بیٹھک میں ٹھہرایا گیا۔ خیال تھا چند دن رہ کر وہ واپس لوٹ جائیں گے۔ لیکن وہ اپنے بال بچوں سمیت ایسے براجمان تھے کہ واپس جانے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے..... ان کی مہمانداری نے ہمیں ہراساں کر رکھا تھا..... ذرائع آمدن نہیں تھے صرف تھوڑی سی جمع پونجی تھی جو کفن دفن۔ مہمانداری اور اب ان چار ماہ سے ٹھہرے ہوئے بن بلائے مہمان پر خرچ ہو رہی تھی..... میری بہن نے مجھے سمجھایا کہ اب ان مہمانوں سے جان چھڑانی بہت ضروری ہوگئی ہے..... میرے بھائی بھی دے لفظوں میں اپنی بیٹھک خالی کرنے کا عندیہ دے چکے تھے۔ لیکن وہ لوگ ٹس سے مَس نہیں ہو رہے تھے..... اس دوران ان رشتے کے ماموں کی بیوی کی سگی بھانجیاں جوان کی ہی کیسی چال کا حصہ تھیں خوب بن ٹھن کر ہمارے گھر روز شام کو آنے جانے لگیں..... وہ پورے گھر میں ایسے پھرتیں جیسے ان کا اپنا گھر ہو..... مجھے معلوم نہیں تھا در پردہ اس رشتے کے ماموں اور ممانی نے سازش تیار کر رکھی ہے۔

Marfat.com

کہ یہ اکیلا لڑکا ہے۔ بھائی بہن سب اپنے اپنے گھروں میں ہیں اور یہ گھر ماں قانونی طور پر لڑکے کے نام کر گئی ہے..... تو کیوں نہ اسے ورغلا کر اس کی شادی بھانجی سے کروا دیتے ہیں..... اور گھر بھی لڑکی کے نام کروا کر مزے سے رہتے ہیں..... یہ سازشی گفتگو میری بہن نے سن لی تھی..... وہ ان دونوں میاں بیوی کی پراسرار گفتگو سے پہلے ہی ٹھٹکی ہوئی تھی..... اس پر غضب یہ ہوا کہ وہ لڑکیاں جو پورے بناؤ سنگھار کے ساتھ میرے آگے پیچھے لہراتی تھیں مجھے ان میں سے ایک لڑکی اچھی لگنے لگی تھی۔ رشتے کے ماموں کے گھر آنے سے قبل ہی بہن میری ماں کی ہدایت کے مطابق ایک شریف گھرانے کی ہونہار سمجھدار اور نیک سادہ دل بچی سے میری بات پکی کر چکی تھیں..... گو میں نے لڑکی نہیں دیکھی تھی۔ لیکن سب کے اصرار پر اور یقین دلانے پر میں مطمئن اور خوش تھا اور منگنی کی سادہ سی رسم جو آج کل کی طرح بہت شوشا والی نہیں تھی محض منہ میٹھا کروا کر اور ایک انگوٹھی دے کر ہی بات پکی کر لی گئی تھی۔ لیکن اب میرے اردگرد پھرنے والی ممانی کی بھانجیاں تھیں اور رشتے کے ماموں کی خواہش تھی کہ میں اس طے شدہ رشتے سے انکار کر کے ان کی بھانجی سے شادی پر رضامند ہو جاؤں۔ اور میں ان کے پھیلائے ہوئے جال میں آہستہ آہستہ پھنس رہا تھا..... مجھے آنکھوں کے سامنے لہراتی لڑکی اچھی لگ رہی تھی اور جو میری نظروں سے اوجھل تھی۔ وہ مجھے دل سے دور محسوس ہو رہی تھی۔ آخر ایک دن ایسا بھی آیا..... کہ میں نے برملا..... اپنی بڑی بہن کو اپنے دل کی کیفیت سے آگاہ کر دیا۔ اور صاف صاف لفظوں میں بتا دیا کہ میں وہاں شادی نہیں کرنا چاہتا جہاں ان سب کی مرضی ہے۔ میں وہاں کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں میری مرضی ہے..... اور کوئی مجھے میری مرضی سے روک نہیں سکتا.....'' میری باجی نے جب یہ سنا تو وہ اپنا کلیجہ تھام کر رہ گئیں۔ ان کی حالت بے بس چڑیا کی سی ہو گئی انہوں نے مجھے آرام سے بیٹھ کر پوری تفصیل سے ایک ایک بات سمجھائی..... ان لوگوں کی ہشیاریاں بتائیں..... مجھے بتایا کہ جو وہ لڑکی پسند کر چکے ہیں وہ شوہر کو سکون دینے والی اور خوش رکھنے والی عورت ہے۔

Marfat.com

اور یہ لڑکیاں جو شادی شدہ نہیں ہیں۔ مگر جو میک اپ سے مکمل لیس ہو کر آ جا رہی ہیں ان کے تیور اور انداز شریفانہ نہیں ہیں۔ یہ تمہارے ساتھ ایک پل بھی نہیں چل سکیں گی۔ اپنے حالات دیکھو اور پورے غور و خوض سے فیصلہ کرو۔

لیکن مجھ پر تو ان کا جادو سر چڑھ کر بول رہا تھا۔ میں نے صاف صاف کہہ دیا۔ شادی میرا ذاتی فیصلہ ہے..... اور میں شادی اسی سے کروں گا۔ جو مجھے اچھی لگ رہی ہے۔ میرے معاملے میں کوئی دخل اندازی نہ کرے۔

میری بہن میرا دوٹوک جواب سن کر زار و قطار رونے لگی..... وہ روتے ہوئے کہنے لگیں ''خالد..... تو ابھی نادان ہے۔ تجھے وہ باتیں نہیں معلوم جو مجھے معلوم ہیں۔

ماں نے میری ڈیوٹی لگائی تھی تیری شادی کی..... میں نے عزت والے گھرانے میں تیری بات پکی کر دی۔ اب تو خود ہی انگارے ہاتھوں میں اٹھانے لگا ہے۔''

میں ماں کو جا کر واپس کیا جواب دوں گی، بول..... کیا جواب دوں گی.....؟

باجی کی باتیں میرے دل پر بوجھ ضرور بنیں۔ لیکن میں نے پکا تہیہ کر لیا تھا کہ اب میری زندگی کا سوال ہے اور میں اپنی زندگی کا فیصلہ خود کروں گا..... اور اسی پری وش سے شادی کروں گا جو مجھے تقریباً روزانہ ہی ملنے چلی آتی ہے۔

اتفاقاً میری انہی دنوں نوکری کھاریاں کینٹ میں لگ گئی۔ ایک انگلش کمپنی نے مجھے ملازم رکھ لیا اور میں تھوڑے سے سامان کے ساتھ کھاریاں چلا گیا.....

ہر دوسرے تیسرے روز میرا گھر کا چکر لگنے لگا تھا..... میری بڑی بہن اتنی شدید پریشان تھیں کہ ان کی صحت ایک دم خراب ہو گئی..... اور رونے سے ان کی آنکھیں متورم ہو گئیں۔ تبھی ان کی ہمسائی نے بات پوچھی تو باجی اپنے آنسو اس سے نہ چھپا سکیں۔ اس سے حال دل کہہ سنایا۔ اتفاقاً اس نیک ہمسائی کے گھر ان کے بزرگ ویسے ہی ملنے کو آئے بیٹھے تھے..... باجی کی سہیلی نے کہا۔ چلو نیک بزرگوں سے صرف یہ دعا کروالو۔ اللہ اسے نیک ہدایت دے سیدھا راستہ دکھائے۔ اور اللہ ادھر ہی اس کا دل پھیر دے جدھر

Marfat.com

اس کی بہتری ہے۔

بزرگ نے صرف صرف الحمد شریف پڑھی..... اور باجی کو بھی کہا..... الحمد شریف پڑھ کر بھائی کے لیے دعا کرو۔ اللہ اسے سیدھا راستہ دکھائے۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر اللہ نے اپنا انعام وفضل کرم فرمایا..... ان لوگوں کے راستے سے بچائے جن پر اللہ غضبناک ہوا..... اور جو سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

میری بہن نے روتے روتے الحمد شریف پڑھنا شروع کی..... اور ادھر میرا حال سنیے۔ میں کھاریاں اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک مجھے جیسے نور ہدایت مل گئی..... مجھے رشتے کے ماموں کی چالاکیاں نظر آنے لگیں۔ آنکھیں مار کر ایک دوسرے کو بات کرنے کے انداز یاد آنے لگے۔ ان لڑکیوں کی ہشیاریاں محسوس ہونے لگیں..... جن کے متعلق اہل محلّہ بھی اچھی رائے نہ رکھتے تھے..... میں بے اختیار رونے لگا..... میری آنکھوں پہ بندھی پٹی جیسے کھل گئی تھی.....

میں نے سوچا میری بڑی بہن جس نے قدم قدم پر میری ضرورتوں کا خیال رکھا تھا جب ماں زندہ تھی تب بھی وہ ماں کی طویل بیماری کے سبب وہی میرے کھانے پینے کپڑے لتے کا خیال رکھتی تھی..... اور میں اس کی گودوں میں پلا بڑھا تھا۔ وہ میرے لیے اپنے بچے اپنا گھر بار چھوڑ کر آتی تھی..... اور میں اس ماں جیسی بہن کی نافرمانی کرنے چلا تھا..... میں اسی لمحے چھٹی لے کر سیدھا گجرات پہنچا۔ اور بہن کے قدموں پر سر رکھ دیا اور اس سے کہا جہاں وہ سب چاہتے ہیں۔ وہیں میں بھی شادی پہ رضامند ہوں اور رشتے کے ماموں اور ممانی کو خود نوٹس دے کر میں کھاریاں کے لیے روانہ ہوا کہ وہ فی الفور گھر خالی کر دیں۔ کیونکہ میری شادی ہونے والی ہے.....'' یہ خبر ان پر بجلی بن کر گری..... کہاں تو وہ اس گھر پر قبضے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ کہاں ایک دم اتنا بڑا جھٹکا.....

قصہ کوتاہ..... اس بدلتی ہوئی صورت حال سے میرے بہن بھائی بھی میری مدد کو آ پہنچے۔ اور انہیں کمرہ خالی کرتے ہی بنی.....

Marfat.com

میری شادی وہیں ہوئی۔ جہاں میرے بہن بھائی چاہتے تھے۔ وہ نیک شریف سلیقہ شعار بیوی جس کے ساتھ میں نے زندگی کے 47 برس گزارے اور ایسے گزارے جیسے وہ مجھے ہی سکھ چین دینے کے لیے زمین پر اتاری گئی تھی۔ 47 برس بعد جب وہ سفر آخرت کے لیے رخصت ہو رہی تھی تو میں ایسے تڑپ رہا تھا جیسے میری ابھی ابھی شادی ہوئی ہو۔ اور میری نئی دلہن کو کوئی میت میں لپیٹ کر لیے جا رہا ہو..... یہ تھی ہماری وہ مثالی محبت جس نے ہمیں عمر بھر زندگی کے کٹھن راستوں پر بھی کامیاب کیا اور میری نوجوانوں سے یہی گذارش ہے کہ ایسے ہی لمحات میں جب فیصلے کی گھڑی سر پر آ پہنچی ہو۔ تو اپنی عقل کے ساتھ ساتھ اللہ سے نیک ہدایت بھی ضرور مانگو۔ ورنہ کچھ راستے انسان کو بھٹکا بھی سکتے ہیں۔ اور منزل پر پہنچا بھی سکتے ہیں۔ نیکی اور سیدھے راستے کی ہدایت منزل تک پہنچا دیتی ہے۔ غلط فیصلے سے بچا لیتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ○ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ○﴾

اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور نہایت رحم فرماتے والا ہے

''تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام کائنات کا رب ہے۔ نہایت مہربان اور بے انتہا رحم فرمانے والا ہے اور روز جزا کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، (اور اے اللہ) ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ۔ جن پر تو نے انعام فرمایا۔ جو معتوب نہیں ہوئے۔ جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں۔''

Marfat.com

فریاد

تجھ تک اپنی فریاد پہنچانے کے لیے
نہ آواز ضروری ہے نہ ذریعہ
نہ سفارش ضروری ہے نہ وسیلہ
نہ دروازہ ہے کوئی نہ چوب دار
کوئی پروٹوکول ہے نہ بندوق بردار
اپنی حاکمیت کے زعم میں ہم جیسے بے نواؤں کو
اپنے در سے دھتکارتا نہیں
مسکینوں کو پھٹکارتا نہیں
کیسا اچھا ہے شہنشاہوں کا شہنشاہ.....
کیسا اچھا ہے تیرا دربار.....
اے سرداروں کے سردار.....
سب کی امیدیں تجھ سے وابسطہ
سب کی نیا تو ہی لگائے پار

Prayer is putting one self in the hands of "Allah almighty."

Marfat.com

موذی سے نجات

خالد صاحب گجرات میں پلاسٹک دانہ کا کاروبار کرتے ہیں۔آپ درویش صفت اور انتہائی نیک پر خلوص شخصیت ہیں۔آیئے ان کی زبانی یہ دوسرا واقعہ سنتے ہیں۔ایک دکاندار کو روزانہ کتنے ہی گاہکوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ کچھ اچھے، کچھ برے، کچھ بااخلاق، کچھ بداخلاق۔میں بھی اپنی دکان پہ روزانہ ایسے ہی تجربوں سے گزرتا ہوں۔یہ سب میری زندگی کا حصہ ہیں۔آج میں جو واقعہ سنانے والا ہوں۔یہ اپنی نوعیت کا بے حد عجیب واقعہ ہے۔اس روز اتفاقاً میں فارغ تھا۔دکان پہ کوئی گاہک موجود نہ تھا۔میں اکثر دیکھا کرتا تھا ایک بزرگ جنکی عمر غالباً ۶۵ یا ۷۰ سال کے قریب ہوگی بڑی دھیمی اور باوقار چال سے چلتے ہوئے میری دکان کے سامنے سے گزرا کرتے..... پتا نہیں وہ مجھے اتنے اچھے کیوں لگے کہ میں نے دکان سے اتر کر ان سے مصافحہ کیا۔اور انہیں کہا کہ گرمی بہت زیادہ ہے۔آپ تھوڑی دیر کے لیے میری دکان پہ تشریف رکھیں۔اور یہ ان کی مہربانی تھی کہ مجھ ناچیز ادنیٰ کی درخواست انہوں نے قبول فرمالی..... گرمی بہت زیادہ تھی..... پسینہ ان کے چہرے سے بھی ٹپک رہا تھا۔میں نے فوراً ایک ٹھنڈی بوتل انہیں پیش کر دی۔جب تعارف ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ ہیڈ ماسٹر تھے.....اور ایک اور مقتدر ہستی مولوی حبیب اللہ صاحب کے مزار پر وہ حاضری دینے ہر جمعرات کو جاتے ہیں۔مجھے اللہ والے لوگ بہت اچھے لگتے ہیں۔میں ان کی محفل میں عقل وعلم کے موتی سمیٹتے ہوئے خود کو بانصیب سمجھتا ہوں۔

اس طرح میرا ان بزرگ ہستی سے تعارف ہوا۔وہ کبھی کبھار میری دکان پہ آ بیٹھتے

Marfat.com

جو میرے لیے اعزاز سے کسی طور پر بھی کم نہ تھا۔ اس روز شاید میری پریشانی ایسی ہی نوعیت کی تھی جو میرے چہرے سے ہویدا تھی کہ انہوں نے مجھ سے بے ساختہ پوچھ لیا۔

''خالد.....تم پریشان ہو..... بولو.....کیا پریشانی ہے.....''

پہلے تو ذکر کرتے ہوئے ہچکچایا کہ اپنی پریشانی کیسے ان کے ساتھ Share کروں۔ بات یہ تھی کہ ہمارے گھر کا صحن کچا تھا۔ کچن کی دیواریں بھی کچی مٹی سے اٹھائی گئی تھیں۔ اس کا چھت لکڑی کی کڑیوں سے بنا ہوا تھا۔ میں عرصے سے اس امید پر تھا کہ کب اتنی رقم کا بندوبست ہو جائے کہ میں صحن اور کچن کو پکا کروالوں..... اور اس کا چھت بھی تبدیل کروالوں.....لیکن کچھ اخراجات کی نوعیت ایسی بن جاتی کہ اتنی رقم بچانا ممکن نہ ہو پاتا.....گھر کے صحن کے ایک کونے میں اینٹوں کا ڈھیر سا پڑا تھا..... بارش میں بچے صحن میں کھیلتے تو کیچڑ میں لت پت ہو جاتے یا گرتے رہتے۔ اس کا حل جو مجھے فوری طور پر سمجھ آیا وہ یہی تھا کہ میں ان اینٹوں کے ڈھیر کو روڑی کی شکل میں سارے صحن میں بچھا دوں.....اور پھر پہلی فرصت میں اس پر ریت اور سیمنٹ پھروا دوں..... میں نے اس دن خود ہی ہمت کی اور تمام اینٹیں اٹھا اٹھا کر ان کی روڑی بنا کر صحن میں بچھانے لگا۔ تبھی اینٹیں ہلتے ہی ان غیر استعمال شدہ پرانی اینٹوں سے تین چار بالشت کا سانپ جس کی موٹائی تقریباً دو انگلی کے برابر تھی اچانک نکلا اور اس سے پہلے کہ میں اس موذی کا سر کچل دیتا وہ جانے اچانک کہاں غائب ہو گیا۔ میری بیوی اور میں نے ایک ایک کونہ چھان مارا.....لیکن وہ ہمیں نظر نہیں آیا۔ روڑی بچھنے سے پہلے تو صحن صاف تھا بھلے مٹی کا ہی تھا۔ لیکن اب تو روڑی بچھی تھی۔ اور بچے اتنے چھوٹے اور معصوم تھے کہ انہیں سانپ کے معنی بھی معلوم نہیں تھے۔ وہ تو شاید انہیں نظر آ جاتا تو اسے زندہ ہی پکڑنے کی کوشش کرنے لگ جاتے۔

میرا اور میری بیوی کا ڈر کے مارے خون خشک ہوتا رہتا۔ یہ ایسا خوف تھا جس نے ہمارا جینا دوبھر کر رکھا تھا.....اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ہمیں اس موذی کا ڈر ہلکان

Marfat.com

کیے رکھتا..... بات بات پہ ہم بدک اٹھتے ذرا سی سرسراہٹ پہ اٹھ کر سانپ کی تلاش شروع کر دیتے.....

کپڑے جھاڑ جھاڑ کر پہنتے..... بستر جھاڑ جھاڑ کر بچھاتے..... حتیٰ کہ جوتیاں بھی جھٹک جھٹک کر پہنتے۔ یہ دن رات کا عذاب تھا..... جس میں ہم گرفتار ہو چکے تھے..... کبھی میں گھر لوٹتا تو بیوی بتاتی آج اسے سانپ کی شوکار اس چھت کی کڑی سے سنائی دی۔ کبھی اس کونے سے.....

ہم اس غم کو شاید بیان نہیں کر پا رہے جو غم اندیشوں کی پیداوار تھا..... ہم فکروں سے نڈھال ہو چکے تھے۔ رات کو اٹھ اٹھ کر بچوں کو دیکھتے رہتے..... بستر کی چادر لٹکنے لگتی تو اسے سانپ سمجھ لیتے۔ اور ڈنڈے سوٹے لے کر میدان میں اتر جاتے۔ کبھی سانپ کے جسم کی لکیریں ہمیں برامدے کے فرش پر محسوس ہو جاتیں تو ہمارے ہاتھوں سے کھانے کے نوالے گر جاتے..... ہم چھتی سے برتن اٹھاتے رکھتے بھی ڈرتے۔ مبادا اس چھتی پر ہی وہ موذی بیٹھا ہو.....

اور پھر ایسی کیفیت بھی ہو گئی تھی کہ بچے جوں جوں بڑے ہو رہے تھے وہ ہر کونے کھدرے میں کھیلتے کھیلتے جا چھپتے تھے ڈرے بغیر۔ میں دکان پہ بیٹھا بھی گھر کی فکروں میں گھبرایا رہتا۔

بیوی الگ پریشان اور نڈھال ہو رہی تھی..... غرضیکہ۔ اس دن میں نے اپنی اس عجیب وغریب پریشانی کا ان بزرگوں سے ذکر کیا اور انہیں یہ بھی بتایا کہ اس واقعے کو پانچ ماہ ہو چکے ہیں۔ دوبارہ وہ موذی نظر تو نہیں آیا لیکن اس کی موجودگی اس کے جسم کی سرسراہٹ اور شوکار سے ہمیں اندازہ ہو رہا ہے کہ اب وہ موذی یقیناً بہت بڑا ہو چکا ہوگا۔ مجھے انہوں نے پانی کی خالی بوتل لانے کو کہا۔ اور اس پر یا حفیظ اور آیت الکرسی درود پاک پڑھ کر مجھے دے دیا اور کہا اسے گھر کے کونوں میں چھڑک دو۔ اللہ آپ کو اور آپ کے سب بچوں کو اپنی حفاظت میں رکھے گا۔ میں نے گھر آ کر پانی سارے

Marfat.com

کونوں میں چھڑک دیا۔ تھوڑا سا دل میں وسوسہ بھی ابھرا۔ اتنا سا پانی۔ کیا اتنے سے پانی سے وہ موذی جو چھ سات ماہ سے یہاں رہ رہا ہے واقعی نکل بھاگے گا۔

میں اصل بات کی طرف آتا ہوں۔ یہ گرمیوں کے دن تھے۔ ہم صحن میں ڈرتے ہوئے سوتے نہیں تھے۔ چھت پر بھی ہم نے بہت صفائی کر رکھی تھی۔ کانٹوں کی جھاڑیاں چاروں طرف بچھا رکھی تھیں۔ تاکہ اگر وہ کسی سمت سے آئے تو کانٹوں میں الجھ جائے..... میں اس صبح (جس رات کو میں نے پانی چھڑکا تھا) نماز فجر کے لیے جب نیچے وضو کرنے صحن کے نل کے پاس آیا تو پیاس کی غرض سے میں گلاس لینے کچن میں گیا۔ میں نے کچن میں جو چیز دیکھی اس نے مجھے حواس باختہ کر دیا تھا۔ میں الٹے پاؤں اوپر چھت پہ دوبارہ بیوی کو بلانے گیا اور اسے کہا تم نے رات کو مچھلی کس سے منگوائی تھی؟ پھر پکائی کیوں نہیں؟ اور دیکھو اب کتنا خون فرش پر پڑا ہے؟'' ''کون سی مچھلی؟ کیسی مچھلی؟ میں نے مچھلی آپ کے سوا اور کس سے منگوانا تھی.....'' وہ ہانپتی کانپتی میرے ساتھ نیچے اتر آئی.....

وہ گوشت کا بالشت بھر کا ٹکڑا تھا..... جو ایک نارمل مچھلی جتنا ہی موٹا تھا.....ہم نے قریب جا کر دیکھا۔ تو ہمارے رونگٹے کھڑے ہو گئے..... وہ سانپ کے پیٹ کا حصہ تھا۔ کسی جانور نے رات کو اس کا سر اور دم کھا لی تھی..... اور کچن میں ہی یہ معرکہ بپا ہوا تھا۔ کچن کی کھلی کھڑکی سے کوئی اور جانور اس موذی کا شکار کر کے جا چکا تھا۔ کچن کے فرش پہ جا بجا خون کے دھبے پڑے تھے۔

ہم دونوں سکتے کی سی کیفیت سے ایک موذی کے انجام کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے.....ہم دونوں نماز فجر کے ادا کرنے کے بعد جتنے نوافل شکرانے کے ہو سکتے تھے۔ پڑھے

بے شک حفاظت کرنے والا..... اللہ ہے..... رکھوالی کرنے والا..... خبر گیری کرنے والا اللہ ہے.....

Marfat.com

﴿قُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ عَلَیْہِ یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُوْنَ ○﴾ (الزمر ۳۸)

''بس ان سے کہہ دو۔ میرے لیے اللہ ہی کافی ہے۔ بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں''

Marfat.com

یا سمیعُ

اے زمین پر چیونٹیوں کی آواز کو سن لینے والے
ہر چلتے قدم اور پروں کے ارتعاش کو جان لینے والے
اے زمین کی تاریک تہوں میں چھپے کیڑے کی فریاد سے باخبر
اے سینوں میں چھپے پوشیدہ رازوں کے امین
اے انسانوں کی سوچوں کے واقف حال
اے وسوسوں اور نیت سے آگاہ
اے باریک سے باریک تر آواز کے سامع
اے دل کے نہاں خانوں سے اٹھتی آواز کے سننے والے
اے میرے غم آشنا میری بھی فریاد سن
میری بھی افتاد سن

"Allah almighty is the best listner either cry in Loud or in Slow."

Marfat.com

کیسا اچھا ہے خبر گیری کرنے والا.....

''ت'' آج کل کوئٹہ میں لیڈیز ہاسٹل کی وارڈن ہیں۔ان کے حکم کے مطابق ان کا نام نہیں دیا جارہا.....آیئے ان کی زبانی واقعہ سنتے ہیں۔

مجھے باجی سمجھ نہیں آرہی۔ میں اپنا واقعہ کہاں سے شروع کروں اور کہاں سے نہ کروں، کیا میں اس وقت سے اپنی بات کا آغاز نہ کروں..... جب بدقسمتی کے دروازے مجھ پر ابھی کھلے نہیں تھے۔تب مجھے علم ہی نہیں تھا کہ زندگی اتنے کڑے امتحان بھی لیتی ہے.....میرے والدین نے میری پرورش بڑے ناز ونعم سے کی۔ میں اپنے بھائیوں کی لاڈلی اور سب سے چھوٹی بہن تھی..... مجھ سے بڑی دو بہنیں اور تھیں۔ ہمارے علاقے میں بچیوں کے چھوٹی عمر میں شادی کر دینے کا رواج ہے.....میں اس وقت چھٹی جماعت میں پڑھتی تھی جب ہمارے اپنے خاندان سے ایک اچھے لڑکے کا رشتہ آیا۔لڑکا کالج میں زیر تعلیم تھا۔ جو بہت سلجھا ہوا اور تہذیب یافتہ لڑکا تھا لیکن اس لڑکے میں ایک ہی پرابلم تھی۔وہ بات کرتا تو اس کے گلے سے انتہائی باریک آواز نکلتی۔ جسے سن کر دوسرے ہنس پڑتے تھے.....اس کے لوگوں نے کئی نام رکھ چھوڑے تھے.....اب جب اس کا رشتہ آیا تو میں اسے کیسے قبول کر لیتی؟ جس کا میرے اپنے بھانجے بھتیجے مذاق بناتے اور نقلیں اتارتے تھے۔ گھر والوں کی مرضی تھی۔لیکن میں ہرگز ایسے شخص کے ساتھ زندگی نہیں گزارنا چاہتی تھی جو شادی سے پہلے ہی بچوں تک کے مذاق کا نشانہ تھا.....شادی کے بعد گویا میں بھی اس کیٹیگری میں شامل ہو جاتی.....لوگ انگلیاں اٹھا اٹھا کر کہتے دیکھو.....وہ جارہی ہے.....مسز فلاں.....جس کی آواز بچوں کی طرح باریک ہے.....

Marfat.com

غرضیکہ ہماری طرف سے انکار ہوا تو وہ لوگ خاصے رنجیدہ ہوئے..... پھر جب میں آٹھویں نویں کلاس میں تھی تو دوسرا رشتہ آیا۔لڑکا سیکرٹریٹ کوئٹہ میں ملازم تھا میں نے لڑکا دیکھا۔سفید اونچا لمبا قد۔بھوری بھوری آنکھوں والا۔ میں جو چھپ کر اسے دیکھ رہی تھی۔ مجھے ایک دم وہ بہت اچھا لگا..... مجھے اس لمحے معلوم نہیں تھا کہ میں ایک خوبصورت بلا کے ساتھ شادی کر رہی ہوں.....

شادی کے وقت میں کتنی خوش تھی..... میری سہیلیاں میری قسمت پر رشک کر رہی تھیں وہ دولہا بنا ہوا شہزادہ لگ رہا تھا۔آہ مجھے اس وقت معلوم نہیں تھا..... ایسی صورت۔ جس کے پیچھے سیرت نہ ہو زہر بن جاتی ہے۔شاید یہ میرے نصیب کے دکھ تھے۔میرے شوہر کو سامان لے کر لاہور آنا پڑتا۔اور کچھ سامان لے کر لاہور سے جانا پڑتا..... یہ اس کی ڈیوٹی تھی۔ میری بدنصیبی کہ شادی کے چھٹے مہینے ہی وہ لاہور میں کسی طوائف کے چکر میں پھنس چکا تھا..... یا ہوسکتا ہے وہ پہلے سے ایسی جگہوں کا عادی ہو..... میرے بھائی کو کسی نے خبر دی کہ یہ جو بار بار بھاگ بھاگ کر لاہور جا رہا ہے تو یہ اس عورت کے لیے جا رہا ہے جو اس کے پیچھے لگی ہے..... میں نے ان خبروں کو درست مانا ہی نہیں۔ مجھے اپنے حسن پر ناز تھا۔ کہ وہ مجھ جیسی خوبصورت نئی دلہن کو چھوڑ کر ایسی ویسی عورتوں کے پاس جائے گا ہی کیوں؟ لیکن جب سال گزرا.....تو مجھے احساس ہوا۔ وہ مجھے خرچے کے لیے بہت تنگ کرتا..... شادی کے شروع کے دن تھے۔ کپڑے لتے بے شمار تھے۔ سلامیوں کے پیسے تھے.....لیکن اب مجھے احساس ہوا۔ کہ گھر میں دودھ پتی تک لاتے ہوئے اس کی پیشانی پہ سو سو بل پڑتے ہیں۔میں کوئی فرمائش کر دوں وہ اسے بھاری لگتی ہے.....اس دوران اللہ نے مجھے بیٹا عطا کر دیا۔اب ایک نئے انداز سے دنیا کی مجھے سمجھ آنے لگی تھی۔ جب دودھ کے لیے میرا بچہ روتا..... جب گھر میں کھانے کو کچھ نہ ہوتا..... میرے کپڑے پرانے ہو کر بدرنگے ہو گئے تھے.....میرے بیٹے کا بھی یہی حال تھا..... جو میرے بھائیوں نے کپڑے بنا دیئے بنا دیے۔

Marfat.com

بچے کی ہزاروں ضرورتیں تھیں..... میں کیسے ہر قدم پر بھاگ بھاگ کر والدین کے گھر جا جا کر ان سے پیسے مانگتی رہتی..... میں صبر کے گھونٹ بھرے گھر میں بھوکی بیٹھی رہتی..... سسرال میں بھی ان کے بھائیوں کے درمیان کوئی عجیب خاندانی جھگڑے تھے..... جو جائداد سے متعلق تھے۔ اس کی والدہ وفات پا چکی تھیں۔ باپ بہت بوڑھا تھا اور اپنی زمینوں کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ شہر میں وہ کبھی کبھار ہی آتا.....

میں ایسے دکھ سے سے گزر رہی تھی جس کو بیان کرنا شاید بہت مشکل ہے..... بچہ جب بھوکا ہو..... گھر میں کھانے کو کچھ نہ ہو..... تو میں جب دیکھتی وہ گھر سے باہر گیا ہے اور اس نے چند روپے بھی میری ہتھیلی پر نہیں رکھے نہ گھر میں راشن ڈالا ہے تو میں بچے کے ساتھ رونے لگتی..... اور اپنی اور اپنے شوہر کی خصوصاً بھابیوں کے سامنے عزت بچانے کے لیے جو مجھے گاہے گاہے اسی کا نام لے کر چھیڑتی رہتی تھیں کہ ''تو بڑی خوش نصیب ہے۔ تجھے تو گلفام ملا ہے۔ گلفام'' اور میں ان کے سامنے سر ہلاتی رہتی تھی..... اور اس کے حسن کی تعریف کے جواب میں صرف مسکرا پڑتی تھی..... مبادا میرے زخم انہیں نظر آ جائیں..... اور جب بچے کا تڑپنا مجھ سے دیکھا نہ جاتا تو میں بھاگ کر والدین کے گھر آ جاتی۔ اور بہانہ کرتی کہ اسے اچانک کسی کام سے لاہور جانا پڑ گیا ہے۔ غلطی سے وہ مجھے خرچ کے لیے پیسے دینا بھول گیا ہے۔ آہ اس ظالم انسان کی میں پردہ پوشی کرتی رہی۔ ایک یا دو دن نہیں۔ پورے دو سال میں نے ایسے ہی روتے پیٹتے کاٹ دیے۔

اور یونہی روتے پیٹتے دو سال مزید گزر گئے۔ اس دوران ایک بچہ اور ہو گیا۔ اسے اولاد کی نعمت کی قدر ہی نہیں آئی..... وہ اتنا من موجی من مست ہو چکا تھا کہ پھول سے بچے بھی اس کے پاؤں کی زنجیر نہ بن سکے.....

دو بچوں کے ساتھ زندگی اور بھی دشوار ہو گئی..... کہاں ایک بچے کا دودھ بھی پورا نہ پڑ رہا تھا۔ کہاں اب دو دو بچے جن کے کپڑے جن کی خوراک جوتے۔ ہر چیز کی ضرورت

Marfat.com

تھی..... اور وہ کسی کی زلفوں کا اسیر لاہور کے چکر لگانے پہ اپنی تنخواہ اڑا رہا تھا۔ جب لاہور سے واپس آیا تو میں نے..... اس سے تنخواہ کا حساب مانگا۔ اپنا حق جتاتے ہوئے اپنے بچوں کے لیے حساب مانگا..... میری اتنی سی بات پہ وہ بھڑک اٹھا..... کہ تو عورت ہے..... تیری کیسے جرأت ہے کہ میرے آنے جانے پہ پابندی لگائے..... میں جاؤں گا۔ جہاں میری مرضی میں جاؤں گا۔ اس روز اس نے مجھے مارا..... مجھے اتنی زور سے دھکا دیا کہ میں زور سے دروازے کی دہلیز پہ چیخ کر گری..... میں نے یہ گھونٹ بھی صبر کے پیمانے میں ڈال کر پی لیا..... میں نے سوچا بوڑھے والدین کو بتا دوں گی..... انہیں غم زدہ کروں گی کہیں غم سے بیمار نہ ہو جائیں۔

اپنے بھائیوں بھابھیوں کو بتاؤں گی وہ بظاہر تسلی دیں گی در پردہ مجھ پر ہی ہنسیں گی بھائیوں کو سچی ہمدردی ہوگی..... لیکن کیا ہوگا؟ وہ لوگ اس سے آ کر لڑیں گے اور دونوں خاندانوں میں پھوٹ اور دشمنی پیدا ہو جائے گی۔

میں اپنی اور اپنے شوہر کی عزت بچانے کی تگ و دو میں پستی رہی۔ اپنے زخم چھپانے کے لیے جھوٹ بولتی رہی۔ بابا یہ میں گر گئی تھی..... نیل اس لیے پڑا ہے..... میرے چہرے پہ تھپڑوں کے نشان دیکھ کر وہ حیران رہ گئے میں نے کہا..... مجھے چوٹ لگ گئی تھی..... میری اس خاموشی اور گھر اطلاع نہ دینے پہ اور بھی شیر ہو گیا۔ کہ اس بے چاری کی اتنی اوقات ہے نہیں کہ میری شکایت بھی زبان تک لا سکے..... اس کی حیثیت کیا ہے؟ وہ بات بات پہ میری توہین کرتا..... چھوٹی چھوٹی بات پہ مارنے لگتا۔ ایک دن اس نے مجھے مارا گالیاں دیں..... میں گر گئی۔ میرے سر پر اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ڈنڈا اٹھا کر مار دیا تھا..... وہ مجھے مار کر گھر سے باہر چلا گیا..... بقول اس کے میں ایکٹنگ کرتی تھی..... میرے سر سے خون بہنے لگا تھا..... میرا بڑا بیٹا جو اس وقت چار سال کا تھا وہ پتا نہیں کس طرح اتنی دور چلتے چلتے نانا نانی کے گھر پہنچ گیا یہ اس بیٹے کی ماں کے لیے تڑپ کی انتہا تھی کہ وہ کتنی گلیاں سڑکیں پار کر کے اکیلا تقریباً میل بھر کا فاصلہ طے کر کے

Marfat.com

پہنچا.....

میکے والے اسی لمحے پہنچ گئے۔ میں نڈھال دہلیز پر گری ہوئی تھی، خون میرے سر سے نکل کر آنکھوں کے گرد جمع ہو چکا تھا..... میں نیم بے ہوش تھی..... چھوٹا بچہ میرے پاس روتا ہوا سو گیا تھا.....

وہ اسی لمحے اپنے گھر لے گئے..... میرا علاج کروایا اتنے عرصے کا غبار جو میں نے ان کی نظروں سے چھپا چھپا کر رکھا تھا۔ سب کے سامنے عیاں ہو گیا تھا۔ میرے والدین حیران تھے کہ میں نے یہ سب کچھ ان مہربان ہستیوں سے کیوں چھپایا؟ میں انہیں کیسے بتاتی؟ بیٹیاں..... اپنی عزت کے ساتھ ساتھ ماں باپ کی عزت بھی بچانا چاہتی ہیں لوگ تو ہنسی اڑا دیتے ہیں..... دکھ تو صرف والدین کے لیے ہوتا ہے۔ جن کے وہ جگر کا ٹکڑا ہوتی ہے..... وہ گھر لوٹا..... مجھے نہ پا کر مجھے لینے نہ آیا۔ اس نے سمجھا..... خود ہی چلی گئی ہے۔ خود ہی آ جائے گی۔ لیکن جب کئی دن گزر گئے..... تو اسے مجھے گھر لے جانے کا خیال آیا۔ میرے گھر والے میرے بھائی..... میرے والدین سب صدمے سے جیسے بھرے بیٹھے تھے۔ انہوں نے اسے آڑے ہاتھوں سے لیا..... وہ ڈھیٹ بنا مسکراتا رہا..... گھر والوں نے کہا۔ ہم اپنی بیٹی اس وقت تک نہیں بھیجیں گے جب تک وہ اپنے بزرگ نہیں لے کر آتا..... آخر اسے اپنے بوڑھے والد اور بڑے بھائی کو بیچ میں ڈالنا پڑا۔ اس نے ان سب کے سامنے اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا۔ صرف وہ غلطیاں جو میں نے بہت کچھ چھپا کر بتائی تھیں..... اگر میں اس کا سارا پول کھول دیتی تو قیامت آ جاتی۔ غصے میں کہیں میرے بھائی اس کا سر ہی پھوڑ دیتے..... لیکن! وہ واپس گھر لے تو آیا..... چند دن کھچا کھچا رہا۔ مجھے مورد الزام ٹھہراتا رہا۔ تم کیسی عورت ہو تمہیں میری عزت کا خیال ہی نہیں۔ نہ اپنی عزت کا خیال ہے۔ کیا ہو گیا اگر میں نے غصے میں کچھ کہہ سن لیا تھا۔ بچے کو والدین کے گھر دوڑا دیا تم ڈرامے باز عورت ہو.....؟ وغیرہ وغیرہ..... والدین سمجھ رہے تھے کہ اب صلح صفائی سے لے کر گیا ہے تو کچھ سنبھل جائے گا اور آئندہ

Marfat.com

اپنی غلطی کا اعادہ نہیں کرے گا۔ مگر میں تو جیسے ایک جہنم میں دوبارہ آ کر بیٹھ گئی تھی۔ آتے جاتے طعنے..... پھر بات بات پہ گالیاں..... والدین بہن بھائی میری خیریت معلوم کرنے آئے میں ان سے چھپا گئی یہ غم جو وہ اٹھتے بیٹھتے اپنی زبان کے کچوکوں سے مجھے لگا تار دیئے جا رہا تھا۔

پھر..... وہ شراب میرے سامنے ڈھیٹ ہو کر پینے لگا۔ پہلے اس نے کوشش کی۔ کہ مجھے بھی پلائے۔ جب میں نے انکار کیا تو مجھے بڑی پاکباز بنتی ہے تو کہہ کر مجھے زور کا دھکا دیدیا..... میں بستر سے لڑھک کر گر گئی..... بچے سہمے سہمے سے نظر آنے لگے تھے۔ میری صحت دن بدن خراب ہونے لگی تھی..... میرے والدین آتے..... مجھے حوصلہ دیتے..... کہ صبر کرو۔ مرد ہے ٹھیک ہو جائے گا دیکھو۔ تمہیں اللہ نے کتنے پیارے بچے دیئے ہیں۔ اب بیٹی بھی ہو گئی ہے۔ یقیناً سنبھل جائے گا..... لیکن وہ سدھرا۔ نہ اسے خیال آیا۔ شراب نے اس کی عقل کو ماؤف کر رکھا تھا..... وہ شراب پیتا۔ تو ذرا ذرا سی بات پر بھڑک کر جو ہاتھ میں آتا چیز اٹھا کر دے مارتا۔ میرے جسم پر نیل تھپڑوں کے نشان میرے والدین کے لیے سوہان روح بن چکے تھے..... میں ان کی لاڈلی بیٹی کس درندے کے سپرد ہو گئی تھی..... کیسے کیسے ناز اٹھوائے تھے..... اور اب کیسی کیسی مار اور گالی تھی جو میں کھا رہی تھی.....

میرے والدین نہیں چاہتے تھے کہ میں اس شدید ڈسٹرب حالات میں بھی طلاق لوں۔ یا خلع کا حق استعمال کروں..... میں اگر روتی دھوتی والدین کے گھر چلی بھی جاتی تو دوسرے ہی دن وہ مجھے واپس اسی درندے کے پاس چھوڑ آتے..... اسے بھی پتا چل گیا تھا کہ والدین طلاق کے دھبے کے ساتھ رکھنا نہیں چاہتے تھے..... میں اسی کے رحم و کرم پہ تھی..... ایک بے بس بے کس مظلوم عورت۔ گالیاں میرا مقدر تھیں، مار میری قسمت کا دکھ تھا..... مجھے ان میں ہی جینا تھا جب تک جان میں جان تھی۔

وہ میری بے بسی دیکھ کر اب مجھ پر ہنسنے لگا تھا..... وہ اکثر سگریٹ بجھاتا تو میرے

Marfat.com

جسم پہ لگا دیتا..... جیسے میں ایک جانور ہوں۔ میں بلبلاتی تو خوش ہوتا..... مجھے اس نے بچے پیدا کرنے کے لیے گھر میں شاید رکھ چھوڑا تھا..... اپنی لگاتار توہین تذلیل نے مجھے بیمار کر دیا تھا..... میں اندر سے سہمی ہوئی خون کی کمی کا شکار ایک مردہ سی عورت بن گئی تھی..... جس کی نہ سوچ تھی نہ اپنے خیالات..... بس ایک زندہ لاش تھی۔ جو بچوں کو دیکھ کر جی رہی تھی کہ اگر میں مرگئی۔ تو نہ جانے یہ آدمی ان بچوں کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟ اور یہ معاشرہ..... کیا سلوک کرے گا؟ اس دوران ایک اجنبی عورت کو یہ کہہ کر گھر لے آیا کہ یہ اس کے دوست کی بیوی ہے۔ دوست دوبئ گیا ہے۔ بیوی ادھر ہی رہے گی..... میں اتنی بے بس بے کس بے زبان ہو چکی تھی کہ میں احتجاج بھی نہ کر سکی۔ کہ یہ کون عورت ہے؟ اپنے میکے یا سسرال کیوں نہیں جا کر مرتی۔ میرے گھر کیوں آ گئی ہے؟..... وہ عورت دھڑلے سے میرے گھر میں رہ رہی تھی۔ میرے گھر کی ہر چیز استعمال کر رہی تھی..... کچن اس کے تصرف میں تھا..... بن ٹھن کر وہ شام کو ایسے میرے شوہر کا انتظار کرتی جیسے وہ اس کی بیوی ہو..... ادھر میں بچوں میں الجھی ہوئی ملگجے پرانے کپڑوں میں دکھی سی شکل لیے اسے گھر آتا دیکھتی..... پتا نہیں میرے والدین کی بے بسی کیسی تھی کہ وہ مجھے اس پنجرے سے آزاد نہیں کروا سکتے تھے؟ نہ ہی وہ ایسا سوچ سکتے تھے۔ ان کا خیال تھا میاں بیوی بے شک لڑتے جھگڑتے رہیں۔ ہیں تو میاں بیوی اور بچے ہیں۔ ان کا ایک گھر ہے۔ ایک سائبان ہے..... لیکن اچانک ہی ایک روز میری ماں ہارٹ اٹیک سے انتقال کر گئیں اور چند ماہ بعد ہی میرے والد صاحب بھی خالق حقیقی سے جا ملے..... میرے پیچھے والدین کی اتنی بڑی قوت ختم ہو گئی بہن بھائی۔ وہ کہاں پوچھتے ہیں۔ تین بچوں کے ساتھ کوئی ذمہ داری اٹھانے کے لیے تیار نہیں تھا.....

اور اس روز..... تو مجھ پر قیامت گزر گئی..... جب اچانک میں نے ان دونوں کو نازیبا حالت میں دیکھ لیا..... جانے کب سے ان کے درمیان یہ سلسلہ چل رہا تھا۔ لیکن اپنی زخمی روح و بدن کی چوٹوں کو سہلانے میں ہی میں ان کے تعلق کو سمجھ ہی نہیں پائی! میں

Marfat.com

چیخ رہی تھی..... میں رو رہی تھی..... اس سے پوچھ رہی تھی ''بتا یہ تیری کیا لگتی ہے.....؟''
اس نے مجھے دھاڑتے ہوئے کہا.....

''سننا چاہتی ہے تو سن :۔ یہ میری دوسری بیوی ہے۔ بچے مجھے اس بیوی سے بھی مل جائیں گے۔ تو میری نظروں سے دور ہو جا..... اپنے بچے بھی لے جا..... میرا بچہ اس کی کوکھ میں آ رہا ہے.....''

اس لمحے میں مر کیوں نہیں گئی.....؟ کیسے اس نے یہ اتنا بڑا ایٹم بم میرے سر پر گرایا تھا.....؟ میرا دل۔ زور زور سے دھڑک رہا تھا..... غم غصے اور کرب کی آندھی تھی جو میرے وجود پر چل رہی تھی..... ایک عورت میرے سامنے۔ میری سوکن کی حیثیت سے کھڑی تھی..... اور میں ان دونوں کے درمیان ہونے والی کسی خفیہ معاہدے سے کس قدر بے خبر تھی..... وہ عورت مجھ پر ہنس رہی تھی.....

''مجھے شادی کرنے کے لیے تجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ مجھے اسلام نے اجازت دے رکھی ہے.....'' وہ چیخ رہا تھا..... اسلام کے نام لیوا صرف شادی کے لیے اسلام کا نام کیوں لیتے ہیں..... انہیں اس اللہ رب العالمین کا وہ فرمان کیوں بھول جاتا ہے کہ بیویوں کے درمیان عدل کرو..... اگر عدل نہیں کر سکتے تو پھر ایک ہی عورت بہتر ہے..... یہ نہ ہو تم ایک کو ادھر لٹکتا چھوڑ دو..... اسے غم کے سپرد کر دو۔ اور دوسری کی اداؤں میں کھو جاؤ.....

''تم نے یہ بات مجھ سے کیوں چھپائی.....؟'' میں آخری بار چیخی..... میری چیخ بالکل ایسے تھی جیسے مرنے سے پہلے کوئی چیختا ہے۔ بالکل آخری بار..... اپنی پکار سنانے کے لیے..... کوئی سن رہا ہو۔ یا نہ سن رہا ہو.....

''بدبخت عورت میں تیرے باپ سے ڈرتا تھا۔ کہیں وہ میرے سر پر آ کر بندوق نہ تان لے..... اب وہ مر گیا ہے..... تیرے بھائی تو تجھے کبھی لینے نہیں آئیں گے..... پھر کس بات کا زعم ہے۔ نکل جا میرے گھر سے ابھی اور اسی وقت''

Marfat.com

تبھی دوسری عورت اچانک بولی۔

''اسے نکال دو۔ طلاق دے دو.....''

تبھی اس مرد نے طلاق دینے کے لیے زبان کھولی میں نے لپک کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا..... ''میں چلی جاتی ہوں لیکن مجھے طلاق نہ دو۔ میرے تین بچے ہیں..... کل کلاں ان بچوں کے مستقبل پہ میری طلاق اثر انداز ہوگی''

وہ گھر جو کبھی میرا تھا..... وہاں سے میں نکل رہی تھی..... ہمیشہ کے لیے..... اپنی راج دھانی..... اس عورت کے سپرد کر کے..... شام کا وقت تھا تینوں بچے ساتھ تھے..... میرے پاس اتنی بھی رقم نہیں تھی کہ رکشہ ہی لے لیتی.....

پیدل چلتی ہوئی بچوں کو اٹھائے میں اپنے میکے بھائیوں کے در پہ چلی گئی..... میرے آنسو۔ میرا دکھ بھائیوں نے دل سے محسوس کیا۔ لیکن بھابھیوں کی آنکھوں میں میرے لیے حقارت تھی..... ''یہ ضدی عورت ہے مرد سے بنا کر نہیں رکھ سکی.....'' کوئی تو وجہ ہوگی کہ مرد دوسری عورت لے آیا۔

''تو ہمارے گھر نہیں رہ سکتی۔ جا واپس لوٹ جا.....''

''ہم تیرے تینوں بچوں کو نہیں پال سکتے..... ان کی پڑھائیاں شادیاں یہ سب تیرے بھائی نہیں کر سکتے.....''

''جا..... واپس چلی جا..... اسی گھر میں جہاں تجھے ڈولی میں ڈال کر بھیجا ہے وہیں سے تیرا جنازہ نکلے.....''

بڑے بھائی کو اچانک ترس آ گیا..... ''اسے کچھ عرصہ رکھ لیتے ہیں..... چند ماہ بعد چھوڑ آئیں گے.....''

یہ چند ماہ بھی میرے لیے عذاب سے کم نہ تھے..... اپنے ہی بھائیوں کے گھر میں ہر وقت شرمندہ شرمندہ رہتی۔

بھابھیوں بھائیوں نے میرے بچوں کو قدم قدم پہ ذلیل کرنا شروع کر دیا ہر لمحے

Marfat.com

ڈانٹ پھٹکار بڑا بیٹا سکول جاتا تھا۔ اسے یہ کہہ کر سکول سے اٹھا لیا۔ کون اس کی فیس دے گا..... کون یونیفارم بنائے گا؟ اسے گھر کے کام کاج میں لگا دیا۔ بیٹی بھی میرے ساتھ ننھے ہاتھوں سے برتن مانجنے لگی تھی۔ بچوں کے لیے صرف بھائیوں کے بچوں کی اترن اور پھٹکار ہی رہ گئی تھی..... آئے روز..... بھابھیوں نے لڑنا شروع کر دیا تھا۔

''تمہارے بچے ہمارے بچوں کا حق مار رہے ہیں۔ میرے بچوں کا کھانا بھی تمہارے بھوکے ندیدے بچے چٹ کر جاتے ہیں اس ذلیل کی اولاد ہم کیوں پالیں۔''

''اپنے بچوں کو کام کاج پہ لگاؤ..... یہ نخرہ وخرہ نہیں چلے گا.....''

''سیدھی اپنے گھر واپس چلی جاؤ..... مارتا ہے پیٹتا ہے پھر کیا ہوا..... تم انوکھی عورت تو نہیں، یہاں کتنے ہی مرد عورت کو مارتے ہیں۔''

''آخر تیرے بچوں کا باپ ہے۔ پھر وہ ہی ذمہ دار ہے..... ہم ان کے ذمہ دار نہیں ہیں۔''

''عورتیں شوہر کا در نہیں چھوڑتیں۔ یہ ذرا سی بات پر گھر چھوڑ کر بچے اٹھا کر آ گئی..... اسے کہو سیدھی طرح اپنے سر کے سائیں کا در پکڑے یہاں سے فوراً چلی جائے.....''

''یہاں سے واپس چلی جا..... نکل جا..... نکل جا'' وہ مل کر دھاڑ رہے تھے

میں نے تینوں بچے ساتھ لیے اور میں سڑک پر آ گئی اس لمحے مجھے نہیں پتا تھا..... مجھے کہاں جانا ہے؟ مجھے کیا کرنا ہے؟ واپس جاتی ہوں تو شرابی اور سنگدل شوہر ہے..... جو بات بات پہ چٹیا سے پکڑ کر مجھے گھما کر پٹخ دیتا ہے..... روٹی یہاں بھی تنگ ہے۔ وہاں بھی..... وہ بھی پیسے پیسے کو محتاج رکھتا ہے..... یہاں بھی وہی کیفیت ہے..... میری حالت ڈوبتے ہوئے جہاز کے مسافر کی سی تھی جسے ہر حال میں بس ڈوبنا ڈوبنا ہی تھا..... پانی جہاز کے اندر بھی تھا جہاز کے باہر بھی..... آہ میری بے بسی بے کسی کی انتہا ہو چکی تھی.....

Marfat.com

تینوں بچوں کو لے کر سڑک پر آ گئی تھی..... میرا بڑا بیٹا اس وقت آٹھ برس کا چھوٹی بیٹی چھ سال کی اور سب سے چھوٹا بیٹا 2 سال کا تھا۔ میرا دل اللہ کی گریہ زاری کے ساتھ ساتھ شکووں سے بھرا ہوا تھا۔ میں غم زدہ تھی..... شاید غم زدہ کہنا میرے غم کی اصل کیفیت کا نام نہیں۔ میں ٹوٹی ہوئی۔ بکھری ہوئی۔ کرچی کرچی عورت تھی..... جسے کوئی چھت میسر نہیں تھی میں اپنے پیدا کرنے والے مالک حقیقی سے مخاطب تھی۔ تو کہتا ہے تو خبر گیری کرنے والا ہے..... اپنے ہر بندے کی۔ اچھی خبر گیری کی اچھی خبر گیری کی میری۔ کیسی کیسی سزائیں دلوا دیں مجھے..... کیسے کیسے آزار دیکھ لیے میں نے تو رحیم ہے۔ تو سب سے بڑھ کر رحیم ہے۔ تیری ایک عاجز بندی بے نام ونشان سڑک پہ کھڑی ہے۔ زمین اس پر تنگ ہو چکی ہے.....

شوہر کے گھر کے دروازے بند ہو چکے۔ بھائیوں نے دھتکار دیا ہے..... کدھر جاؤں..... بتا..... میں تیری اس اتنی بڑی زمین پر اپنے تین بچوں کو لے کر کدھر جاؤں..... یا بچوں سمیت خودکشی کر جاؤں..... تو کہتا ہے خودکشی حرام ہے..... پھر مجھے بتا..... میرا آسرا تو تو ہے..... میرا ٹھکانہ مجھے بتا..... یا پھر میرے لیے موت آسان کر دے۔"

میرے آنسو میرے چہرے کو بھگوتے جا رہے تھے۔ بچے جو سمجھ دار تھے وہ بھی سر جھکائے اداس سے میرے ساتھ ڈر کر چپکے ہوئے چل رہے تھے میں بے نشان منزل کی طرف چل رہی تھی..... ذلت ہی ذلت تھی..... لامتناہی اداسی کے گھیرے میں چاروں طرف صرف ذلت ہی ذلت تھی..... تبھی معاً..... مجھے کسی نے آواز دی۔ میں نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ ہمارے محلے ہی کی آپا جی تھیں جو پرانا محلّہ چھوڑ کر نئی جگہ آ گئی تھیں۔

میں نے آنسو پونچھے..... وہ بول رہی تھیں

"میں بڑے عرصے سے تم سے ملنا چاہ رہی تھی۔ ہمیں جامعہ میں گرلز ہاسٹل میں تمہاری ضرورت تھی۔"

"جی جی مجھے نوکر رکھ لیں....." میں لڑکیوں کے برتن کپڑے بھی دھو دیا کروں

Marfat.com

گی..... میں جھاڑو بھی لگا دیا کروں گی ان کے کمروں سے.....''

وہ ہلکا سا مسکرائیں اور کہنے لگیں.....

''یہ تم نے کیسے سوچ لیا۔ ہم تم سے یہ کام لیں گے۔ تم میٹرک پاس ہو۔ میں تو تمہیں بچیوں کے بورڈنگ ہاؤس میں وارڈن کے طور پر رکھ رہی ہوں۔ جامعہ میں اکاموڈیشن بھی ملے گی۔ اچھی تنخواہ اور پھر کھانا بھی فری ہوگا۔''

صحرا کے مسافر کو اچانک نخلستان نظر آ جائے تو اسے کیسے لگتا ہوگا؟ یہ میں جانتی ہوں کہیں پیاسے کو اچانک میٹھا چشمہ مل جائے۔ تو اسے کیسا لگتا ہوگا؟ یہ میں جانتی ہوں کسی مرنے والے کو زندگی مل جائے تو اسے کیسا لگتا ہوگا؟ یہ میں جانتی ہوں۔ کسی ڈوبتے ہوئے شخص کو اچانک ساحل مل جائے تو اسے کیسا لگتا ہوگا؟ یہ میں جانتی ہوں۔ شدید غم کے بعد اچانک ایک سائبان مل جانے کی خوشی مجھ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں جان سکتا.....

میرے رب عالی شان نے اس روز میری پکار سن لی۔ جب اس کی ساری مخلوق نے مجھ پر اور میرے بچوں پر زندگی کے دروازے بند کر دیئے تھے.....

آج میں وارڈن کے طور پر ڈیوٹی انجام دے رہی ہوں۔ میرے بچے جو رل گئے تھے اب تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان کے ستے ہوئے چہروں پر شادابی نظر آنے لگی ہے۔ اب بھائی کبھی کبھار مجھے ملنے آتے ہیں..... میں بھی کبھی کبھار بھائیوں کے گھر کا رخ کرتی ہوں تو ایک عزت دار خاتون کی حیثیت سے..... جس کے تن پر اچھے کپڑے بھی ہیں اور باعزت روزگار بھی۔ میرا شوہر بھی بچوں سے ملنے کبھی کبھار چلا آتا ہے وہ بھی بچوں کو اچھی تعلیم پاتے دیکھ کر حیران ہے..... میرے بچے جو ایک ایک نوالے کو ترستے تھے آج پیٹ بھر کر کھانا کھاتے ہیں۔ میں ان کی مصروفیات میں اپنا تلخ ماضی بھول جاتی ہوں..... شوہر کی زندگی کے بارے میں کبھی کبھار خبریں ملتی رہتی ہیں..... وہ عورت اسے دھوکہ دے کر کسی اور کے ساتھ فرار ہو چکی ہے..... شاید قدرت اسے اس ناقدری ناشکری کی ابھی اور سزا دے گی..... میرا رواں رواں اللہ کا شکر گزار ہے۔ کہاں

Marfat.com

میں ذلت کی زندگی گزارنے والی لمحہ لمحہ مرنے والی ایک عام سی عورت۔ بھابھیوں کے طعنوں سے چور..... شوہر کے رویئے سے دل فگار۔ اور کہاں اللہ کی شان رزاقی..... کہ مجھے باعزت روزگار عطا فرما دیا..... بچے بڑے ہو رہے ہیں اور میں انہیں پھلتا پھولتا دیکھ کر خوش ہو رہی ہوں اور ادھر وہ میرا بدنصیب شوہر جس کا صحن اپنے بچوں کے ہوتے ہوئے بھی بچوں کی معصوم شرارتوں اور قلقاریوں سے محروم ہے۔ اللہ بڑا انصاف کرنے والا اور بے شک ہر شخص کی خبر گیری کرنے والا ہے..... میں لمحہ لمحہ اللہ تعالیٰ کی شکر گزار ہوں..... جس نے میری پکار سن لی.....

﴿وَهُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَیَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ وَهُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ۝﴾ (الشوریٰ ۲۸)

''اور وہی تو ہے۔ ہمارا مولا ہمارا رب جو لوگوں کے مایوس ہو جانے کے بعد (رحمت) کا مینہ برساتا ہے، اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے۔ اور بے شک وہی قابل تعریف ولی ہے۔''

Marfat.com

واسطہ

گریہ زاری کرنے والے دل تجھے پسند ہیں
تجھے ان باوفا دلوں کا واسطہ
رونے والی آنکھ تجھے پسند ہے
تجھے ان اشکبار آنکھوں کا واسطہ
تجھے دعاؤں میں اٹھے ہاتھ اچھے لگتے ہیں
تجھے ان لرزتے کانپتے ہاتھوں کا واسطہ
تجھے نیکی کے راستے پہ چلتے قدم پسند ہیں
تجھے ان قدموں کی چاپ کا واسطہ
تجھے رات کے اندھیروں میں گریہ زاری کرتی آوازیں پسند ہیں
تجھے ان گڑگڑاتی ٹوٹتی بکھرتی آوازوں کا واسطہ
تجھے سجدے میں جھکے سر اچھے لگتے ہیں
تجھے ان عجز بھرے جھکے ہوئے سروں کا واسطہ
تجھے واسطہ پیغمبر برحق کا
تجھے واسطہ اپنی رحمت کا
ہمیں بخش دے ہمیں بخش دے

When you can't put your prayers into words,
Allah hears your heart

Marfat.com

وھی نیا پار لگائے

یہ واقعہ میرے پیارے بیٹے میجر محمد اویس قاضی کی فوجی زندگی سے متعلق ہے۔ جہاں قدم قدم پر خطرات ہیں اور ان خطرات سے جنگ کرنا ہی بہادروں کا شیوہ ہے۔ میرا بہادر بیٹا سیاچن کی سرد پہاڑوں پر آٹھ ماہ گزار کر واپس آیا تو اپنے ساتھ بہادری اور ناممکن کو ممکن کر دکھانے والے واقعات بھی لیتا آیا۔ آیئے اُس کی زبانی یہ عزم ہمت کی انوکھی داستان سنتے ہیں۔

یہ 2007ء کی بات ہے جب میری پوسٹنگ سیاچن کی گئی..... سیاچن ایسی جگہ ہے جہاں پر فوجی کو اپنے کیریئر میں لازماً کچھ عرصہ گزارنا ہوتا ہے۔ سیاچن کا دوسرا نام سرد جہنم ہے..... بہرحال۔ ہم فوجیوں کو اس کے لیے بریفنگ دی جاتی ہے.....اور وہ لباس جو اس منفی 70°C پر پہننا ہوتا ہے مہیا کیا جاتا ہے..... یہ ہماری ول پاور اور Stamina کا امتحان ہوتا ہے.....اور یہاں قدم قدم پر اللہ یاد آتا ہے..... میں نے دسمبر میں جب سیاچن جانے کے لیے سفر شروع کیا تو مجھے جہاز نہیں ملا۔ پتا چلا کہ بارشوں کی وجہ سے موسم شدید خراب ہے اس لیے فلائٹ روک دی گئی ہے چنانچہ مجھے بس کا سفر کرنا پڑا۔ پنڈی سے ایبٹ آباد، مانسہرہ، شانگلہ اور شنکیاری سے ہوتے ہوئے گلگت پہنچے..... یہاں سے سکردو اور سکردو سے آگے اپنے ہیڈکوارٹر اطلاع دی..... یہاں سب کچھ بالکل نیا تھا..... چاروں طرف جہاں تک نظر جاتی پہاڑ ہی پہاڑ تھے۔ سب چٹانیں پہاڑ سفید برف سے ڈھکی ہوئی تھیں..... ایک طرف آسمان کو چھوتے ہوئے پہاڑ..... جن کی بلندی تاحد نظر محسوس ہوتی تھی، دوسری طرف اتنی ہی

Marfat.com

گہرائی..... اور اس گہرائی میں بہتا ہوا دریا۔ جو تنگ سڑک کے ساتھ ساتھ ہم سب کا ہمسفر تھا: کیسی پرسکون اور حسین وادیاں تھیں..... کہیں کہیں دور دور بستیاں تھیں..... جو کسی خوبصورت Land Scape کا حصہ تک رہی تھیں۔ بہرحال ہیڈ کوارٹر پہنچ کر Stay کیا۔ یہاں سے ضروری سامان ایشو ہوا۔ ہم دو آفیسر تھے۔ پورا ہفتہ موسم شدید ترین برف باری کی زد میں رہا.....

چنانچہ جس دن موسم صاف ہوا۔ مجھے اپنی پوسٹ پر جانے کے لیے تیاری کا آرڈر ملا۔ اپنے ہیڈ کوارٹر سے اپنی اگلی منزل تک پہنچنے کے لیے ہمیں پیدل ہی سفر طے کرنا تھا..... رات بھر پیدل برف میں چلتے چلتے ہمیں پوسٹ نمبر ایک تک پہنچنا ضروری تھا۔ بہرحال، ہم برف میں لگاتار چلتے رہے..... اور صبح کے وقت اپنے پہنچنے کی رپورٹ کر دی..... یہاں ہمارا ایک دن کا Stay لازمی تھا۔ تاکہ جسم کو تھوڑا سا آرام پہنچایا جا سکے..... اگلے روز اس سے اگلی پوسٹ پر اطلاع دینا تھی۔ یہ ہمارا سیاچن کی پہاڑی پر چڑھنے کا سفر تھا۔ جو شروع ہو چکا تھا..... اگلی پوسٹ نمبر دو 2 پر اسی طرح رات بھر سفر کرنے کے بعد صبح کے قریب پہنچے۔ یہاں پھر ایک رات کا Stay تھا..... یہاں سے فارورڈ ہیڈ کوارٹر پہنچ کر ہم دونوں آفیسرز کے راستے جدا ہو گئے۔ مجھے سیاچن کی سب سے اونچی اور سخت ترین پوسٹ پر پہنچنا تھا.....

26 تاریخ کو Basecamp میں پہنچے۔ یہاں ایک دن کا Stay تھا۔ اس کے بعد پھر سفر شروع کیا اور Forward Base پر پہنچ گئے..... یہاں تین دن کا قیام تھا..... یہاں نیو ائیر منایا..... دیئے جلائے مٹی کا تیل تھا۔ اس میں کاٹن کی بتیاں ڈبو ڈبو کر برف میں چراغاں کا سماں پیدا کر دیا یہاں ہم روزانہ برف میں بار بار چہل قدمی کرتے تھے۔ تاکہ ہمارا جسم اسی موسم اور سردی کے ساتھ Acclimatise ہو جائے۔ 4 جنوری کو ہمارا سفر کا کٹھن ترین مرحلہ شروع ہوا۔ یہ $2^{1}/_{2}$ گھنٹے کا پیدل سفر تھا۔ اس کے بعد ہمیں رسوں کی مدد سے لٹک کر اوپر اتنی زیادہ برفانی چڑھائی چڑھنا تھی..... رات

Marfat.com

کو جب سفر شروع کیا تو ابھی تقریباً ایک گھنٹہ کا سفر ہی طے کیا ہوگا کہ آکسیجن کی کمی اور اونچائی سے میری سانس رکنا شروع ہوگئی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور میں وہاں ہی برف پر اپنی Snow stick جما کر اس پہ اپنی چھاتی ٹکا دی..... میرے ساتھ آٹھ دس فوجی جوان بھی تھے۔انہوں نے مجھے کہا۔''سَر ہمت کریں.....'' میں نے کچھ قدم چلنے کی کوشش کی۔لیکن مجھے اتنے شدید چکر آ رہے تھے کہ میں وہیں رک گیا۔

دس منٹ یونہی گزر گئے..... N.C.O نے کہا سَر آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ آپ واپس Base Camp چلے جائیں۔کیونکہ اس سے بھی مشکل چڑھائی اور سفر تو ابھی شروع ہونا ہے۔آپ ابھی سے Oxygen Level برداشت نہیں کر رہے وہ یہ کہہ کر باقی جوانوں کو لے کر آگے چل پڑا..... میں اور ایک جوان جنہیں سب شاہ جی کے نام سے پکارتے تھے پیچھے رہ گئے.....شاہ جی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا:

''چلیں سر واپسی کا سفر شروع کریں.....''

اس لمحے مجھے لگا جیسے میرے فوجی ہونے کو کسی نے چیلنج کر دیا ہو.....''میں نے کہا'' شاہ جی..... میں ادھر برف میں ہی مر جاؤں گا۔لیکن یہاں سے ایک دم پیچھے نہیں ہٹوں گا.....'' اس لمحے میری آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے.....شاید اپنی اس بے بسی پر۔ میں نے اللہ کے ننانوے نام پڑھے.....ابھی تک آنکھوں کے سامنے اندھیرا ہی اندھیرا نظر آ رہا تھا..... میں نے بے اختیار اللہ سے دعا کی.....

''اے اللہ تعالیٰ۔ مجھے ناکام لوٹنے کی ذلت سے بچا لے.....''

میں نے گہرے گہرے سانس لیے اور آسمان کی طرف دیکھا اور آسمان کیطرف دیکھتے ہوئے کہا''اے اللہ تو نے مجھے کس آزمائش میں ڈال دیا ہے تو اپنا رحم کر مجھے قوت اور ہمت عطا کر.....'' میرا سانس تھوڑا تھوڑا بحال ہوا.....میری آنکھوں کے سامنے جو اندھیرا چھا گیا تھا..... وہ ہٹ گیا..... مجھے پہاڑ نظر آنا شروع ہو گئے تھے۔ جو چاندنی میں چمک رہے تھے جو لوگ ہمارے ساتھ چلے تھے..... وہ ہم سے پانچ سو گز آگے جا

Marfat.com

رہے تھے..... میں نے نئے عزم سے کہا..... ''شاہ جی..... چلو شاہ جی..... یہ ایک فوجی کا عزم ہے..... یہ قدم ایک فوجی کے ہیں..... چلو..... چلو.....''

ہم نے آہستہ آہستہ چلنا شروع کر دیا۔ اللہ نے ایسا کرم کیا کہ آدھے گھنٹے بعد ہم نے اس پارٹی کو کراس کر لیا۔ اور پہاڑ کی Base پہ ہم ان سے پہلے پہنچ چکے تھے..... وہاں سے رسوں سے لٹک کر سفر شروع ہوا..... ایسی سیدھی کھڑی پہاڑ کی چوٹی تھی کہ اگر ہم اوپر دیکھتے تو ہماری ٹوپی سر سے گرنے لگتی تھی..... میں نے اپنی پوسٹ پہنچ کر جب اطلاع دی تو۔ Basecamp والوں کو یقین نہیں آیا۔ کہ 14 گھنٹے کا سفر ہم نے صرف چھ گھنٹے میں کیسے طے کر لیا تھا؟ عزم و ہمت۔ اور اللہ کی مدد۔ دونوں لازم و ملزوم ہیں..... اللہ یقیناً اپنے بندوں کے بہت قریب ہے۔ وہ سنتا ہے..... کسی پکارنے والی کی صدا..... وہ رد نہیں کرتا..... دکھ میں صرف وہی بھروسے کے قابل ہے کہ اسے پکارنا جائز ہے..... وہی ہمت و طاقت جرأت صحت اور توفیق عطا کرتا ہے..... اے رب العالمین تیرا شکریہ

﴿اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ یَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝﴾ (النمل ۶۲)

''کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے۔ جب کہ وہ اسے پکارے اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے؟ اور کون ہے جو تمھیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خدا یہ کام کر سکتا ہے؟ مگر تم لوگ کم ہی غور و فکر کرتے ہو..... (اگر غور کرو تو تمہیں اللہ کی بادشاہی چاروں طرف پھیلی نظر آنے لگے گی)''

Marfat.com

پناہ مانگو

صبح کے مالک شام کے مالک
اس زمین اور ہفت افلاک کے مالک
طلوع و غروب ہوتے اجسام کے مالک
ابر باراں اور باد ہنگام کے مالک
باغوں میں چلتی باد سبک خرام کے مالک
سکوت سناٹے خاموشی اور آرام کے مالک
پہاڑ دریا، ہلچل شور اور ہنگام کے مالک
سب خوشیوں اور آلام کے مالک
ہر نام اور بے نام کے مالک
پس تجھ سے ہی میں پناہ مانگوں
تجھ سے تیری رحمت کے سوا اور کیا مانگوں

Pray not because you need something, But because you have alot to thank Allah Almighty.

Marfat.com

سچا راہنما

یہ واقعہ ''ن'' صاحبہ کی طرف سے موصول ہوا۔ ان کے حکم کے مطابق ان کا تعارف نہیں دیا جا رہا..... آیئے ان کی زبانی اس واقعے کی تفصیل جانتے ہیں۔

میرے بی اے کے فائنل پیپرز تھے اور میں نے خوب پڑھائی کی تھی۔ تاکہ میں بی اے میں پوزیشن لے سکوں، اور اچھے مارکس لینا اس لئے بھی ضروری تھا کہ پنجاب یونیورسٹی میں داخلہ لے سکوں۔ یقیناً میرٹ کے بغیر داخلہ ناممکن ہوتا ہے۔

میرا پہلا پیپر پولیٹیکل سائنس کا تھا..... اور یہ ایوننگ میں شروع ہوا۔ 2 سے پانچ تک پیپر کا وقت تھا۔ Question Paper میرے سامنے تھا..... سوال بے حد آسان تھے تبھی جانے کیا ہوا؟ اچانک میرے سر میں درد شروع ہو گیا۔ یہ درد صبح سے میں محسوس کر رہی تھی۔ یہ صبح ہلکا ہلکا سا تھا۔ اسے میں نے ignore کیے رکھا تھا..... لیکن اب اچانک شاید کم خوابی کے سبب وہ بڑھ گیا تھا.....

درد اتنا شدید تھا کہ میں لکھنا چاہ رہی تھی۔ قلم میرے ہاتھ میں تھا۔ امتحانی شیٹ میرے سامنے میری تحریر کی منتظر تھی۔ اور میری حالت تھی کہ جیسے میرے سر پہ کوئی پوری قوت سے ہتھوڑے برسا رہا ہے..... میرے کانوں میں Throbbing کی آواز آ رہی تھی۔ ایسا درد مجھے آج سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا میں نے اپنی انگلیوں سے اپنی کنپٹیوں کو سہلایا پیشانی کو دبایا لیکن پورے سر میں ہتھوڑوں کی طرح کا درد لگاتار بڑھتا ہی جا رہا تھا..... ایسا درد جس نے میرے پورے سر کو کسی شکنجے کی طرح جکڑ رکھا تھا۔ میرا جسم ہلکے ہلکے گرم ہونا شروع ہوا۔ اور پھر میرے گال تپنے لگے۔ مجھے بخار ہو رہا تھا..... میرا سارا

Marfat.com

جسم ٹوٹ رہا تھا..... میں نے آنکھیں کھول کر نظر جمانا چاہی لیکن میری آنکھیں ٹھیک سے کھل نہیں پا رہی تھیں۔ میں نے دائیں بائیں دیکھا، لڑکیاں سر جھکائے لگاتار لکھنے میں مصروف تھیں۔ شیٹ پہ شیٹ بھر رہی تھیں۔ ایک میں تھی کہ بخار اور درد سے آنکھوں سے جیسے سینک نکل رہا تھا۔

میں نے اپنا سر ڈیسک پہ ٹیک دیا فکر سے پھر گھڑی دیکھی۔ وقت بھاگا جا رہا تھا..... پیپر شروع ہوئے آدھا گھنٹہ گزر چکا تھا۔ اور میں خالی شیٹ آنکھوں کے سامنے رکھے یونہی بیٹھی اسے دیکھتی جا رہی تھی۔ کیونکہ ادھر ادھر دیکھنا! وہ بھی کمرہ امتحان میں! جرم ہے..... میں نے ایک بار پھر اعصاب کو چوکنا کیا۔ شیٹ پر اپنا رول نمبر لکھا اور پھر لکھنے کی کوشش کی..... لیکن بے سود۔ میں خالی شیٹ منہ کے سامنے رکھے ایسے بیٹھی تھی جیسے ایک نالائق طالب علم بیٹھا رہ جاتا ہے..... نگران ٹیچر میرے پاس سے گزرتے ہوئے حیرت سے مجھے اور میرے خالی پیپرز کو دیکھ رہی تھیں..... لیکن وہ اس لمحے کچھ بولی نہیں۔ نہ ہی انہوں نے مجھ سے خالی شیٹ کے بارے میں استفسار کیا اور یہ بھی اچھا ہی ہوا..... اگر اس لمحے وہ ذرا سی ہمدردی یا پھر ڈانٹنے کا مظاہرہ کر دیتیں تو میں پیپر خالی چھوڑ کر فوراً باہر چلی جاتی..... میں نے باہر جانے کے دروازے کو تین چار بار دیکھا اور کئی بار سوچا بس..... پیپر ڈراپ کر کے واپس گھر چلی جاتی ہوں..... کیا ہو گیا کمپارٹ آ گئی آخر کتنے ہی بچے کمپارٹ میں بھی تو امتحان دیتے ہیں میرے پیپر نہ دینے سے کوئی پہاڑ تو نہیں گر پڑے گا..... پیپر شروع ہوئے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا..... اور میں سوچ کے دائروں میں الجھی ابھی فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی کہ کیا کروں.....؟ تبھی کمرہ امتحان میں اچانک بھنبھناہٹ ہونے لگی۔ پتا چلا کہ فالتو Sheet ختم ہو گئی ہیں اور Peon کو دوسرے امتحانی مرکز میں پیپر شیٹ لینے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ نگران ٹیچر نے کمرہ امتحان میں اعلان کیا کہ جتنی دیر اس کو Sheet پہنچانے میں لگے گی۔ اتنا ہی وقت مزید لڑکیوں کو دیا جائے گا۔

Marfat.com

میں چپ چاپ یہ ساری کاروائی ہوتا دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی۔ کہ میں گھر جاؤں یا نہیں..... معاً مجھے خیال آیا..... مجھے اللہ تعالیٰ پہ کتنا یقین ہے آج جب اچانک مجھ سے لکھا نہیں جا رہا تو مجھے اللہ پاک سے آسانی صحت اور قلم کی روانی کی دعا ضرور مانگنی چاہیے۔ وہ تو علیم وخبیر ہے۔ میں نے صدق دل سے اپنے بہت پیارے اللہ پاک سے کہا: ''اللہ پاک جی..... آپ کو پتا ہے میں نے سارا سال بہت محنت سے پڑھا ہے۔ میں ان بچوں میں نہیں ہوں جو سارا سال کھیل کود اور دوسری شرارتوں میں وقت ضائع کرتے ہیں۔ میں تو جی جان سے پڑھنے والی اور محنت کرنے والی لڑکی ہوں۔ اے اللہ پاک جی مجھے امتحان دینے کی توفیق عطا فرما..... آگے داخلے کے وقت یہ بات مسئلہ بن جاتی ہے اور میرٹ پہ آنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور ریکارڈ میں یہ ہمیشہ کے لیے درج ہو جاتا ہے کہ اس نے امتحان Supply میں پاس کیا۔ اے اللہ پاک جی مجھے امتحان دینے کی توفیق عطا فرما دے.....'' اور پھر میرے پروردگار کو اچانک مجھ پر رحم آ گیا۔ 5 بجنے میں ابھی دو گھنٹے باقی تھے۔ جب اچانک ہی مجھے اپنے سر کا درد ہلکا محسوس ہوا۔ طبیعت بھی پہلے سے بہتر محسوس ہونے لگی..... میں نے اللہ کا نام لے کر لکھنا شروع کر دیا..... میرا قلم خود بخود رواں دواں ہو گیا.....

میرے ابھی دو سوال بقایا تھے۔ گھڑی پانچ بجا رہی تھی..... اور کمرہ امتحان بھنبھناہٹوں سے گونج رہا تھا..... نگران ٹیچر بے چینی سے ادھر ادھر گھوم رہی تھیں..... لڑکیاں پیپر شیٹ کے انتظار میں قلم روکے بیٹھی تھیں'' اور میری شیٹ لگاتار بھرتی جا رہی تھی..... ٹیچرز نے اچانک اناؤنس کیا کہ چونکہ ایک گھنٹہ شیٹ آنے میں لگا ہے اس لئے لڑکیوں کو فالتو ایک گھنٹہ دیا جا رہا ہے..... جو پیپر پانچ بجے ختم ہونا ہے۔ وہ اب چھ بجے ختم ہوگا۔ میں نے اطمینان قلبی اور ذہنی یکسوئی سے پیپر دیا اور اس پیپر میں میرے Highest مارکس تھے..... میری B.A میں فرسٹ ڈویژن آئی۔ اور مجھے سکالرشپ سے نوازا گیا۔

Marfat.com

بے شک اللہ ہم سے بہت قریب ہے..... وہ ہمارے پکارنے کا انتظار کرتا ہے..... اور مجھے ایک اور سبق بھی ملا۔ اپنی صلاحیتیں ذہانت، محنت پر اعتماد کرنے کے ساتھ ساتھ ان صلاحیتوں کو استعمال کرنے کی توفیق اور رحمت باری کی نظر کرم کی دعا ضرور کرتے رہنا چاہیے..... تا کہ اللہ کی مدد شامل حال رہے۔ کیونکہ وہ اپنا کرم اٹھا لے تو بنے ہوئے کام بگڑ جاتے ہیں۔ اور وہ فضل کرنے پہ آئے تو بگڑے ہوئے کام سنور جاتے ہیں لیکن محنت شرط ہے..... کوئی یہ نہ سمجھے کہ وہ بغیر پڑھے صرف دعاؤں کے طفیل پاس ہو جائے گا۔ اللہ وہیں مدد کو آتا ہے جہاں اسے معلوم ہوتا ہے انسان اپنی پوری تگ و دو کر رہا ہے

''ہمت مرداں مدد خدا''

﴿قُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ عَلَیْہِ یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُوْنَ O﴾ (الزمر ۳۸)

''بس ان سے کہہ دو۔ میرے لیے اللہ ہی کافی ہے۔ بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں''

Marfat.com

واسطہ

اے ربِّ کعبہ اے لاشریک
اے لامکاں۔ اے لامحدود
اے لاوجود
بس اک تیری ذات جامع اور مکمل
تو ہی برتر معظم اور افضل
جرأتِ سوال ہے تیری رحمت کے طفیل
تیری اپنی ہی بخشش کی نوید کے حوالے سے
تیرے اپنے ہی وعدوں کے سبب
تجھ سے رحم کی بھیک مانگتے ہیں
اگرچہ یہ جانتے ہیں کہ
گناہ گار ہیں ہم
خطا کار ہیں ہم
سیاہ کار ہیں ہم
لیکن ہم اتنا ضرور جانتے ہیں
تیرے در سے کوئی خالی ہاتھ کبھی واپس نہیں لوٹا.....
تیرے در پہ آتے ہوئے جو جھجکتے
اور شرماتے ہیں

Marfat.com

وہی واپس لوٹ کر جاتے ہیں
تو رحمت کے گٹھڑ سنبھال کہاں پاتے ہیں

Allah almighty is kind, generous good listener and eternal.

Marfat.com

کن فیکون

میرے پیارے بیٹے میجر محمد اویس کی فوجی زندگی سے ایک اور یادگار واقعہ..... جس نے ایمان کی حرارت کو اور تیز کر دیا ہے..... آیئے اس کی زبانی یہ واقع سنتے ہیں۔

جس پہاڑ کی چوٹی پر ہماری پوسٹ تھی اس کے چاروں طرف برف ہی برف تھی۔ دور دور تک کسی متنفس کا نام ونشان تک نہ تھا..... میدانی علاقوں میں ہم بھی چڑیوں کی چہکار سنتے ہیں۔ کبھی بلبلیں گیت گانے لگتی ہیں۔ رات ہوتی ہے تو جھینگر کا شور مینڈک کے ٹرانے کی آوازیں سرلحہ رونق لگائے رکھتی ہیں..... یہ ہی نہیں کبھی گاڑیوں کا شور..... ہارن کی آوازیں۔ کبھی ہمسایوں کے گھر سے بچوں کے کھیلنے ہنسنے اور رونے کی آوازیں اسی کائنات کا حسن بن کر پس پردہ موسیقی کی طرح ہمارے اطراف بہتی رہتی ہیں۔ مگر ہم غور نہیں کرتے..... لیکن جب آپ کبھی ایسی جگہ چلے جائیں جہاں۔ ہو حق ہو۔ بے کراں خاموش ہو۔ دور دور تک جز سناٹے اور سفید برف کے کچھ نہ ہو تو آپ حیران ہو جاتے ہیں..... وہاں برف دن رات گرتی رہتی..... ہوا کے دباؤ سے برفانی طوفان اٹھتے اور ہمارا پوسٹ Igloo کانپنا شروع کر دیتا۔ گرتی برف کے دوران فوجی جوان لگاتار دروازے کے سامنے اور چھت سے برف اتارتے رہتے ورنہ اتنے شدید طوفان میں برف کے اندر دب جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ پوسٹ کے اندر کیروسین آئل جلتا رہتا..... ٹن (Tin) کی خوراک ہوتی۔ جو کبھی بھی صحیح گلتی نہیں تھی..... اَدھ کچی پکی چیزیں تیار کی جاتی تھیں۔ رات کھانے کے بعد سب قرآن کی تلاوت اور ترجمہ پڑھتے رہتے..... میں

Marfat.com

نے سورۃ یٰسین زبانی یاد کرنا شروع کر دی تھی..... سیاچن ایسی جگہ ہے۔ جہاں آپ کا پوری دنیا سے رابطہ چھ ماہ کے لیے کٹ جاتا ہے..... نہ اخبار نہ ٹیلیوژن، نہ خط، نہ فون، نہ S.M.S اپنے سب عزیزوں بہن بھائیوں گھر والوں سے کوئی رابطہ ممکن نہیں ہوتا.....

یہ وقت شاید جس طرح ہمارے لیے مشکل ہوتا ہے اسی طرح ہمارے والدین بہن بھائیوں اور عزیزوں کے لیے بھی شدید مضطرب دور ہوتا ہے۔ کہاں آپ روزانہ اپنے دوستوں اپنے والدین سے بات چیت گپ شپ لگاتے ہیں۔ کہاں یہ سناٹا..... تنہائی۔ دنیا کے رابطوں سے کٹ کر الگ تھلگ اور پھر بغیر کسی تفریح اور جسمانی ورزش کے..... صرف چھوٹے سے کیبن میں بیٹھنا، زندگی قید تنہائی کی طرح محسوس ہوتی ہے لیکن ہم فوجی خود کو ایک مشن کا حصہ سمجھتے ہوئے اسے برداشت کرتے ہیں..... یہی ہماری تعلیم اور تربیت کا حصہ ہے۔

میری بہن کی شادی کی تاریخ 27 اپریل میں طے کی گئی تھی..... امی جان نے فون کر کے نیچے Base camp میں اطلاع دی تھی۔ جو پھر ان کے ذریعے مجھ تک اطلاع آئی وہ بھی تین دن بعد کہ بہن کی شادی کی تاریخ اچانک رکھی جا چکی ہے..... والد صاحب کے انتقال کے بعد ذمہ دار اور بڑا بھائی میں ہی ہوں۔ بڑی بہن کی شادی ہو چکی تھی۔ ہم چار بہن بھائی ہیں 2 بہنیں اور 2 بھائی۔ بھائی مجھ سے چھوٹا ہے اور اس وقت وہ بی کام پارٹ ون میں پڑھ رہا تھا۔ میں نے فوراً Base camp اطلاع بھجوائی کہ مجھے سر چار دن کی چھٹی چاہیے۔ ویسے بھی میرا پیریڈ سیاچن میں Over stay ہو چکا تھا..... دو تین دن تک ویسے بھی میری گراؤنڈ میں واپسی تھی..... میں نے چھ ماہ سے زائد عرصہ گزار لیا تھا۔ چونکہ وہ برفباری کی وجہ سے میری پوسٹ تک اطلاع ہی تین دن بعد دے سکے تھے۔ اب میں نے حساب لگایا..... تو میرے پاس صرف سات دن بچ رہے تھے..... ان میں سے پانچ دن تو چوٹی سے نیچے اترنے میں ہی لگتے تھے..... آپ اس بات سے اونچائی کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں..... موسم شدید خراب

Marfat.com

تھا..... نیچے Base camp سے مجھے جواب ملا کہ ہم آپ کو ابھی سفر کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔اس موسم میں سفر کرنا High Risk ہے۔

میں نے انتظار کیا 20 اپریل کو سارا دن برف کے گالے گرتے رہے..... 21 کو موسم دوبارہ خراب ہو گیا Base camp سے اطلاع آئی کہ 23 کو پارٹی چلے گی۔ جو مجھے اوپر لینے آئے گی..... اب میں بیٹھا حساب لگا رہا تھا..... کہ انسان جتنا بھی تیز چل سکتا ہے چل پڑے اور لازمی Stay بھی مختلف Bases پر کرتا جائے۔تب بھی اسے کم از کم ایک ہفتہ ضرور چاہیے..... پتا نہیں بہن کی شادی پر پہنچ سکوں گا یا نہیں؟ ابھی تو میں ہیڈ کوارٹر سے ہی میلوں دور تھا..... پوسٹ در پوسٹ مرحلہ وار ہیڈ کوارٹر تک پہنچنا ہی ہفتے بھر کا سفر تھا..... پھر وہاں سے کردو۔سکردو سے اسلام آباد..... اور اسلام آباد سے لاہور پہنچنا تھا۔

23 تاریخ آ گئی.....موسم ابھی تک گھمبیر تھا.....سیاہ بادلوں سے برف کے ذرات ایسے تواتر سے گر رہے تھے جیسے آج ساری کائنات کو برف میں ڈھک کر دم لیں گے۔ میں شدید مضطرب تھا.....بہن کی شادی 27 تاریخ کو تھی اور ادھر میرے پاس صرف تین دن تھے جن میں مجھے ایک طویل ترین سفر کرنا تھا..... وہ بھی پیدل..... برف کے تودوں سے اپنی راہ بنانی تھی.....اور برف تازہ پڑی ہو تو وہ اور بھی خطرناک ہوتی ہے۔

انسان کا جسم اس برف میں دھنس جانے کا خطرہ ہوتا ہے..... 24 کی شام کو میں اپنی پوسٹ کی چھت پر چلا گیا اور آسمان کو دیکھتے ہوئے اونچی آواز سے یٰسین صورت کی قرأت کرنے لگا.....اس وقت ہر طرف سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے.....اور ایک اور طوفان کا پیش خیمہ نظر آ رہے تھے..... میں نے یٰسین صورت پڑھنے کے بعد وہیں بیٹھے بیٹھے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر کہا..... ''اللہ.....تو ہی کن فیکون کا مالک ہے۔

اے رب کریم یہ سب زمین آسمان تیرے ہیں۔ یہ طوفان یہ بارش یہ برف تیری ہے۔ تجھے میرے سب حالات کی خبر ہے.....میرا اس خاص موقعہ پر گھر پہنچنا ضروری

Marfat.com

ہے..... میری ماں میری بہن..... میری منتظر ہیں۔ اے رب کریم میرے لیے پہنچنا آسان کردے۔ سارے بگڑے کام تو ہی بناتا ہے۔"

میں دعا مانگنے کے بعد اندر Camp میں چلا گیا..... میرا دل غم سے بوجھل ہو رہا تھا۔ گھر والوں سے ملنے کی تڑپ نے مجھے بے چین کر دیا تھا..... تبھی میرا ایک جوان اندر کیمپ میں آیا..... اور آتے ہی اطلاع دی "سر موسم صاف ہو گیا ہے....." میں جھٹکے سے باہر نکلا..... آسمان کی نیلاہٹوں پہ دور دور تک کسی بادل کے ٹکڑے کا نام ونشان تک نہ تھا..... مجھے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں آیا..... لیکن..... معجزہ عظیم برپا ہو چکا تھا..... میں نے نیچے Base میں اطلاع دی۔ اور انہیں کہا کہ مجھے آج اتارنے کے لیے پارٹی بھجوا دیں۔ اس سے زیادہ صاف موسم سیاچن میں ہو ہی نہیں سکتا۔ نیچے سے آڈر آیا آپ Move کر کے نیچے آ جائیں۔ ہم پارٹی بھجوا رہے ہیں۔

واپسی کا سفر شروع ہوا۔ آدھے راستے تک میری پوسٹ کے جوان چھوڑنے اترے آدھے راستے میں دوسرے کیمپ کے جوان میرے ہمرکاب تھے ہر سو تازہ برف تھی..... پھسلن تھی۔ لیکن میں بے خوف وخطر نیچے Forwad camp میں صبح تک پہنچ گیا..... میں نے Sector comd کو اپنے پہنچنے کی اطلاع دی۔ جس پر اس نے کہا۔ آج 25 کا سورج طلوع ہو چکا ہے۔ 27 کو تمہاری بہن کی شادی ہے۔ یہاں سے تمہاری اپنی ہمت ہے جتنا چل سکتے ہو..... چلو..... میں نے فارورڈ کیمپ میں صرف چائے کا ایک کپ لیا اور پھر میں نے چلنا شروع کیا۔ میں رکے بغیر چلتا رہا..... صبح آٹھ بجے کے قریب میں Sector commander کے آفس پہنچ گیا۔ وہ مجھے دیکھ کر اتنا خوش اور حیران ہوئے کہ فوراً اٹھ کر مجھے گلے سے لگا لیا..... وہاں ناشتہ کیا۔ دو گھنٹے آرام کیا۔ اس کے بعد انہوں نے پوچھا۔ اب کیا ارادہ ہے۔ میں نے Request کی اور کہا..... "سر میں چل سکتا ہوں۔ مجھے نیچے جانے دیں۔ جس پر انہوں نے ایک پارٹی میرے ساتھ جانے کے لیے چلا دی۔ Sector سے نیچے آنے کا سفر چار دن کا تھا۔ جو

Marfat.com

میں نے ایک دن میں طے کرلیا۔ میری ٹانگیں جواب دے چکی تھیں۔ برفانی ڈریس..... بھاری بوٹ بوجھل کررہے تھے.....

چار بجے میں Camp 2 پہنچ گیا تھا۔ اور مغرب کے وقت Camp1 میں۔ وہاں مجھے گاڑی لینے پہنچی ہوئی تھی۔ گاڑی مجھے unit. H. Q. لے گئی۔ وہاں سارے لوگ مجھے دیکھ کر حیران ہورہے تھے۔ کھانا کھایا۔ نہایا۔ چار مہینے کی میل اتاری اس کے بعد انہوں نے بتایا کہ میری سیٹ جہاز میں بک ہے۔ رات کو تین بجے ہیڈ کوارٹر سے نکلا اور سکردو کے لیے روانہ ہوگئے۔ آٹھ بجے سکردو سے جہاز نے اڑان بھری اور ساڑھے گیارہ بجے میں اسلام آباد میں تھا۔ یہ 26 تاریخ تھی۔ اس روز میں گھر شام کو پانچ بجے پہنچ گیا۔ اگلے روز..... شادی کی تاریخ تھی..... سب کس قدر خوش تھے..... اور میں..... کس قدر خوش تھا..... جس نے طویل ترین سفر کا ریکارڈ قائم کر دیا تھا..... اور یہ طاقت توانائی..... اسی رب عظیم نے بخشی تھی۔ جس نے سیاہ بادلوں برستی برف کو اچانک دھوپ میں بدل دیا تھا..... میرے لیے راستوں کو آسان کر دیا تھا..... میں نے جب بھی اپنے رب کو پکارا ہے..... مشکل گھڑی میں..... جہاں کوئی اور آپ کا اپنا موجود نہیں ہوتا۔ صرف ایک اکیلا..... وہی..... خالق ارض وسما آپ کی مدد کو پہنچتا ہے وہی جو کن فیکون کا مالک ہے۔ جو کہتا ہے ''ہو جا'' اور وہ وہ کام ہو جاتا ہے۔ ایک بار اس دیکھنے اور سننے والے کو پکار کو تو دیکھئے.....

ارشاد ربانی ہے

﴿اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ﴾ (البقرہ ۱۰۷)

''(اے لوگو) کیا تمھیں اس بات کی خبر نہیں ہے کہ زمین و آسمان کی فرمانروائی صرف اللہ ہی کے لیے ہے اور (جان رکھو) اس کے سوا تمہاری خبر گیری کرنے اور تمہاری مدد کرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔''

Marfat.com

سمجھ آتی نہیں

سمجھ آتی نہیں۔عقل بھید پاتی نہیں
جذبے شوق فرواں میں گم ہیں
آنکھیں نہ جانے کب سے نم ہیں
الفاظ نوک زبان پہ آ کر تھم سے گئے ہیں
میں سر جھکائے سوچ رہی ہوں.....
میں اپنے رب سے وہ دعائیں کس طرح مانگوں
جو بارگاہ ایزدی میں قبول ہو جائیں
میں کیسی عبادت کروں؟
میں کس طرح ریافت کروں؟
کیسے الفاظ چنوں.....؟
کیسے پکاروں؟
کس طرح فریاد کروں؟
کیسے دُہائی دوں.....؟
کہ اس بے حد رحیم و کریم کو
میں بھی سنائی دوں.....

Allah Almighty can even pick sense out of a confused prayer.

Marfat.com

دست غیب

یہ واقعہ ملک کے مشہور لکھاری کرنل رفیق ایس ایم کی زندگی کا ایک اچھوتا باب ہے..... آپ کی کئی کہانیاں دوشیزہ سچی کہانیوں میں پذیرائی حاصل کر چکی ہیں۔ آیئے ان کے اپنے زبان و بیان میں یہ واقعہ سنتے ہیں۔

یہ 1948 کی بات ہے۔ ان دنوں میں نیا نیا سیکنڈ لیفٹیننٹ بھرتی ہوا تھا اور شومئی قسمت سے میری پہلی پوسٹنگ ڈھاکا ہوئی تھی۔ آہ ان دنوں ''بنگلہ دیش'' کا وجود بھی نہیں تھا..... ہم ایک تھے..... اور وہ ہمارا ہی ایک حصہ تھا..... جو مشرقی پاکستان کہلاتا تھا..... میری فطرت میں لاابالی پن تھا..... شوخی تھی..... اور شاید وہ عمر ہی ایسی تھی۔ شام کا سایہ اترتے ہی میں ڈھاکا کلب پہنچ جاتا..... جہاں بنگال کا حسن دیکھنے کو ملتا..... وہیں ان دنوں میری ملاقات مشرقی پاکستان کی ایک اہم سیاسی شخصیت کی بیوی سے ہوئی۔ ان کا انداز گفتگو اتنا مہذب اتنا شفقت بھرا تھا کہ میں نے انہیں بڑی بہن بنا لیا..... ان کے انداز شفقت میں واقعی مجھے اپنی بہن کا عکس نظر آتا تھا..... میرا خیال رکھنا۔ میری صحت کی فکر کرنا میری خوراک کے بارے میں فکر مند ہونا..... کوئی اچھی نایاب چیز ان کے گھر اگر آ جاتی یا پکتی تو مجھے پیغام بھجوا دیتیں..... ''بھاگ کر آ جاؤ..... میرے چھوٹے بھیا..... دیکھو آج نئی ڈش بنی ہے۔'' ان کے شوہر بے حد با اخلاق اور پرخلوص شخصیت تھے۔ اب لگتا ہے۔ ایسے لوگ اس دنیا میں نہیں رہے..... اگر کہیں ہوں بھی تو شاید لاکھوں میں کہیں کوئی ایک..... آپی کے بچے بھی مجھے ماموں کی طرح Treat کرتے۔ بنگالی معاشرے میں منہ بولے رشتوں کو بھی بہت اہمیت دی جاتی

Marfat.com

ہے.....وہ خاتون مجھے سگے بھائیوں کی طرح چاہتی تھیں۔ بچے مجھے ماموں ماموں کہہ کر میرے اردگرد گھیرا ڈال لیتے تھے..... وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا۔ مجھے پردیس میں واقعی ایسا لگتا یہ میرے سگے بہنوئی اور یہ میری بڑی آپا ہیں..... میں انہیں آپا ہی کہا کرتا تھا..... اور وہ مجھے چھوٹے بھیا کہہ کر مخاطب کرتیں۔ میرا شمار ان کے گھر کے افراد میں ہونے لگا تھا۔

1951 میں میری پوسٹنگ مغربی پاکستان ہوگئی۔ کچھ عرصہ تو آپا سے فون پر بات ہوتی رہی..... پھر وقت کے ساتھ ان کی یاد بھی دھندلانے لگی۔ اب عید بقرعید پر کارڈ کا تبادلہ ہو جاتا اور بس۔ 1964 میں مجھے دوبارہ مشرقی پاکستان بھیجا گیا.....اپنی پوسٹنگ کی خبر سن کر میں خوش ہوگیا کہ چلو ایک بار پھر پرانے شناساؤں سے ملاقات رہے گی..... اس وقت تک میری شادی ہو چکی تھی..... اور میں چار بچوں کا باپ بن چکا تھا۔ مگر مزاج میں ایسی تبدیلی نہیں آئی تھی کہ میں بالکل ہی ٹھس ہو کر رہ جاتا..... بنگال کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی اپنے شناساؤں کی تلاش شروع کر دی۔ سب سے پہلے آپا کو تلاش کیا۔ انہیں اپنے پہنچنے کی خبر دی.....اپنے بیوی بچوں سمیت ان سے ملنے پہنچا.....میری بیوی بھی ان سے مل کر بے حد خوش ہوئی۔ ہم ڈھاکا کنٹونمنٹ کے علاقہ ''کرس ٹولا'' میں رہتے تھے، اور آپا کی رہائش ڈھاکا شہر میں تھی۔ اس لئے تواتر سے ملاقاتیں ہونے لگیں۔

یہاں آئے ہمیں دو ڈھائی ماہ ہو چکے تھے کہ ماہ رمضان شروع ہو گیا۔ بیگم نے پیسوں کا تقاضا شروع کر دیا۔ انہیں بچوں کے اور اپنے عید کے نئے کپڑے بنانا تھے..... اور ادھر میرا یہ حال تھا کہ جیب میں تنخواہ کے سوا کوئی رقم موجود نہیں تھی۔ اگر کپڑوں کے لیے پیسے دیتا تو کھانے پینے اور دیگر اخراجات کا کیا بنتا۔ ہماری آرمی آفیسرز کی تنخواہیں بھی اتنی زیادہ نہیں تھیں..... میں نے بیگم کو سمجھایا۔ اللہ کی بندی تھوڑی سی عقل سے کام لو.....ایڈوانس ٹی اے وغیرہ گھر سیٹ کرنے میں اور تنخواہ کار لون (Car Loan) کی قسط ادا کرنے میں خرچ ہو چکی ہے..... میرے پاس فقط دو چار سو روپے پڑے ہوئے

Marfat.com

ہیں۔ اگر تم ان سے اپنا گزارہ کر سکتی ہو تو وہ میں تمہیں دے دیتا ہوں.....؟ یہ سنتے ہی وہ ہتھے سے اکھڑ گئی۔ اس کی ایک ہی ضد تھی کہ ''کہیں سے بھی ہو..... مجھے رقم چاہیے..... ہر بچہ نئے کپڑے پہنے..... اور میرے بچے عید کے دن وہی پرانے کپڑے پہن کر عید کی نماز پڑھنے جائیں..... لوگ کیا کہیں گے؟'' ایک فوجی افسر کے بچے! اور پرانے کپڑوں میں عید منائیں! نہیں۔ کبھی نہیں!..... ایسا ہو ہی نہیں سکتا.....''

میں نے خاصا سمجھایا کہ یہاں کون سا برادری ہے۔ جن کے گھروں میں آنا جانا ہے یا لوگ باتیں بنائیں گے..... پردیس ہے..... نماز پڑھنے کے بعد چپ کر کے عید کا ایک دن ہے خاموشی سے گذار لیتے ہیں..... لیکن میری بیگم کی ایک ہی رٹ تھی..... سال بعد عید آتی ہے..... اور اس کے لیے بھی تیاری نہ ہو تو وہ عید لگتی ہی نہیں.....'' میں ڈیوٹی کے بعد گھر جاتا۔ اس کا وہی تقاضا شروع ہو جاتا..... ''ایڈوانس لے لو..... کچھ کرو..... قرض لے لو.....'' ''لیکن عید کے لیے رقم مہیا کرو..... ورنہ یہ عید ہماری عید نہیں ہوگی..... ہمارے لیے شرمندگی کا باعث ہوگی۔ میں اپنے اردگرد کی خواتین سے نظریں نہیں ملا پاؤں گی..... اور یہ شرمندگی میرے اور بچوں کے چہروں پر ہوگی.....'' میں اپنی بیگم کا غم بھی سمجھ رہا تھا..... کیا کوئی باپ اپنے بچوں کو عید کے کپڑے بنوا کر دینے میں کنجوسی کا مظاہرہ کر سکتا ہے.....؟ لیکن یہاں سچوائشن یہ تھی کہ میرے پاس واقعی رقم نہیں تھی۔ نہ ہی میرے اکاؤنٹ میں کوئی رقم جمع تھی..... بیگم کا موڈ خراب تر ہو گیا تھا..... گھر کا ماحول شدید کھچاؤ کا شکار تھا۔

اور اسی بک بک جھک جھک میں ستائیسویں کی شب آ گئی۔ تراویح اور ختم قرآن کے بعد جب گھر لوٹا تو بیگم کا غصہ آسمان سے باتیں کر رہا تھا..... ظاہر ہے اب عید میں دن ہی کتنے رہ گئے تھے..... کپڑے لے کر سلوانے کا وقت بھی نکل گیا تھا..... اب تو جو کچھ لینا تھا..... ریڈی میڈ لینا تھا..... بیگم اس دن غصے سے بول رہی تھیں۔ اور میں مجرموں کی طرح سر جھکائے سن رہا تھا..... ''تم نے ہمیں پردیس لا کر خوار کیا ہے..... اگر

Marfat.com

تم بچے پال نہیں سکتے تھے۔ ان کی ضروریات پوری نہیں کر سکتے تھے تو پیدا کیوں کیے ہیں..... میں کچھ نہیں جانتی..... بس۔ کل مجھے ہر حال میں پیسے چاہئیں تا کہ میں بچوں کی چیزیں بنا لوں..... وہ کتنی آس امید سے روزانہ مجھ سے پوچھتے ہیں۔ ماما ہمارے نئے کپڑے کب بنیں گے؟ اب میں انہیں ٹالتے ٹالتے تھک گئی ہوں..... وہ اپنے دوستوں سے نظریں بھی نہیں ملا پا رہے..... ان کے دوست ان کو روزانہ بتا رہے ہیں کہ کسی کے نئے شوز آ رہے ہیں نیکرز آ رہی ہیں۔ کہیں نئی چوڑیاں آ رہی ہیں..... دو دو سیٹ کپڑوں کے بن رہے ہیں.....'' وہ رونے لگی تھی..... اس کے آنسو۔ میرے دل پر گر رہے تھے..... وہ بھی سچی تھی..... میں بھی..... اسے بھی اس معاشرے میں جینا تھا..... اور مجھے بھی.....'' بتاؤ۔ میں بچوں کو کیا جواب دوں..... ان کے سارے پرانے کپڑے دیکھے ہیں..... کوئی ایک بھی اس قابل نہیں کہ عید پر پہنایا جا سکے..... چلو میں اپنا کوئی پرانا سوٹ پہن لوں گی۔ مسئلہ تو بچوں کا ہے..... میں کیسے انہیں گھسے پٹے سوٹ پہنا کر عید کے روز کھڑا کر دوں..... ان کے دوست ان کے Parents ملنے آئیں گے۔ پھر عید کی تیاری کرنا..... بتاؤ؟ میں کیا کروں؟..... بولو؟..... بولو؟

میں اسے کوئی جواب نہیں دے سکا..... جائے نماز بچھائی اور نماز پڑھنا شروع ہو گیا..... نماز کے بعد سجدہ ریز ہو کر صدق دل سے دعا مانگی.....

''باری تعالیٰ..... میرے سب حالات ڈھکے چھپے تو جانتا ہے..... تو جانتا ہے اس لمحے میں مالی تنگی کا کس قدر شکار ہوں..... اے رب العالمین میری مشکل حل فرما..... میری مدد کر..... میری دعا کو شرف قبولیت عطا فرما..... دست غیب سے رزق کا بندوبست کر..... مجھے اس شدید مشکل سے نجات دلا..... تو سمیع و بصیر ہے تجھ سے بہتر جاننے والا..... اور سننے والا..... اور کوئی نہیں۔ پردیس میں تو جانتا ہے..... کوئی ایسا سہارا نہیں جس سے میں قرض ہی مانگ سکتا..... اے رب العالمین۔ میری مجبوری کو میری کم مائیگی نہ بنا..... مجھ پر اٹھنے والی انگلی اور ہنسنے والی آنکھ سے بچا لے..... اے رب کریم۔ میری

Marfat.com

حاجت روائی کر۔ میری مشکل کشائی کر"

دعا مانگتے مانگتے نجانے کب مجھے نیند آ گئی..... سحری کے وقت بیگم نے اٹھایا تو جیسے تیسے سحری کی اور بیگم کی بڑبڑاہٹ سنتے سنتے سو گیا..... صبح آفس آیا تو میں کافی سے زیادہ پریشان تھا..... میں نے میجر سے بات کی تو اس نے بتایا کہ "جب تک کارلون کلیر نہیں ہوگا آپ کو اور ڈرافٹ نہیں مل سکتا۔" میں شدید ٹینشن کا شکار تھا..... کسی کام میں دل نہیں لگ رہا تھا..... دس بجے کے قریب آپا کا فون بس اچانک ہی آ گیا "تم لوگ بہت دنوں سے نہیں آئے۔ آج شام افطار میرے ساتھ کرو۔ OK ..... شام کو ملاقات ہوگی....."

شام کو آپا کے ہاں گئے..... ہم بظاہر ہنس رہے تھے..... لیکن فکر نے ہمارے دلوں کو زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا..... افطار کیا۔ کھانا کھایا۔ اور جب چلنے لگے۔ تو آپا نے ایک عید کارڈ مجھے دیا۔ میں کھولنے لگا۔ تو وہ بولیں..... "یہاں مت کھولو۔ گھر جا کر کھولنا....."

گھر آ کر لفافہ کھولا تو اس میں عید کارڈ کے ساتھ دو ہزار روپے بھی تھے۔ 1964 میں یہ رقم بہت بڑی رقم تھی۔ بے ساختہ بول اٹھا..... "شکر الحمدللہ" پھر بیوی کی طرف رقم بڑھاتے ہوئے کہا..... "لو ناشکری اب شکرانے کے نفل ادا کرو..... اللہ تعالیٰ نے غیب سے مدد فرما دی ہے..... میں خود بھی شکرانے کے نفل ادا کرنے لگا..... اس دن مجھے احساس ہوا..... کہ دعائیں۔ رد نہیں ہوتیں مستجاب بھی ہوتی ہیں.....

ارشاد ہوتا ہے:

﴿يَسْئَلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ O فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ O﴾ (الرحمن ۲۹-۳۰)

"آسمانوں اور زمین پر بسنے والے جو بھی ہیں۔ سب اپنی حاجتیں اسی سے مانگ رہے ہیں (کیونکہ وہی حاجت روا ہے) ہر ان وہ نئی شان میں ہے۔ پس اے جن وانس۔ تم اپنے رب کی کن کن صفاتِ حمیدہ کو جھٹلاؤ گے۔"

Marfat.com

دل مضطرب

دل مضطرب کہاں سکون پاتے ہیں؟
روح کی بے چینی کو کہاں قرار ملتا ہے؟
نفس کو کہاں بالیدگی عطا ہوتی ہے؟
کہاں جذبے اور عقل ساتھ ساتھ چلتے ہیں؟
کہاں ہے وہ ٹھکانہ؟
کہاں ہے وہ اسلوب؟
سبھی سیاروں نے کہا

الا به ذکر اللّٰه تطمئن القلوب

Prayer does not fit us for the greater work,
prayer is the greater work itself.

Marfat.com

فریاد.....

یہ سچا واقعہ محمد فہیم صاحب کی طرف سے کراچی سے موصول ہوا۔ آپ لکھاری ہیں گو کم کم لکھتے ہیں۔ ''دوشیزہ'' اور ''سچی کہانیاں'' کے لکھاری آپ کے نام سے بخوبی واقف ہیں۔

حضرت علامہ اقبال کا شعر

آہ جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں مگر طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

اور میں اسی شعر کو اس انداز سے برتتا اور سوچتا ہوں.....

دعا جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
فریاد ہے افلاک تک پرواز مگر رکھتی ہے

میں اپنی دعا کے اتنی جلدی قبولیت پر اس طرح حیران ہو گیا تھا کہ آج جب میں یہ واقعہ اپنی یادداشت کے سہارے لکھ رہا ہوں تو خود بھی حیران ہوں..... یہ ان دنوں کی بات ہے جب کہ ملک پر وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو صاحب کا راج تھا۔ میں ان دنوں انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ میں بحیثیت کلرک ملازمت کرتا تھا۔ میں یہاں کا محنتی ورکر تھا۔ لیکن لگاتار میں دیکھ رہا تھا کہ سفارشی لوگوں کو ترقی مل رہی تھی اور میری طرح کے محنتی ورکر کھڈے لائین لگے ہوئے تھے۔ سوائے اللہ کے میرا کوئی سفارشی نہیں تھا..... اس لئے ترقی مجھ سے کوسوں دور تھی۔ مجھ سے کم قابلیت اور تعلیم رکھنے والے سینیارٹی میں مجھ سے

Marfat.com

کم ترقی پا کر مجھ سے آگے نکل چکے تھے۔ یہ باتیں میرے لیے سوہان روح تھیں۔ عدل کی کمیابی تھی لوگ سیاسی اثر رسوخ استعمال کر کے کہیں کہ کہیں جا پہنچے تھے۔ ہمارے ایک انکم ٹیکس آفیسر تھے (نام لکھ کر انہیں شرمندہ نہیں کرنا چاہتا) وہ بڑھ چڑھ کر باتیں بناتے ایک دن انہوں نے دفتر میں سب کے سامنے ایک ایسی غلطی پر جو مجھ سے سرزد نہیں ہوئی تھی بلاوجہ۔ مجھے ہی سخت سست کہنا شروع کر دیا..... صرف اس لئے کہ میرے آگے پیچھے کوئی بڑا سیاسی نام موجود نہیں تھا..... میری پشت پناہی پہ کوئی بڑا آفیسر موجود نہیں تھا۔ میں ان کی ڈانٹ پھٹکار سن کر لگاتار ایسی ہی درشتگی اور عتاب کا نشانہ بنتا رہا۔ اور ظاہر ہے دفتر میں سب کے سامنے میری ہتک مجھے بوکھلا دیتی..... میں سر جھکائے اندر ہی اندر کڑھتے ہوئے اپنا کام کیے جاتا..... اور اس دن تو حد ہی ہوگئی..... اس آفیسر نے مجھے بلاوجہ دفتر بلا کر اونچا اونچا بولنا شروع کر دیا۔ ''یہ کام ہے آپ کا؟ آپ کا دماغ کہاں ہوتا ہے؟ سارا دن کیا دفتر میں سونے آتے ہیں؟..... فہیم صاحب عقل سے کام لیں..... ورنہ میں یہ نہیں دیکھوں گا کہ آپ کتنے سال سے یہاں کام کر رہے ہیں۔ میں کھڑے کھڑے گھر بھیج دوں گا۔ تاکہ آپ کی عقل ٹھکانے آئے.....''

میں گھگھیا کر پوچھ رہا تھا ''سَر بتائیں؟ میرا قصور بتائیں؟'' لیکن وہ بغیر کچھ بتائے۔ صرف مجھے لتاڑ رہا تھا..... ''میں تمہیں ایک منٹ میں نکال دوں گا سمجھے.....'' میں ایک کمزور بندہ تھا..... وہ اپنا رعب جھاڑنے دفتر والوں پر اپنی زبان کی دھاک بٹھانے اور اپنے اردگرد بیٹھے مہمانوں کو اپنی طاقت کا رعب جمانے کے لیے مجھ پر اپنی زبان کے سارے تیروں سے حملہ آور تھا..... میں بے بس صرف یہ پوچھ رہا تھا ''سر۔ یس سر OK سر۔''

چند روز بعد اس نے اپنے کمرے میں بیٹھے مہمانوں کے سامنے مجھے پھر بلا قصور اتنا لتاڑا کہ میری عزت نفس پارہ پارہ ہوگئی تھی۔ میرا دل غم سے ڈوب گیا تھا..... میں اس لئے اس کی باتیں سننے پر مجبور تھا کہ وہ میرا آفیسر تھا۔ میری سالانہ ترقی تنخواہ

Marfat.com

انکریمنٹ۔ اور میری سالانہ رپورٹ جو A.C.R کہلاتی ہے۔ اس کے جنبش قلم کی محتاج تھی..... میں اپنے پیٹ کی خاطر اپنی عزت نفس کا خون ہوتا دیکھ رہا تھا..... ایک دن نہیں۔ روزانہ..... اس روز..... میری کنپٹیاں سلگ رہی تھیں..... ایک بلاوجہ کی پھٹکار..... شاید اس کی انا مجھے ذلیل کر کے تسکین پاتی تھی۔ میں اپنی سیٹ پر واپس آیا تو میرا دل غم سے بھرا ہوا تھا..... میں اس دن براہ راست اللہ سے مخاطب ہو گیا..... اور فریاد کرتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے دعا مانگی۔ ایسی دعا جو بے آواز تھی مگر میرا دکھی دل روتے ہوئے پکار رہا تھا۔ میں نے دعا مانگی ''اے اللہ! اگر تو واقعی اپنے بندوں کی فریاد سنتا ہے۔ تو میری فریاد سن میں شریف انسان ہوں۔ اس کے سامنے زبان درازی نہیں کر سکتا۔ ورنہ غصے میں پلٹ کر جواب مجھے بھی دینا آتا ہے..... میں بے قصور ہوں..... اور یہ شخص مجھے روزانہ صرف ستانے اور جلانے کے لیے خواہ مخواہ بھٹکارنا شروع کر دیتا ہے۔ کبھی بے حد معمولی بات پہ اور کبھی ایسے بے معنی اور بلاوجہ ہی۔ اگر تو سمجھتا ہے کہ میں حق پر ہوں تو اس شخص کو اس کے ظلم زیادتی پر سزا دے..... اور جلد ہی اسے ایسی سزا دے کہ اس شخص کو احساس ہو کہ بلاوجہ کسی بے گناہ کے ساتھ زیادتی کرنا زبان کے تیروں سے چھلنی کرتے رہنا اور عزت نفس کو پامال کرتے رہنا زیادتی ہے..... اے اللہ پاک اس شخص کو اس کے ظلم پر ایسی سزا دے کہ اسے معلوم ہو کہ کسی کی عزت تار تار کرنا ظلم ہے..... اور تو مظلوم کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب وہ حق پر ہو.....''

شاید وہ قبولیت کی گھڑی تھی..... یا میری پکار میں وہ درد تھا کہ میری آہ آسمان پر جا پہنچی تھی..... دوسرے روز اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ بدعنوان سرکاری اہلکاروں کے خلاف تحقیقات کی جا رہی ہیں اور ایسے لوگوں کو ملازمت سے نکال دیا جائے گا۔ بمشکل ایک ماہ ہی کا عرصہ گزرا ہوگا کہ ریڈیو پاکستان سے اعلان ہوا کہ 1300 سرکاری ملازمین کے ناموں کا اعلان کیا جا رہا ہے جن کے خلاف تحقیقات سے ثابت ہو گیا ہے کہ وہ بدعنوان ہیں۔ وہ آج سے ملازمت سے فارغ سمجھے جائیں گے۔

Marfat.com

میں ریڈیو پہ یہ سب اعلانات سن رہا تھا۔ جب مالیات کے محکمے کا اعلان ہوا کہ ایک اسسٹنٹ کمشنر انکم ٹیکس کے نام کے فوراً بعد اس شخص کا نام پکارا گیا۔ میں..... حیران رہ گیا..... جب ہم دفتر پہنچے تو وہ شخص اپنے دفتر کے باہر کھڑا لوگوں کو اپنی بے گناہی کا یقین دلا رہا تھا..... کبھی غصے سے مٹھیاں بھینچتا..... کبھی اپنی ندامت مٹانے کے لیے کہتا..... یہ میرا نام غلطی سے نشر ہو گیا ہے میرا دامن بالکل صاف ہے۔ دیکھ لینا جلد ہی اس کی تردید نشر ہو جائے گی اور میں دیکھ لوں گا کس نے میرے ساتھ دشمنی کی ہے.....''

لیکن اوپر سے آرڈر آ گیا تھا..... وہ اپنے دفتر میں جس میں فرعون بنا بیٹھتا تھا۔ اسے داخل ہونے سے فی الفور روک دیا گیا تھا..... وہی لوگ جو کل تک اس کے ماتحت ملازم تھے۔ آج اس سے نظریں پھیر گئے تھے۔ وہ باہر کمپاؤنڈ میں چلا گیا اور وہاں وہ ایک ایک بندے کو روک روک کر اپنی صفائی پیش کرنے لگا..... ''میں یہ معاملہ کورٹ میں لے جاؤں گا۔ میں دیکھوں گا! میں اچھی طرح دیکھ لوں گا! میرے ساتھ دشمنی کی ہے'' ایسے ہی کتنی باتیں کرتا۔ لیکن رک کر اس کی گفتگو کوئی بھی سننے کو تیار نہیں ہوتا تھا..... وہی دفتر تھا اور انقلاب زمانہ کہ اب وہ وہاں بیٹھ نہیں سکتا تھا..... اس کا سارا نمرودی غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا..... وہی دفتر کے لوگ اس پر ہنسنے لگے تھے جو اس کی ایک دہاڑ سے کبھی کانپا کرتے تھے..... رسوائی کا داغ لیے وہ شخص بھٹکتا پھرا.....

بے شک..... میرے اللہ تعالیٰ کا فرمان بجا ہے وہ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ کہہ دو۔ میرا اللہ بہت قریب ہے۔ پکارنے والوں کی فریاد سنتا ہے..... اس دن میرا ایمان اس بات پر پختہ ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی فریاد سنتا ہے اور صدق دل سے مانگی گئی دعاؤں کو ضرور پورا کرتا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے

﴿ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِعَزِیْزٍ ذِی انْتِقَامٍ ﴾ (الزمر ۳۷)

''کیا اللہ زبردست اور انتقام لینے والا نہیں ہے۔''

Marfat.com

مہربان

اے شاہ لولاک
اپنی التجاؤں میں
غمگین صداؤں میں
میں نے جب جب تجھے پکارا
تو نے میری دعائیں سنی ہیں
میرے آنسو اپنی رحمت کے رومال سے پونچھے ہیں
یقیناً تیری رحمت وہاں بھی رہی ہے
جہاں میری دعائیں اذنِ باریابی نہ پا سکیں
تیری حکمت میرے فہم سے بالاتر ہے.....
تو تو پکارے گئے ہر لفظ کا قدردان ہے.....
بس تو ہی تو مہربان ہے

When prayers go up, blessings come down.

Marfat.com

توبہ.....صرف توبہ

یہ واقعہ 1947 سے پہلے کا ہے۔ میری پیاری امی جان ممتاز اختر صاحبہ کے ننھیالی گاؤں میں واقع وقوع پذیر ہوا۔ یہ ایک ایسا واقعہ تھا جس نے لوگوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔

کچھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہر چیز سے نوازتا ہے۔ اور نوازتا ہی چلا جاتا ہے۔ جس طرح کچھ لوگون کو اللہ تعالیٰ غریبی بے کسی بے چارگی میں آزماتا ہے۔ اس طرح کچھ لوگوں کو دولت۔ اقتدار اور دنیا کی نعمتیں دے کر بھی آزماتا ہے..... کہیں وہ صبر آزماتا ہے۔ کہیں وہ شکر..... اور دولت یقیناً ایک آزمائش ہے۔ اگر دولت گمراہی کے دروازے کھولتی ہے.....انسان کو اللہ سے غافل کرتی ہے اس کو رعونت تکبر میں مبتلا کرتی ہے۔

حالانکہ یہی دولت اگر اچھے انسان کے پاس ہو تو فضل کریم بن جاتی ہے۔ ایسا انسان غریبوں اور دکھی دلوں کا سہارا بن جاتا ہے..... کتنے گھرانے اس گھر سے فیض یاب ہوتے ہیں..... کتنے سکول ان کی بخشی ہوئی گرانٹ سے چلتے ہیں۔ کتنے شفا خانے وہ کھول دیتے ہیں..... دولت اپنے ہوس کا پیٹ بھرنے کے لیے سنبھال کر نہیں رکھتے..... وہ مصلح قوم بن کر اٹھتے ہیں۔ بڑے بڑے ریفارمرز..... کے نام رہتی دنیا تک زندہ رہتے ہیں.....آنے والی نسلیں انہیں یاد رکھتی ہیں.....

لیکن..... وہ عورت جس کا نام میں دانستہ نہیں لکھ رہی..... اسے اللہ تعالیٰ نے ہر آسائش دے رکھی تھی۔ اس کے کئی مربعے اراضی۔ کھیت کھلیان مال مویشی کے علاوہ بہترین سسرال۔ بہترین پڑھا لکھا خوبصورت شوہر اور دو پیارے پیارے بیٹے ایک نعمت عظیم کے طور پر اس کے آنگن میں کھیل رہے تھے۔ اس کے باغات پھلوں سے لدے

Marfat.com

ہوئے تھے اس کے کھیت کھلیان ہرے بھرے تھے۔ اپنا ٹیوب ویل تھا۔ مزارع تھے، گھر میں دس بھینسوں کا دودھ تھا۔ کچھ دکان پر دیا جاتا، کچھ گھر میں استعمال ہوتا۔ رزق ہی رزق تھا۔ اس کا شوہر تین بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا۔ ساس اور سسر تھے۔ جو بہت اللہ لوک قسم کے انسان تھے۔ ان کی اولادیں یکے بعد دیگرے ہو کر انتقال کرتی رہیں۔ اسی وجہ سے ان کے دل نرم اور مزاج میں خوف خدا اتنا زیادہ تھا کہ کبھی کسی سے اونچی آواز میں بات نہ کرتے تھے۔ تینوں بیٹیاں شادی شدہ تھیں۔ اور اپنے اپنے گھروں میں خوش اور اپنے بچوں میں مگن تھیں۔ وہ تینوں اس کے شوہر سے بڑی تھیں۔ اکلوتی بہو کی حیثیت سے حویلی میں اس کی بہت عزت واحترام تھا۔ پھر اللہ نے اسے دو بیٹوں سے نوازا تھا جو اس وسیع وعریض جائداد کے وارث تھے۔ ساس کبھی اپنی بہو کو کسی کام پر تنگ نہ کرتی..... نہ اس کی مرضی کے خلاف کچھ ہونے دیتی..... لیکن وہ عورت اپنی تنک مزاجی۔ اور رعونت کا اکثر وپیشتر مظاہرہ کرتی رہتی۔ لیکن ساس پردہ پوشی کرتی رہتی..... وہ کام والی عورتوں بچیوں کو چھوٹی سی غفلت پر اپنے پیر سے کھسہ اتار کر دے مارتی۔ یا ڈنڈے سے دھنائی کر ڈالتی۔ اگر اس کی ٹانگیں دباتے دباتے کسی بچی کو اونگھ بھی آ جاتی تو وہ کھینچ کر وہی ٹانگ دے مارتی..... وہ لڑکی چارپائی سے الٹ کر گر جاتی.....

اس کے دونوں بیٹے اس وقت تک کالجوں میں پہنچ چکے تھے۔ اس دوران ساس سسر سال کے وقفے سے اللہ کو پیارے ہو گئے..... اب گھر کی مکمل حکمرانی اس کے ہاتھ میں تھی..... اتنی دنوں اس کا بڑا بیٹا ایک دن ایک ایرانی بلی شہر سے خرید لایا..... مخملیں بالوں والی..... اور بہت ستھری خوبصورت اداؤں والی بلی نے اپنی شرارتوں اور ذہانت سے آتے ہی سب کے دل جیت لیے گھر میں ایک بچے، کی طرح اس کی آؤ بھگت شروع ہو گئی تھی..... ایک تو ایسی بلی کسی نے دیکھی نہ تھی..... اور پھر ایسی خوبصورت کہ بے ساختہ پیار آ جائے..... اس کا بڑا بیٹا خود اس کے بالوں میں کنگھی کرتا..... اسے نوکروں کے ساتھ مل کر نہلاتا۔ اس کی خوراک کی خبر گیری کرتا..... بلی ''جس کا نام ''مانو'' تھا وہ بھی

Marfat.com

اس کے اردگرد لیلیٰ بنی پھرتی۔ گودی میں چڑھ کر بیٹھی رہتی..... اس کے ساتھ سیر پہ جاتی۔ وہ کھیلتا تو آرام سے اس کا کھیل دیکھتی رہتی..... بیٹا ہاسٹل واپس تو چلا گیا لیکن وہ ''بلی'' کی خیریت معلوم کرنے کے لیے بے چین رہتا..... ان دنوں خط ہی ذریعہ معلومات تھے۔ بیٹا ہر خط میں فرداً فرداً جہاں سب کی خیریت پوچھتا۔ وہیں اس ''بلی'' کا ذکر ضرور ہوتا..... ''مانو'' نامی بلی بھی بیٹے کے گھر سے جانے کی اداسی محسوس کرتے ہوئے میاؤں میاؤں کرتی اسے ڈھونڈا کرتی..... کیا آئی تھی۔ گھر میں ایک مزے دار رونق کا اضافہ ہو گیا تھا ں نوکر چاکر بلی کی حفاظت کرتے ہوئے اس کی خوبصورت ادائیں دیکھ دیکھ کر اسی کا ذکر کرتے اور خوش ہوتے رہتے..... شوہر بھی گھر آتا تو پہلے مانو کا پوچھتا۔ وہ بھی میاؤں میاؤں کرتی اس کی ٹانگوں سے جسم رگڑنے لگتی..... یہ سب کچھ اس جاگیردارنی کو اچھا نہیں لگ رہا تھا..... جوں جوں گھر والے اس کے لاڈ اٹھاتے۔ یہ توں توں اس سے چڑنے لگتی.....

''پتا نہیں یہ منحوس کہاں سے اٹھا لایا ہے میرا پتر؟ پوری ریچھ کی ریچھ..... کتنی خوراک کھا جاتی ہے۔ مرن جوگی.....'' وہ غصے سے بڑبڑاتی رہتی..... لیکن وہ شاید سب کی آنکھوں کا تارا تھی۔ اس کے خلاف کوئی بات سننے کو تیار نہیں تھا..... اس کے لیے آرام دہ بستر تیار کیا گیا تھا..... اچھی پلیٹیں تھیں۔ جنہیں نوکر روزانہ دھوتے تھے..... اس روز بھی شوہر باہر سے آیا تو اس کے ہاتھ میں بڑے بیٹے کی چٹھی تھی۔ چودھری نے خط پڑھ کر سنانا شروع کیا تو وہ شوق سے سننے بیٹھ گئی..... اس کا بیٹا..... ماں سے کتنا اداس ہو گا۔ وہ مجھے ضرور یاد کرتا ہوگا..... اسے گھر یاد آتا ہوگا..... لیکن جب چودھری نے خط پڑھا تو اسے بلی سے مزید نفرت ہو گئی..... کیونکہ اس کے بیٹے نے خط میں ماں کی خیریت پوچھنے کے بعد ''بلی'' کے بارے میں تاکید لکھی تھی.....

''اماں..... بلی کو یاد سے روزانہ ناشتے میں ابلا ہوا انڈہ دینا ہے..... اسے قیمہ ابلا ہوا دینا ہے..... چھیچھڑے نہیں ڈالنے، اسے دودھ وقت پر دینا ہے..... پھر وہ بسکٹ جو وہ

Marfat.com

لایا تھا بلی کو روزانہ شام کو کھلانے ہیں۔ تا کہ اس کی صحت اور بال خراب نہ ہوں.....

''ھنہ منحوس بلی کا ہی ذکر ہے۔ سارے خط میں'' میری اور باپ کی خیریت تو ویسے ہی پوچھی ہے غیروں کی طرح..... وہ منہ پھلا کر اٹھی گئی۔ چودھری اس بات پر ہنس دیا تھا.....

لیکن اس عورت نے نفرت اور عداوت اس بے زبان کے ساتھ ایسے باندھ لی۔ جیسے وہ اس کی خوشیاں لوٹنے آئی ہو..... جتنا۔ جتنا باپ اور بیٹے اس کی صحت کا خیال رکھتے لاڈ کرتے یہ اتنا ہی چڑتی اور دل میں نفرت کے ابال کو دبائے بیٹھی رہتی.....

میں اس کے لیے انڈہ ابالوں؟ اس کے لیے قیمہ ابالوں؟ اسے چوریاں بنا کر کھلاؤں۔ میرے پاس کوئی وقت نہیں کہ اس کمینی کا نخرہ اٹھاتی پھروں۔

وہ دل کی پہلے بھی سخی نہیں تھی..... وہ یہ سمجھ نہ سکی کہ وہ ایرانی بلی عام بلی نہیں تھی۔ اس کی خوراک اس کی صحت کے لیے ضروری تھی..... نہ اس نے انڈہ ابالا..... نہ قیمہ..... ہاں کبھی کبھار دکھاوے کے لیے انڈا بھی ابال لیتی۔ جب اسے پتا چلتا کہ بیٹا شہر سے آنے والا ہے۔ شوہر اپنی ذمہ داریوں میں مگن تھا۔ اور نوکر وہی کام کرتے تھے جس کا حکم ان کی مالکن دیتی تھی۔ بلی پہلے سے کمزور ہونے لگی اور اس کے بال جسم سے اترنے لگے تھے..... اسے بلی سے مزید نفرت محسوس ہونے لگی تھی..... وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ بلی کم خوراکی کی وجہ سے دن بدن کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ حالانکہ ان کے گھر میں اللہ کی ہر نعمت تھی..... لیکن وہ جان بوجھ کر اس کی خوراک میں ڈنڈی مار جاتی..... نوکر بھی ایک دوسرے پہ کام ڈالنے کی وجہ سے جان ہی نہ سکے کہ بلی دن بدن کمزور کیوں ہوتی جا رہی ہے.....؟ جب شوہر بلی کو پچکارتا۔ اپنے ہاتھ سے چھوٹی چھوٹی بوٹیاں روٹی کے ساتھ لگا کر اس کے سامنے پھینکتا تو وہ لپک کر بھوکوں کی طرح کھانے لگتی..... تب وہ کہتی.....

''مرن جوگی چوہے نہیں پکڑتی بس آپ کے ہاتھ سے کھانا کھا لیتی ہے..... میم کی بچی۔''

Marfat.com

''تم اس کا خیال رکھ رہی ہو نا؟ اس بار بیٹا آئے گا تو اسے ڈنگر ڈاکٹر کو دکھائیں گے..... تا کہ پتا چل سکے اس کے بال کیوں جھڑ رہے ہیں؟ یہ پہلے کی طرح چاق و چوبند اور صحت مند کیوں نہیں رہی.....؟''

اس نے بلی سے ایسی خار رکھ لی جو کم ہی انسان اس پیارے جانور سے رکھتے ہیں، شاید..... قدرت اس کا امتحان لے رہی تھی..... ابھی تو ایک بلی سے اپنے بیٹے کی محبت اس سے برداشت نہیں ہو پا رہی تھی..... پتا نہیں آگے چل کر کیا بننے والا تھا..... وہ چلتے پھرتے بلی کا کان زور سے مروڑ جاتی..... کبھی سوئی ہوئی بلی کے پیٹ میں زور سے لات مار کر اسے نیچے گرا دیتی..... بلی بڑبڑا کر چیاؤں چیاؤں کرتی اٹھتی اور بستر کے نیچے دبک کر بیٹھی رہتی.....

وہ بلی کو کھلاتے ہوئے ڈنڈی مار رہی تھی وہ تو اپنے نوکروں کو کھانا دیتے ہوئے ڈنڈی مارا کرتی تھی..... کبھی سالن کسی دن تھوڑا ڈال دیا۔ کسی دن چپاتی دو کی بجائے ایک کر دی..... حالانکہ ان دنوں نوکر زیادہ تر روٹی کپڑے پر ہی ملتے تھے..... وہ دل کی تنگی کا شکار تھی..... وہ اپنی اترن تک کبھی ان غریبوں کو نہ دیتی..... وہ کپڑوں کے گٹھر بنا کر پچھلی کوٹھری میں رکھی پیٹی میں پھینکتی جاتی..... اسے اس بات سے غرض نہیں تھی کہ کپڑا پڑے پڑے بوسیدہ ہو جائے گا۔ یا اسے ''کیڑا'' کھا جائے گا۔ بس وہ اپنی اترن بھی کسی اور کے بدن پر برداشت نہیں کر سکتی تھی..... ساس سسر زندہ تھے تو گھر میں اناج سے زکوٰۃ نکالا کرتے۔ غریبوں ہاریوں مسجد کے امام صاحب کا حصہ ہوتا لیکن اس نے آہستہ آہستہ ان سب سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا..... اس کے سر کے سائیں کو علم ہی نہ ہو سکا..... وہ زمینوں اور پانی کے..... کے جھگڑوں میں الجھا ہوا تھا۔ اسے کتنی بار ضلع کچہری کے چکر لگانے پڑتے تھے..... ان کے پانی کی باری میں ایک دوسرا زمیندار ہمیشہ ڈنڈی مار جاتا تھا..... گھر کی مکمل اجارہ داری اس کے ہاتھ میں تھی۔ اور وہ اپنے سامنے کسی کو کچھ دینے کے لیے تیار ہی نہ تھی۔ اتفاق سے اس دن انہیں چند روز کے لیے اپنی نند کے بیٹے کی شادی

Marfat.com

کے لیے دوسرے گاؤں جانا پڑا..... اس کے سازشی دماغ نے اسے مشورہ دیا کہ یہ بہترین وقت ہے کہ اس ''بلی'' سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جان چھڑالی جائے۔اس کا شوہر خود دروازے کنڈیاں چیک کر رہا تھا۔ اسی لمحے اس عورت نے چپکے سے مانو بلی کو پچکارا.... بسکٹ دکھاتے ہوئے مانو بلی کو پچھلی کوٹھڑی کی طرف بلایا۔ مانو بلی جونہی اندر گئی اس نے جھٹ سے دروازہ بند کر دیا۔شوہر ہر کمرے کو چیک کرتا کنڈیاں لگاتا آیا۔تو اس نے بند کمرے کو دوبارہ چیک کرنا ضروری نہ سمجھا۔ بیٹے ایک رات قبل ہی شہر سے لوٹے تھیں اب شادی کی خوشی میں شاداں وفرحاں تیار ہو کر گھر کے اپنے ٹانگے میں سوار ہو چکے تھے۔ دوسرے ٹانگے میں ان کے بیگ رکھے گئے تھے..... شوہر نے فکر مندی سے اس عورت سے پوچھا ''مانو' کہیں نظر نہیں آ رہی..... ''اس عورت نے تنک کر جواب دیا.....

''بلی ہے جانور..... کسی درخت پر سوئی پڑی ہوگی..... آپ فکر کیوں کرتے ہیں۔''
ابھی نیچے اتر آئے گی مہارانی..... نوکر خیال رکھ لیں گے اس کا.....''

چودھری (شوہر) نوکر کو گھر کی حفاظت اور بلی کی خصوصاً خوراک کے بارے میں نصیحتیں کرنے کے بعد روانہ ہو گئے..... اپنے بچوں اور شوہر کو بتانے کی خاطر وہ جتنا جھوٹ بول سکتی تھی۔ وہ بول رہی تھی۔نوکرانی کو خصوصی تاکید کرنے لگی۔

''دیکھو جبراں ہماری مانو سب کی پیاری ہے۔ دودھ پیالی میں روزانہ تازہ دینا۔''
نوکرانی سر ہلاتی رہی۔ یوں وہ لوگ اپنے ٹانگے پر دوسرے گاؤں روانہ ہو گئے۔ دوسرے ٹانگے پہ ان کا سامان رکھا تھا..... وہاں انہیں دو ہفتے سے زیادہ لگ گئے..... واپس آئے تو ٹانگے سے اترتے ہی بچوں نے مانو کو زور زور سے آوازیں دیں..... وہ اپنی مانو سے شدید اداس ہو رہے تھے..... ان کا خیال تھا ابھی وہ آ کر ان کی ٹانگوں سے لپٹ جائے گی۔ اور گود میں آتے ہی خرخر کرنے لگے گی۔لیکن وہاں گھر میں ایک پراسرار سا سناٹا طاری تھا.....نوکر خاموش کھڑے تھے کوئی ان ہونی شاید ہو چکی تھی..... جسے وہ زبان پر

Marfat.com

لاتے ہوئے بھی ڈر رہے تھے۔ چودھری نے نوکر کو چابیاں دیں۔ تالے وغیرہ کھولے گئے پورے گھر میں نامانوس سی بو پھیلی ہوئی تھی.....

''دیکھو یہ کیسی مردار کی بو لگتی ہے..... میں ڈیوڑھی میں بیٹھتا ہوں..... کوئی چوہا مر گیا ہے شاید.....''

دونوں بیٹے اور چودھری ڈیوڑھی میں چلے گئے..... تا کہ چودھرائن نوکروں سے کمروں کی صفائی اچھی طرح کروا لے..... چودھرائن نے نوکرانی کے ہمراہ 'پسار'' کا دروازہ کھولا۔ سامنے وہ خوبصورت بالوں اور چمکدار آنکھوں والی بلی اپنے پنجوں پر سر رکھے رکھے بیٹھے بیٹھے ایسے مر گئی تھی جیسے کھلونا پڑا ہوں موت سے جنگ کرتے ہوئے وہ کتنا تڑپی تھی، اس کی نشانی دیوار پر لگے اس کے کھرونچوں کی شدت سے نمایاں تھی۔ بلی کو مرے ہوئے غالباً چار یا پانچ دن ہو چکے تھے۔ اس کے بالوں میں کیڑے مکوڑے رینگنا شروع ہو گئے تھے اس کا شوہر اور بیٹے اس حادثے کی سنگینی سے آگاہ ہوئے تو بیٹوں نے باقاعدہ رونا شروع کر دیا..... اس کا شوہر بھی کم افسردہ نہیں تھا۔ وہ تڑپ کر بولا.....

''میں جب بار بار کہہ رہا تھا اور پوچھ رہا تھا کہ پہلے بلی کو دیکھو..... کدھر ہے؟ مجھے بتاؤ؟..... میں نے ایک ایک کمرہ خود دیکھا تھا۔ اس پسار میں وہ آج تک کبھی گئی نہیں تھی..... تو پھر اس دن کیسے چلی گئی..... اور اس پسار کی کنڈی کس نے لگائی تھی؟''

ایک چھوٹی کام کرنے ولای لڑکی جس کی عمر بمشکل آٹھ یا نو سال ہو گی اچانک بولی..... ''آپا جی نے لگائی تھی..... میں اس وقت یہاں سامنے ڈولی میں برتن رکھ رہی تھی'' آپا جی (چودھرائن) نے خود بلی کو اندر بلایا اور پھر کنڈی لگا دی'' میں نے سمجھا بلی کو اندر ہی بند کر کے جانا ہے کہیں کوئی پکڑ کر نہ لے جائے۔ میں نے سمجھا۔ بلی کی خوراک پانی اندر ہی ہے۔''

وہ کانپ کانپ کر بات کر رہی تھی..... اپنی معصومیت سادگی میں وہ سارا بھانڈا پھوڑ

Marfat.com

رہی تھی۔

چودھرائن کی حالت ایسے تھی جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں..... اسے امید نہیں تھی اس کے جرم کی عینی شاہد اس کے گھر میں ہی چھوٹی نوکرانی ہو گی.....

بیٹے اور شوہر کی آنکھوں میں آج اس کے لیے کوئی ہمدردی نہیں تھی..... شوہر کی آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں.....

''تم نے..... تم نے ایسا کیا؟..... کیوں کیا.....؟ بولو..... ایک بے زبان کی جان لے کر تمہیں کیا ملا..... کیوں مارا ہے تم نے اسے بھوکا پیاسا؟'' ''لے مجھے کیا پتا تھا اندر بلی ہے..... میں نے تو بے دھیانی میں کنڈی لگا دی تھی۔ اس چھوری (لڑکی) کی باتوں پر نہ جاؤ۔ اگر یہ اتنی سیانی تھی تو اسے اس وقت آپ کو بتانا چاہیے تھا..... مانو بلی کدھر ہے؟..... اس وقت یہ کیوں کیوں نہیں بولی.....؟''

وہ لڑکی منمنائی ''آپا جی میں اس وقت باہر ''مجوں'' کو نہلانے چلی گئی تھی..... مجھے خیال ہی نہیں رہا.....''

''تو بڑی چالاک بن رہی ہے..... اپنی بے بے کو ہی بتا دیتی..... ہم جلدی آ جاتے''

''میرے دماغ میں یہ بات نہیں رہی جی.....''

چودھری سر پکڑ کر بیٹھ گیا..... بچے بازوؤں میں سر دیئے رونے لگے تھے:

''لے پیو پتر دیکھو..... رو ایسے رہے ہیں جیسے ان کی مجیں (بھینسیں) مر گئی ہوں.....''

اللہ تعالیٰ کو اس عورت کی اس حرکت پر شاید اتنا غضب اور غصہ تھا کہ چند ماہ نہیں گزرے کہ ایک ایک کر کے اس کی بھینسیں مرنا شروع ہو گئیں۔ چودھری نے بہتر اعلاج کروایا۔ دوڑ دھوپ کی اور دیکھتے ہی دیکھتے چند ماہ میں ان کا طویلا خالی ہو گیا۔ لوگ اردگرد گاؤں والے بھی چودھری چودھرائن سے ان کی پندرہ بھینسوں کی موت کا افسوس

Marfat.com

کرنے آئے..... وہ ان عورتوں کو جو اس کے پاس آئی بیٹھی تھیں انہیں ٹوٹ کر پڑ گئی..... ''وے دفع ہو جاؤ۔ منحوس شکلیں لے کر آ گئی ہیں۔ افسوس کرنے فیر کی ہو گیا۔ مجاں مریاں نے ہماری گائیاں زندہ ہیں۔ ہمیں کوئی فکر نہیں۔ اور آ جائیں گی مجیں.....'' عورتیں اپنا سا منہ لے کر رہ گئیں۔ لیکن..... شاید وہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش سے گزر رہی تھی..... اللہ تعالیٰ نے اس مغرور عورت کے لیے عذاب کا فیصلہ لکھ دیا تھا۔

چند ماہ گزرے۔ پتا چلا اس کی گائیاں بھی ایک ایک کر کے کسی بیماری کا نشانہ بنتے مرنے لگی ہیں..... اس کا شوہر دیکھ رہا تھا..... اور محسوس کر رہا تھا..... اس کی بیوی کسی بھی لمحے اللہ کے خوف سے ڈرتی نہیں۔ نہ اس کی زبان ڈرتی ہے..... جو اس کے منہ میں آتا ہیں بولتی ہے اور وہ عین مین اسی طرح ہو جاتا ہے..... وہ گائیوں کی موت پہ جب دل گرفتہ اور افسردہ سا اندر آیا تو بیوی کی حیثیت سے دلاسہ دینے کے بجائے وہ پھر زہر اگلتے ہوئے بولی۔

''لے چودھری..... تو نے تو چودھری ہونے کا نام ہی ڈبو دیا..... اب گائیاں مر گئی ہیں تو کیا ہوا؟ کون سا ہمارے گھوڑے مر گئے ہیں۔ ہمارے گھوڑے ہی لاکھوں کے ہیں..... ہمیں کسی طرح کا غم فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں..... غم کریں ہمارے دشمن..... جلیں ہمارے دشمن.....''

شاید وہ وقت جو اس عورت کا توبہ کرنے کا تھا وہ اس وقت فرعون کے لشکر میں شامل ہونے جا رہی تھی..... ایسا لشکر..... جو پانی کے ایک ریلے میں بہہ گیا تھا..... اور جب۔ گھوڑے بھی ایک ایک کر کے مرنے لگے۔ تو چودھری ٹھٹکا..... کانپا اور اللہ کے حضور عاجزی سے جھک گیا۔ اور اس نے آ کر اپنی بیوی سے بھی کہا ''چودھرائن تو بھی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ۔ توبہ استغفار پڑھ۔ کوئی بہت بڑی آزمائش ہے جس کا ہم شکار ہو گئے ہیں..... آج ہم دونوں جائے نماز پہ بیٹھ کر گڑگڑا کر اللہ کے حضور اس کی رحمت طلب کریں گے اور معافی اور توبہ استغفار پڑھیں گے..... اللہ ہمیں معافی دے

Marfat.com

دے.....ہم سے اگر کوئی غلطی ہوگئی ہے یا گستاخ سرزد ہوگئی تو ہم برملا کہتے ہیں

لا الہ الا انت سبحانك انی کنت من الظلمین.....

چودھرائن یہ سنتے ہتھے سے اکھڑ گئی۔

''لے میں نے کون سا گناہ کیا ہے۔جس کی میں معافی مانگو۔ یہ مال مویشی مرتے رہتے ہیں اور آ جاتے ہیں۔ دنیا سے ابھی مال ڈنگر ختم تو نہیں ہو گیا۔ ہماری زمینیں ختم تو نہیں ہو گئیں تو ختم تو نہیں ہو گیا۔''

''چپ کر جا چپ کر جا..... مالک ناراض ہو گیا تو یہ حویلی رہے گی نہ زمین صرف.....توبہ کر.....استغفار کر.....وہ بڑا رحم کرنے والا ہے''بخشنے والا ہے.....''

''تو بخشو لے۔ میری خیر ہے..... بڑی زمینیں ہیں میری'' وہ نخوت سے پیر پٹختی وہاں سے چلی گئی..... اللہ کی پکڑ بڑی سخت ہے..... اس لمحے شاید اس عورت کو اندازہ نہیں تھا..... چند ماہ بعد اچانک چودھری بیٹھے بٹھائے اللہ کو پیارا ہو گیا۔ جائیداد بیٹوں کے نام تھی.....دونوں نے بانٹ لی۔ ماں کو تھوڑا سا حصہ دیا۔ بڑے بیٹے نے چند ماہ بعد انگلینڈ جا کر تعلیم حاصل کرنے کی رٹ لگا دی..... اور اپنے حصے کی زمینیں ایک اور زمیندار کے ہاتھ ماں کو بتائے بغیر بیچ دیں.....انگلینڈ کا ویزہ آیا تو بچی کھچی جائداد بھی بیچ کر چلا گیا..... ماں کو یہ تسلی دیتے ہوئے کہ جب وہ پڑھ کر واپس آئے گا تو ساری زمینیں دوبارہ خرید لے گا.....نہ وہ لوٹا.....نہ ماں کی خبر لینے آیا..... ہاں البتہ خط آیا۔جس میں اس نے انگریز عورت سے شادی کی تصاویر بھیجیں۔ دوسرے بیٹے نے شہر میں کسی طوائف کے چکر میں پھنس کر چپکے چپکے اپنے حصے کی جائداد بیچ ڈالی.....اور خود نشے کی لت میں مبتلا ہو کر گمراہی میں پڑ گیا.....اس نے طوائف پر ساری دولت لٹا دی اس نے حویلی کے ایک گوشے میں رہنے کو چھوٹا سا کمرہ دے کر باقی حویلی بھی بیچ دی..... کہاں وہ کروفر.....نوکر چاکر.....عیش وعشرت، بھرے ہوئے گودام.....کہاں ایک دم چند سالوں میں عرش سے فرش پر آ جانے کا لمحہ..... چھوٹا دو کمروں کا سائبان۔تھوڑی سی رقم.....

Marfat.com

دودھ جس کی نہریں بہتی تھیں۔ اب اسے خرید کر پینا پڑتا..... تو دل اندر سے کٹ کٹ جاتا..... کھلی آنکھوں زندگی کے نشیب و فراز کے کڑے تیور آج وہ دیکھ رہی تھی..... زوال کی داستان اس کے چہرے پہ لکھ دی گئی تھی..... اپنے بڑے بیٹے کو اس نے خط لکھے..... کہ اسے وہ انگلینڈ بلا لے..... اس کا جواب آیا۔ تو حوصلہ شکن..... وہ ماں کو ساتھ رکھنے کے لیے تیار ہی نہیں تھا شاید وہ سمجھ رہا تھا ماں چھوٹے بیٹے کے ساتھ حویلی میں اسی عیش و آرام کے ساتھ رہ رہی ہوگی۔ اسے خبر نہ مل سکی کہ چھوٹا بھائی نشے کی لت میں خوار ہو چکا ہے میکے میں کوئی اس کی مدد کرنے کو تیار نہیں تھا..... والدین وفات پا چکے تھے..... بھائی بھابھی اپنی زندگیوں میں مگن تھے۔ ایک دن چھت سے گری تو دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئیں..... علاج پیسے نہ ہونے کی وجہ سے ہو ہی نہ سکا۔ ٹانگیں صحیح جڑ ہی نہ سکیں..... وہ عورت چند سال ایسے گھسٹ گھسٹ کر زندہ رہی کہ اس کی زبان پر ہر وقت یہ ہی جملے ہوتے.....

''لوگو توبہ کرلو..... توبہ استغفار کرلو..... اسی زندگی میں۔ مجھے دیکھو میری غلطیوں کی سزا دیکھو۔ میری زبان درازی کی سزا دیکھو..... جس جس چیز پر ناز تھا آج وہ میرے پاس نہیں..... مجھے حسن پر ناز تھا..... آج میں بدصورت ہوں..... مجھے دولت پر ناز تھا آج میں غریب ہوں۔ مجھے اپنے شوہر اور بچوں پر ناز تھا۔ وہ آج مجھے چھوڑ گئے ہیں۔ مجھے اپنی صحت جوانی پر ناز تھا۔ آج میں بوڑھی اور بیمار ہوں۔ لوگو کسی پر ظلم نہ کرنا..... کسی بے زبان پر بھی ظلم نہ کرنا۔ توبہ کرلو..... توبہ..... جتنی جلدی ہو سکے..... توبہ کرلو..... رب کو ناراض نہ ہونے دینا۔ اسے راضی کرلو.....

اس کی پرسوز آواز..... گاؤں کی گلیوں میں آتے جاتے لوگ سنتے اور کانوں کو ہاتھ لگا کر توبہ استغفار پڑھنے لگتے..... وہ جب تک زندہ رہی..... نشانِ عبرت بن رہی..... وہ خود بھی اللہ سے معافیاں طلب کرتی رہی۔ ''معاف کر دے مجھے معاف کر دے مولا..... توبہ کرتی ہوں.....''

Marfat.com

بے شک اللہ بہت معاف کرنے والا ہے (اپنی غلطی پر اکڑنے اور مزید غلطیاں کرتے چلے جانے کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرتے.....) اللہ تعالیٰ ہم سب کو معافی اور توبہ کی توفیق بخشے اور جھوٹی انا اور غرور سے بچائے..... کیونکہ بڑائی۔ صرف اللہ کو زیبا ہے.....

ارشاد ربانی ہوتا ہے۔

﴿وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْ عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ۝﴾ (الشوریٰ ۲۵)

''اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی خطاؤں کو معاف فرماتا ہے۔ وہ سب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔''

Marfat.com

دل دیکھتا ہے

نہ وہ چہرے دیکھتا ہے
نہ ان کے حسن و رنگت سے اسے کچھ غرض ہے
نہ زبان سے گرتے آبشار کی طرح تیز و تند
الفاظ سے اسے کچھ لینا دینا ہے
وہ تو بس.....

دل دیکھتا ہے
پاکیزہ۔ منزہ دل.....
اسے تو قلب سلیم کی تلاش ہے۔
اسے تو قلب منیب سے غرض ہے
اسے سنے اور بولے گئے الفاظ سے نہیں
اسے ان الفاظ کے پیچھے چھپے ہوئے
خفیہ ارادوں۔ خیالوں۔ سوچوں سے غرض ہے
اسے بلال حبشی کی اذان پسند ہے
اسے دل مضطرب کی فغاں پسند ہے

In prayer it is better to have a heart without words, than words without heart.

Marfat.com

اللہ میری عاقبت سنوار دے

عبدالحفیظ احمد صاحب بلند پایہ ادیب ہیں۔ آپ کی تحریریں ذہن و دل میں روشنی بھر دیتی ہیں آپ کے حوالے سے یہ واقعہ نذر قارئین ہے۔

میں میرا دوست، ایاز علی اور مزمل خان پرائمری سکول سے ہم جماعت تھے گھر بھی ہمارے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر تھے۔ اکٹھے سکول آتے، اکٹھے کھیلتے..... ہائی سکول کی آخری کلاسوں میں پہنچے تو ہم تینوں کا یہ تعلق گہری دوستی میں تبدیل ہو گیا۔ کھیل کے میدان میں ہم ایک دوسرے کے ساتھی ہوتے۔ پڑھائی میں ہم تینوں اگرچہ اوسط درجے کے طالب علم تھے لیکن غیر نصابی سرگرمیوں میں ہم کسی سے پیچھے نہیں تھے۔ ڈیبیٹ ہوتیں ڈرامے ہوتے یا پھر کھیل..... ہم تینوں بڑھ چڑھ کر اس میں بھرپور حصہ لیتے.....

ہم تینوں کا ٹولہ پورے سکول میں مشہور تھا..... اور مزے کی بات یہ تھی کہ ہمارے ٹولے میں سے مزمل خان اپنی بعض خوبیوں کی وجہ سے زیادہ نمایاں تھا۔ ہنس مکھ۔ ملنسار اور دوسروں کی خدمت کے لیے ہر وقت کمربستہ۔ شرارت کے لیے اس کی طبیعت ہر وقت مچلی رہتی تھی۔ لیکن شرارت ایسی ہوتی تھی جس سے دوسرے بھی محظوظ ہوتے تھے۔ ہماری کلاس میں ایک اور لڑکا جلال الدین بھی تھا۔ سیاہی مائل رنگت، بھدے موٹے نقوش پھر جلال ہر وقت اس کے چہرے سے ٹپکتا رہتا تھا۔ وہ لڑکا شومئی قسمت سے ہر کلاس میں دو دو سال لگا کر پاس ہوتا تھا۔ یوں اس کی عمر دوسرے بچوں سے زیادہ تھی۔ ڈیل ڈول کا بڑا مضبوط تھا۔ سارے ٹیچر اسے ''بٹھل'' کے نام سے پکارتے تھے۔ اس طرح اس کا اصل نام گم ہو گیا۔ اور وہ بٹھل کے نام سے مشہور ہو گیا۔ ہر وقت اس غصے

Marfat.com

میں رہتا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بچوں کو پیٹ ڈالتا۔ لڑکے ہمیشہ اس سے سہمے رہتے۔ مزمل خان بٹھل کو بھی خاطر میں نہ لاتا۔ بہت ہی خفیف انداز میں بٹھل کر مذاق اڑاتا اور بٹھل سمجھتا کہ اس کی تعریف ہو رہی ہے۔ میٹرک کا رزلٹ آیا تو تینوں کے زندگی کے راستے جدا ہو گئے..... ہم تینوں جو دن بھر اکٹھے رہتے تھے۔ یوں علیحدہ ہو جائیں گے شاید سوچا نہ تھا..... جیسے ایک پھول تھا جس کی پتی پتی بکھر گئی تھی..... میٹرک کے بعد میں لاہور آ گیا۔ ایاز وہیں سکندر پور میں اپنے والد کے ساتھ کاروبار میں مصروف ہو گیا۔ مزمل خان اپنے چچا کے پاس چلا گیا۔ عید پر اکٹھے ہوتے تو خوب ہلا گلا رہتا۔ لیکن زندگی کے اگلے مرحلے میں میری ملازمت لاہور میں تھی۔ تو مستقل رہائش بھی یہاں اختیار کر لی۔ مزمل خان کی شادی اپنے چچا کی بیٹی سے ہو گئی۔ وہ کوئٹہ کا ہی ہو کر رہ گیا۔

کافی عرصہ بعد ایک دن ایاز علی کا فون آیا۔ کہ مزمل خان گاؤں آ گیا ہے تمہیں یاد کرتا ہے۔ کسی دن وقت نکال کر آ جاؤ..... چند دن بعد موقع نکل آیا۔ دو تین چھٹیاں اکٹھی آ گئیں۔ میں گاؤں پہنچا..... مزمل اور ایاز منتظر تھے۔ شکلیں بدل گئی تھیں ڈیل ڈول میں تبدیلی آ گئی تھی۔ لیکن عادتیں اور حرکتیں ویسی ہی تھیں..... مزمل خان نے پورے علاقے کے لیے ایک بہت ہی چلتے ہوئے برانڈ کے سگریٹ کی ایجنسی حاصل کر کے کاروبار کا کامیاب آغاز کیا۔ سیزن میں کھل بنولے کا بھی کاروبار کرتا اور خاطر خواہ نفع حاصل کرتا۔ آبائی زرعی زمین بھی تھی۔ اگرچہ رقبہ تھوڑا تھا لیکن اس نے ٹریکٹر خرید لیا اور جدید انداز میں کاشتکاری کی تو اس میں بھی نفع حاصل کر لیا۔ شہر میں بہت خوبصورت گھر تعمیر کر لیا۔ واپسی سے کچھ دیر پہلے میں نے کہا ''مزمل تم نے اپنے بچوں سے میری ملاقات نہیں کروائی'' اس نے ایک سرد آہ بھری اور اس کا چہرہ جو ہمیشہ تر و تازہ گلاب کی مانند کھلا رہتا تھا اس پر غم کی زردی چھا گئی..... اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور بڑی حسرت سے کہنے لگا..... میری ایک ہی بیٹی ہے جو میٹرک میں پڑھتی ہے۔ میری کوئی نرینہ اولاد نہیں ہے'' یہ بات کہتے ہوئے اس کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ اور کچھ دیر بعد پھر وہ گویا ہوا۔

Marfat.com

''یار میں تو اٹھتے بیٹھتے اللہ سے یہی دعا مانگتا ہوں..... کہ اللہ پاک جی تو میرا سب کچھ چھین لے.....بس مجھے نرینہ اولاد دے دو''نرینہ اولاد نہیں تو کچھ بھی نہیں''

ایاز علی مجھے ٹرین میں سوار کروانے ریلوے اسٹیشن تک میرے ساتھ آیا۔ اس نے بھی یہی بتایا کہ مزمل خان بیٹے کی خواہش میں پاگل ہو رہا ہے۔ اور اس کی زبان پر یہی کلمات ہوتے ہیں۔ جس سے جہاں بھی ملتا ہے یہی کہتا ہے۔''دعا کرو.....اللہ مجھے بیٹا دے دے..... مجھے میرا وارث عطا کر دے۔ میری نسل چلا دے بے شک میرا سب کچھ مال اسباب چھین لے.....''

ایاز علی نے ہی مجھے بتایا کہ اس کی اسی ذہنی کیفیت کے پیش نظر اس کی بیوی نے مزمل خان کو دوسری شادی کی اجازت دے دی ہے.....

تقریباً دو سال بعد مجھے ایاز علی لاہور ملنے آیا تو اس کے ذریعے یہ اچھی خبر سننے کو ملی کہ مزمل کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے سے نوازا ہے..... مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی۔ لاہور شہر بھی پاؤں کی زنجیر ہے جس نے ایک دفعہ پہن لی۔ پھر اس سے چھٹکارا نہیں پا سکا۔ میں نے اسے مبارک باد بھجوا دی۔ لیکن بیٹے کو دیکھنے گاؤں نہیں جا سکا۔ کافی عرصہ بعد میرے عزیزوں کے ہاں شادی تھی۔ میں نے گاؤں جانے کا پروگرام بنایا۔ میں نے سوچا اس بہانے پرانے دوستوں سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔ شادی کی مصروفیات سے فارغ ہو کر میں سیدھا مزمل خان اور ایاز علی سے ملاقات کے لیے ایاز علی کی دکان پہ پہنچا۔ وہی گرمجوشی..... وہی الفت۔ جو دوستوں کا خاصہ ہے.....ہم دکان کے پیچھے والے حصے میں جہاں اس نے دفتر بنایا تھا اس میں جا بیٹھے۔ ایاز علی نے ملازم لڑکے کو بھیجا کہ مزمل خاں کو بلوا لائے.....تھوڑی دیر میں مزمل خان میرے سامنے موجود تھا۔ اس کے ساتھ آٹھ نو سال کا بیٹا بھی تھا.....

مزمل خان نے بتایا یہ میرا بیٹا ہے۔ اس کا نمبر تیسرا ہے۔ دو بیٹے اس سے بڑے ہیں۔ ایک اس سے چھوٹا ہے۔ مجھے بہت خوشی ہوئی میں نے بچے کو پیار کیا اور اس کی

Marfat.com

ہتھیلی پر کچھ رقم رکھ دی..... مزمل خان کچھ دیر ہی بیٹھا اور پھر جلدی اٹھ گیا۔ کہنے لگا اسے تین چار دن سے بخار آ رہا ہے میں ڈاکٹر کو دکھا کر آتا ہوں..... مجھے یوں محسوس ہوا۔ یہ وہ مزمل خان نہیں ہے..... جو میرا بچپن کا دوست تھا..... ہنستا مسکراتا ہوا..... زندہ دل اور خوش باش۔ اس کا تو چہرہ پھیکا پڑا ہوا ہے..... اداسی کے سائے اتنے نمایاں اور گہرے ہیں کہ فوراً دیکھنے والے کو محسوس ہو جاتا ہے کہ یہ ایک پریشان حال انسان کا چہرہ ہے۔ اب جب کہ اللہ پاک نے اس کی اولاد نرینہ کی خواہش بھی پوری کر دی تھی تو اس کے چہرے پہ اب تو خوشیوں کے چراغ جلتے نظر آنا چاہئیں تھے لیکن یہ کیا ماجرا ہے.....؟ میں پوچھ نہ سکا..... ایاز علی چائے منگوا چکا تھا..... اتنے میں مزمل خان بچے کو ڈاکٹر سے دوائی لے کر گھر چھوڑ کر دوبارہ آ گیا تھا..... میں ابھی تک اپنی سوچوں کے گرداب میں گم تھا.....

''ہاں بھئی مزمل کاروبار کیسا چل رہا ہے.....'' میں نے اس کی اداسی کم کرنے کے لیے بات چھیڑی.....

''کون سا کاروبار؟ کیسا کاروبار؟ میرے تو سارے کاروبار ٹھپ ہو کر رہ گئے ہیں۔ میں تو آج کل بس سٹینڈ کے فٹ پاتھ پر پکوڑے تلتا ہوں اور بسوں میں کھڑے ہو کر بیچتا ہوں.....'' میں بھونچکا رہ گیا..... مجھ سے کئی لمحے بات ہی نہ ہو سکی وہ ..... وہ تمہاری سگریٹ کی ایجنسی تمہاری زرعی زمینیں..... ٹریکٹر..... وہ گھر جو تم نے شوق سے بنوایا تھا..... یہ..... یہ سب کیا ہوا.....؟

مزمل خان نے کہا..... ''دراصل میں اپنے ربّ کو نہیں پہچان سکا تھا۔ وہ ربّ جو وسیع کائنات کا مالک ہے اور پروردگار ہے۔ میں نے اسے محدود جانا۔ میں نے اس مالک کون و مکاں کے ساتھ شرط باندھی جو پوری کائنات کا غیر مشروط پالن ہار ہے۔ تمہیں یاد ہے میں ہر وقت ایسی دعا مانگا کرتا تھا کہ اے اللہ میرا سب کچھ چھین لے بس نرینہ اولاد دے دے'' اللہ نے میری دعا کا ہر لفظ قبول کر لیا۔ میں نے دوسری شادی کی۔ پہلا بیٹا

Marfat.com

پیدا ہوا..... ساتھ ہی کاروبار یکلخت سکڑ گیا۔ تجربہ۔ تعلقات۔ ساکھ۔ کچھ بھی کام نہ آیا۔ زیر بار ہو گیا۔ قرض خواہوں نے تنگ کرنا شروع کر دیا۔ دو سال بعد دوسرا بیٹا پیدا ہوا تو زرعی زمین فروخت کرنا پڑی۔ تیسرا بیٹا پیدا ہوا تو گھر فروخت کرنا پڑا۔ چوتھا بیٹا پیدا ہوا تو گھر کی ہر چیز بک چکی تھی میری اب تو بس یہی دعا ہے اللہ میری عاقبت سنوار دے"

اس کی آواز لڑکھڑا رہی تھی..... چہرہ شدت غم سے بجھے ہوئے چراغ کی مانند دھواں دھواں ہو رہا تھا..... میں نے ایک بڑی رقم جیب سے نکال کر مزمل خان کو دی تو وہ ان نوٹوں کو دیکھ کر جیسے غم سے ٹوٹ کر بکھر گیا..... سسکتے ہوئے بولا..... میں نے پریشانی اور کسمپرسی کے باوجود کبھی کسی سے کوئی مالی تعاون قبول نہیں کیا۔ خودداری سے زندگی گزاری ہیں لیکن آج میں تمہارا تعاون قبول کرلوں گا۔ لیکن میں یہ بھی تمہیں بتا دوں..... یہ رقم چند دن سے زیادہ میرے پاس ٹھہر نہ سکے گی..... یہ کہاں خرچ ہو گی؟ کیسے خرچ ہو گی؟ یہ مجھے بھی پتا نہیں چلے گا! میں نہ جوا کھیلتا ہوں۔ نہ شراب پیتا ہوں، لیکن اس کے باوجود پیسہ میرے پاس ٹھہرے گا نہیں وہ بے حد اداس ہو رہا تھا..... مالی پریشانی نے اس کی شخصیت کا حسن بے چارگی میں بدل دیا تھا..... کچھ ہی ماہ گزرے مجھے اچانک ایاز علی کا فون آیا..... مزمل خان کشمکش حیات سے تھک کر جان کی بازی ہار گیا ہے..... میں اس کے جنازے میں شریک ہونے بھاگم بھاگ سکندر نگر پہنچا..... جنازہ تیار تھا..... نماز جنازہ کے بعد ایک صاحب نے بلند آواز سے کہا..... چہرہ دیکھ لیں.....!! میں تیزی سے آگے بڑھا۔ بٹھل جنازے کے سرہانے اور ایاز علی پائنتی کھڑے رو رہے تھے۔

مزمل خان کے چہرے سے زندگی کی تلخی تنگی دور ہو چکی تھی، اس کے چہرے پہ ایسا اطمینان تھا جیسے ایک تھکا ماندہ مسافر اپنی منزل پر پہنچ کر محسوس کرتا ہے..... اس کے چہرے پہ پھیلے ہوئے اطمینان سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ اللہ نے پہلی دعا کی طرح اس کی آخری دعا بھی من وعن قبول کر لی ہے۔

"اللہ میری عاقبت سنوار دے....."

Marfat.com

ارشاد ہوتا ہے

﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ○ ﴾ (الاعراف ۲۳)

''اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر بڑا ظلم کیا..... اگر تو ہماری مغفرت نہ فرمائے اور ہم پر رحم نہ کھائے۔ تو ہم یقیناً تباہ ہو جائیں گے۔''

Marfat.com

حمد

تیری حمد کے لیے وقف میری زندگی
قبول کر مجھ سے میری بندگی
میں بندہ ناچیز فقط مشت خاک
تیری عقل نے سکھائے رموزِ ہفت افلاک

The word impossible is for human being, not for "Allah Almighty".

Marfat.com

کیسی بھول ہوئی.....

کرنل اسد عالم (ر) آرمی پبلک کالج جہلم کے انتہائی فرض شناس اور بااصول پرنسپل ہیں۔ آپ انتہائی لگن اور جانفشانی سے مستقبل کے معماروں کو ڈسپلن اور تعلیم سے فیض یاب کر رہے ہیں۔ آیئے ان کی زبانی یہ واقعہ سنتے ہیں۔

یہ واقعہ جو میں آپ کے ساتھ Share کرنے والا ہوں انسان کو یکبارگی خواب غفلت سے چونکاتا ہے اور احساس دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ہر مخلوق کی خبر گیری اور رزق رسانی کیسے کر رہا ہے..... بے شک رزاق وہی قادر مطلق ہستی ہے..... میرے ایک دوست جن کا نام میں یہاں دانستہ نہیں لکھ رہا..... ریٹائرمنٹ کے بعد جہلم اپنے آبائی شہر لوٹے تو بہت پریشان تھے ادھر ادھر نوکری کی تلاش کی۔ لیکن ایسی reasonable job انہیں نہیں مل سکی چند سال انہوں نے انتظار کیا۔ ذمہ داریوں کا سیل رواں تھا..... اور ریٹائرمنٹ کا پیسہ ضروریات زندگی پر ختم ہوتا جا رہا تھا..... اور جب ایک دو برس اسی آس نراس میں گزر گئے۔ تب انہوں نے سوچا کہ اپنی آبائی تھوڑی سی زمین کو کیوں نہ استعمال کیا جائے..... اور اس پر فش فارم کھولا جائے..... انہوں نے فش ماہرین سے مشورہ کیا۔ اخراجات کا تخمینہ لگایا۔ یہ کام انہیں بہتر لگا۔ اللہ کا نام لے کر فش فارم شروع کر دیا۔ سال بعد ہی ان پر رزق کی بارش ہونے لگی۔ فش فارم بخوبی چل نکلا۔ ٹھیکدار آتے اور پورے کے پورے Pond کا سودا طے کر لیتے۔ چند سال کے اندر اندر ان کی مالی حالت بہتر سے بہتر ہونے لگی۔ وہ خود روزانہ فش فارم کا چکر لگاتے۔ ان کی خوراک دوائیاں چھوٹے پونگ کا وقت پر Pond ڈالے جانا۔ وہ خود ایک ایک لمحے کا خیال

Marfat.com

رکھتے۔اسی دوران وہ اکثر دیکھتے کہ سفید بگلے مچھلیوں کا شکار کرنے کے لئے Ponds پر نیچی پروازیں کرتے اور جو مچھلی سطح آپ پر آئی اسے پنجوں یا چونچ میں دبائے اڑ جاتے..... انہیں یہ دیکھ کر غصہ آنے لگا۔''لو محنت ہم کریں۔ اور کھا جائیں یہ سفید بگلے.....؟ ان کا دن بدن ان بگلوں پر غصہ بڑھتا چلا گیا۔ وہ کبھی حساب لگاتے اگر یہ بگلے مچھلیاں نہ کھائیں۔تو کتنی مچھلیاں مزید انہیں مل سکتی ہیں۔ مزید مچھلیوں کا مطلب ہے مزید منافع.....

اپنے نوکروں کی انہوں نے ڈیوٹی لگا دی کہ کوئی بگلا ان Ponds کے قریب پھٹکنے نہ پائے۔لیکن یہ تمام تدابیر اکارت گئیں۔ وہ دوسرے دن اپنے گھر سے ائیر گن لے آئے..... اور سارا دن ان کی بندوق چھرے اگلتی رہتی..... پرواز کرتے سفید بگلے خون میں نہا جاتے.اور پھڑ پھڑاتے ہوئے کبھی Ponds میں اور کبھی ساتھ زمینوں میں گر جاتے لگاتار.....ایک مہینے کے بعد یہ ہوا کہ بگلے رفتہ رفتہ آنا کم ہو گئے.....سینکڑوں بگلے تو انہوں نے مار گرائے تھے..... باقی بچے کھچے بگلے حیوانی عقل کی وجہ سے خطرے کی بو پا کر ادھر آنا چھوڑ گئے.....

یہ بہت خوش تھے کہ اپنی مچھلیوں کی انہوں نے خوب حفاظت کی۔ اور اب سینکڑوں مچھلیاں جو ان پرندوں کے پیٹوں میں جاتی تھیں اب ان کے لیے موجب منافع ہوں گی.....

لیکن.....ایسا نہیں ہوا وہ صبح صبح خوش باش اپنے فارم پر آئے تو یہ دیکھ کر صدمے سے ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ جب Pond پر الٹی مردہ پڑی مچھلیوں کی لاشیں تیرتی پھر رہی تھیں.....ڈاکٹر کو بلایا گیا۔ان کے ٹیسٹ لیے گئے..... دوائیاں دی گئیں۔خوراک کو دیکھا بھالا.....لیکن دوسرے روز بھی ایسا ہی ہوا.....تیسرے روز بھی وہ اور پھر.....تو جیسے یہ کم نصیبی اس کا مقدر ہو گئی.....روزانہ اتنی مچھلیوں کا نقصان اس کی کمر توڑے دے رہا تھا.....فشری کے ہیڈ کے سامنے یہ مسئلہ رکھا گیا.....انہوں نے بھی

Marfat.com

بہت غور خوض کے بعد مزید نئی ادویات تجویز کریں..... Ponds کو صاف کرنے کے بعد antiseptic کیا گیا..... تینجہ وہی..... ڈھاک کے تین پات..... مردہ مچھلیوں کے تیرتے ہوئے اجسام دیکھ کر ان کی آنکھیں بھر آتیں..... کہاں اتنا منافع..... اور کہاں یکلخت اتنا نقصان ..... کہاں وہ چند روز پیشتر ڈبل منافع کے خواب دیکھ رہے تھے..... کہاں یہ نقصان..... تشویش اور فکر نے ان کے اعصاب کو بالکل ہی توڑ کر رکھ دیا تھا..... ان کے کسی جاننے والے نے انہیں کہا..... دوائیاں آزما لی ہیں..... دعا بھی کروائیں..... یہ جہلم میں ہی ایک بزرگ ہیں کسی سے کوئی ہدیہ وغیرہ نہیں لیتے۔ صرف دعا کے لیے بطور وظیفہ اللہ کے پاک نام بتاتے ہیں۔ اور یقیناً اللہ سے بڑھ کر کون ہے کارساز سب کی بگڑی وہی تو بناتا ہے۔

وہ پتا کروا کر ان کے گھر پہنچے..... بزرگ عرفان صاحب تھے۔ انہوں نے تحمل سے ساری گفتگو سنی..... اور صرف یہ پوچھا.....

''آپ نے کسی کا حق تو نہیں دینا۔'' یہ بولے جی نہیں.....

''آپ نے کسی کا رزق تو نہیں روکا.....؟'' وہ صاحب چونکے..... ہاں بندوق سے سینکڑوں مرغابیوں بگلوں کو تو وہ خود اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر چکے تھے..... انہوں نے اقرار کیا اور بلا کم و کاست ساری بات کہہ سنائی..... ان بزرگ نے کہا.....

''جاؤ..... واپس لوٹ جاؤ..... اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے تو یہ نہ سمجھو یہ سارا تمہارا ہے۔ تمہیں کیا پتا اس رزق میں اور کس کس کا حصہ ہے۔'' تم نے نوکر رکھے۔ وہ تمہارا رزق نہیں کھا رہے۔ بلکہ اللہ نے ان کا رزق تمہارے رزق میں ملا دیا ہے..... بگلے جو تم نے مارے وہ تمہارا نہیں بلکہ اللہ کا دیا ہوا رزق کھا رہے تھے..... تم نے اللہ کی مخلوق کا رزق روکا..... اللہ نے تمہارا رزق روک لیا..... اور میڈیکل پوائنٹ آف ویو سے جو مچھلی بیمار ہوتی ہے یا جس میں جراثیم پائے جاتے ہیں سطح آب پر آتی تھی تو اسے بگلے اچک کر لے جاتے تھے..... یہ قدرت کی صفائی کا اپنا انتظام تھا..... جو تم نے گڑبڑ کر دیا۔

Marfat.com

وہ شخص یہ سن کر لرز اٹھا..... اس کی آنکھوں میں بے اختیار پشیمانی کے آنسو لرزنے لگے..... اس پہلوے شاید اس نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا..... بتایئے میں کیا کروں.....؟''

''توبہ صرف توبہ..... اللہ کے حضور معافی مانگیں۔ اللہ پاک معاف کرنے والا ہے..... معافی مل گئی تو رزق سے اٹھی ہوئی برکت واپس مل جائے گی.....''

اور پھر ایسا ہی ہوا..... ان کی زبان پر جب اللہ سے معافی کی درخواست جاری ہوئی تو اللہ کی رحمت لوٹ آئی..... آج اس کے فارم پر وہی چہل پہل ہے..... وہی سفید اور پیلی چونچوں والے خوش شکل بگلے ہیں..... جو شروع میں سہمے سہمے سے ان پانیوں پر اترے تو ان کے معصوم دل لرز رہے تھے..... اب انہیں بندوقوں کی تڑتڑ کا خوف نہیں ہے..... وہ ہواؤں میں اٹھکیلیاں کرتے پھرتے ہیں۔ آج وہ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر گزار بھی ہے اور جانتا ہے..... رزاق صرف اوپر والا ہے۔ رزق میں برکت عطا کرنے والا بھی وہی ہے۔ ایک وہی تو ہے اپنی مخلوق کی خوب خبر گیری کر رہا ہے..... ادنیٰ سے ادنیٰ چیز بھی اللہ کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں ہے.....

ارشاد ربانی ہے

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ وَ هُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ○ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَ مَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَ مَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا یَعْرُجُ فِیْهَا وَ هُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ ○ ﴾ (سبا ۱-۲)

''تمام تعریفیں رب العالمین کے لیے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے اور آخرت میں بھی اسی کے لیے حمد ہے۔ وہ دانا اور باخبر ہے۔ جو کچھ زمین میں جاتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے۔ جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے۔ ہر چیز کو وہ جانتا ہے۔ وہ رحیم اور غفور ہے.....''

Marfat.com

اے مالک تیرا فقیر تیرے در پہ ہے

اے مالک کون و مکاں
اے رب دو جہاں
اے مالک ارض وسما
آج تیرا فقیر تیرے در پہ ہے.....
اے سب سے بڑھ کر عطا کرنے والے
ہر لا دوا کی دوا کرنے والے
ایک عاجز اور بے توقیر تیرے در پہ ہے
اے موت وحیات کے خالق
اے یوم جزائے مالک
بخشش دے کہ ایک ادنیٰ حقیر تیرے در پہ ہے
اے سامع اے بصیر اے مالک تقدیر
فریادسن ایک دلگرفتہ اور دلگیر تیرے در پہ ہے.....
اے مصیبت کے ماروں کے چارہ گر
اے سب سے بڑھ کر رفوگر
اک بے سروسامان بے تدبیر تیرے در پہ ہے.....

Marfat.com

اے نیکوکاروں پہ مہرباں
ہر درد کے درماں
بخش دے کہ ایک گناہ گار پر تقصیر تیرے در پہ ہے

The bridge between panic and peace is prayer.

Marfat.com

اللہ بہترین وکیل ہے

نسیم طارق کیتھلے میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کی تحریریں اپنا ایک الگ مقام رکھتی ہیں۔ آپ کی تحریریں بہت پر اثر اور سبق آموز ہوتی ہیں۔ آیئے ان کی اپنی زبانی یہ واقعہ سنتے ہیں۔ یہ واقعہ بتول کے تعاون سے مجھے حاصل ہوا۔ (بشکریہ بتول)

مومن کا وکیل اللہ ہے۔ جو ہر مشکل گھڑی میں اسے سنبھالتا ہے۔ بچاتا ہے اور شر سے اس کی اس طرح حفاظت کرتا ہے جس طرح ایک وکیل اپنے Clint کو مخالفت دشمنوں کے ہاتھوں رسوا ہونے سے بچا کر باعزت زندگی گزارنے کا اہل بناتا ہے..... اور جو عمل اور نیتوں کے حساب سے کھرے کھوٹے کو الگ چھانٹ کر رکھ دیتا ہے.....

میرے ساتھ بھی ایسا ہی ایک واقعہ پیش آیا۔ ہوا یوں کہ ایک دن میری بہو بچوں کے ساتھ شاپنگ کے لیے جاری تھی..... میں بھی ساتھ ہولی..... جب گاڑی پارک کی تو وہ کہنے لگی..... (میں اس کی خالہ ساس ہوں) ''خالہ جان بہت اچھا ہوا..... آپ ساتھ آ گئیں۔ آج ہم دونوں لائبریری بھی جائیں گی اور وہاں سے آپ بھی اپنی من پسند کتاب لے لینا۔ میں نے بچوں کے لائبریری ٹکٹ بنوانے ہیں۔''

''یہ تو بہت اچھی بات ہے..... اچھی کتاب تو میری کمزوری ہے'' میری بہو جانتی ہے..... میرا فارغ وقت مطالعے میں گزرتا ہے۔ طے یہ پایا کہ پہلے شاپنگ کی جائے اور شاپنگ سے فارغ ہو کر آخر میں لائبریری کا وزٹ کیا جائے۔ میری بہو عظمیٰ پوسٹ آفس جانے لگی تو میں ساتھ والی بیکری سے بریڈ اور بیکری آئیٹم خریدنے لگی..... عظمیٰ فارغ ہو کر آ گئی۔ اور کہنے لگی ''اچھا ہوا۔ آج پوسٹ آفس میں اتنا رش نہیں تھا میرا چار

Marfat.com

ہفتوں کا فیملی الاؤنس کیش ہونے والا تھا وہ میں نے کروالیا ہے'' اب ہم نے لائبریری کا رخ کیا۔ لائبریری کے سامنے ہم گاڑی لے گئے..... جب بچوں کے لیے لائبریری ٹکٹ بنوانے لگے۔ تو اچانک انہوں نے بچوں کی پیدائش کے سرٹیفکیٹ مانگ لیے۔ میں نے اپنی بہو عظمیٰ سے کہا..... تم بچوں کی الاؤنس بک دکھا دو..... اس میں تاریخ پیدائش درج ہوتی ہے۔'' عظمیٰ بولی.....

''خالہ جانی۔ الاؤنس بک میرے بیگ میں ہے۔ اور بیگ کار کی پچھلی سیٹ پر رکھا ہے..... آپ چابی لیں..... اور الاؤنس بک نکال لائیں۔ میں اس وقت تک یہ Farm fill کرتی ہوں.....'' میں نے چابی لی، بیگ سے الاؤنس بک نکالی۔ وہ لا کر عظمیٰ کو پکڑائی کاؤنٹر پر وہی بک دکھا کر بچوں کے کارڈ بنوا لیے۔ گھر پہنچے..... میں لائبریری سے لائی ہوئی نئی کتابوں کے مطالعے میں مصروف تھی جب اچانک بہو نے مجھے اطلاع دی..... ''خالہ جانی۔ میں نے آج ہی پینتالیس پونڈ کی رقم جو بینک سے نکلوائی تھی وہ اسی الاؤنس بک میں غلطی سے رکھ دی تھی..... اب وہ مجھے کہیں بھی نہیں مل رہی..... میں تو ساری کار بھی چھان آئی ہوں.....''

میری حالت ایسے تھی جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں..... میں ہی اکیلے کار تک گئی تھی۔ پھر میں نے ہی الاؤنس بک نکالی تھی..... اب وہ کیا سوچ رہی ہوگی؟..... کہیں وہ مجھ پر رقم اڑانے کا شک تو نہیں کر رہی؟ جس کا نقصان ہوتا ہے..... وہ شک تو ضرور کرتا ہے..... اب وہ مروتاً مجھے مورد الزام نہیں ٹھہرا رہی..... لیکن وہ اندر سے مجھے ہی مجرم سمجھ رہی ہوگی..... اوہ خدایا..... یہ کیا ہو گیا.....؟ میں نے اٹھ کر اپنی الماری اور پرس بھی چھان مارے۔ میری حساس طبیعت نے مجھے اتنا بے چین بے قرار کر دیا کہ میری نیند اور بھوک بالکل اڑ گئی۔

اوہ اللہ پاک جی..... وہ بہو کی حیثیت سے بھلے منہ سے کچھ نہیں کہے گی..... لیکن دل.....؟ ..... دل کس نے دیکھا ہے..... ایک لمحے میں خود کو ''چور'' کہلوائے جانے کی

Marfat.com

صف میں خود کو کھڑا دیکھا تو دل ڈوبنے لگا..... ظاہر ہے بیٹا بھی سوچے گا..... ماں ہی پرس سے کتاب لے کر گئی..... پھر وہ رقم کہاں چلی گئی.....؟ میں اپنی صفائی میں کیا کہوں.....؟ اپنی بے گناہی کا ثبوت کہاں سے لاؤں..... شک کا کانٹا..... تو چبھ گیا..... پتا نہیں کتنی دیر تک تکلیف دیتا رہے گا.....

میں نے گاڑی نکالی اور ڈرائیو کرتی ہوئی دوبارہ لائبریری پہنچی۔ یہ معلوم کرنے کہ شاید..... کسی نے گم شدہ رقم ان کے حوالے کر دی ہو..... مگر ان لوگوں نے لاعلمی کا اظہار کیا..... میں مایوس چہرہ اور تھکا ہوا بدن لیے واپس لوٹ آئی..... ایک شخص کا مقام کتنا آہستہ آہستہ پروان چڑھتا ہے..... اور ٹوٹنے میں ایک لمحہ لگتا ہے..... میں دکھ سے اندر ٹوٹتی جا رہی تھی..... بہو نے میری بے چینی دیکھی تو بولی.....

''کوئی بات نہیں خالہ جان..... کہیں گر گئے ہوں گے..... چلیں صدقہ نکل گیا'' وہ شاید اس واقعے کو معمولی سی غلطی کہہ کر بھولنا چاہ رہی تھی..... لیکن میں بے قرار تھی..... اترا ہوا چہرہ دیکھ کر میرے بیٹے نے مجھے تسلی دی..... امی کوئی بات نہیں..... آپ یونہی پریشان ہو رہی ہیں۔ پیسے تھے گر گئے ہوں گے.....''

لیکن میں خود کو بے گناہ ہوتے ہوئے بھی بے گناہ ثابت نہیں کر پا رہی تھی.....

پیسے گر گئے ہوں گے..... لیکن میری شخصیت پہ یقیناً شک کی گرد پڑ چکی تھی.....

بیٹے کو میری بے گناہی پر کامل یقین ہوگا۔ لیکن بہو؟ میں نے اسی لمحے وضو کیا۔ نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی..... اے میرے پروردگار..... اے دلوں کے راز دان۔ اے سب بھیدوں کے جاننے والے۔ تو جانتا ہے..... رقم کیسے اور کہاں گم ہوئی..... میری بے گناہی کو بھی جانتا ہے..... مجھے عزت سے نواز..... میری بے گناہی کا ثبوت عطا فرما دے آمین۔

گھر میں دوبارہ اس واقعے کا ذکر نہیں ہوا..... لیکن میرا دل غم سے بوجھل ہی رہا..... وہی کتابیں جو لائبریری سے لائے تھے میں ان کا مطالعہ کر رہی تھی کہ اچانک دس

Marfat.com

پونڈ کا ایک نوٹ کاغذات میں سے گر کر میری گود میں آ رہا..... میں اسی دس پونڈ کا نوٹ لیے ہوئے دوبارہ لائبریری پہنچی اور انچارج کو نوٹ ملنے کی اطلاع دی۔ اس سے پوچھا کہ مجھ سے پہلے یہ کتاب جس کے نام ایشو تھی۔ اس کا نام اور پتا درکار ہے۔ تا کہ میں ان سے مل کر ان کی امانت انہیں لوٹا سکوں۔

انچارج نے کہا۔ یہ ایڈریس میں دے رہا ہوں۔ وہاں جا کر خود پتا کرنا اور امانت واپس کرنا آپ کی ہی ذمہ داری ہوگی۔ ہماری نہیں۔"

"OK آپ قطعی فکر نہ کریں۔"

میں نے اگلے روز ہمت کر کے گاڑی نکالی..... اور دیئے ہوئے پتے پر پہنچ گئی۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک مسلمان خاتون ہی گھر سے نکلیں۔ مجھ اجنبی عورت کو اپنے گھر کے دروازے پر دیکھ کر حیران ہوئیں۔ میں نے مسکرا کر اسلام علیکم کہا۔ تو جواباً وہ بھی مسکرائیں اور وعلیکم اسلام کہتے ہوئے مجھے اندر آنے کی اجازت دی۔ میں نے اپنے آنے کا مدعا بیان کیا..... تو کہنے لگیں..... "ہاں بالکل۔ وہ میرے ہی پیسے ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے بیٹے کی نعمت سے نوازا ہے اور جیسا کہ رواج ہے سب بچے کو پہلی بار دیکھتے ہیں تو کچھ نہ کچھ ضرور دیتے ہیں..... مجھے اچھی طرح یاد ہے میں اس وقت یہ کتاب پڑھ رہی تھی جب ایک بہن بچے کی مبارکباد دینے آئیں۔ انہوں نے جو نوٹ مجھے دیا وہ میں نے کتاب میں ہی رکھ دیا۔ لیکن بعد میں وہ نوٹ نکالنا بھول گئی..... آپ کا شکریہ..... آپ نے امانت لوٹانے کی زحمت کی....."

میرا دل امانت لوٹاتے ہوئے باغ باغ ہو رہا تھا۔ پتا نہیں وہ کیسے لوگ ہوتے ہیں جو دوسروں کا مال غضب کر کے بھی سکون و چین سے بیٹھ جاتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ..... سب کو نیک ہدایت دے اور جہنم کا ایندھن بننے سے بچائے..... ہاں تو میں اس روز کا ذکر کر رہی تھی..... جب میں نے امانت صحیح مالک کو پہنچائی۔ پتا نہیں میرے دل میں خواہ مخواہ یقین سا کیوں آ رہا تھا کہ جیسے میں نے کسی کے ساتھ نیکی کی ہے..... اس طرح ہو سکتا

Marfat.com

ہے کوئی دوسرا بھی میرے ساتھ نیکی کرنے چلا آئے..... میں نے گاڑی پولیس اسٹیشن موڑ لی..... تاکہ معلوم کروں۔ کیا کسی کو وہ رقم یہاں آس پاس ملی۔ اور وہ لوٹانے کے لیے پولیس اسٹیشن دے گیا ہو..... پولیس آفیسر نے تحمل سے ساری بات سنی۔ پھر رجسٹر کھولا۔ اور جس تاریخ کا میں ذکر کر رہی تھی اس تاریخ کے اندراجات چیک کرنے لگا..... میڈیم..... ایک شخص رپورٹ لکھوا کر گیا ہے۔ اسے لائبریری کی سیڑھیوں کے پاس کچھ پیسے ملے ہیں اور اس نے تاکید کی ہے کہ اگر کوئی پوچھے تو ہم اسے اس شخص کا ایڈریس بتا دیں تاکہ دعویٰ اور ثبوت کے ساتھ وہ دیکھ کر رقم واپس کر دے۔"

چنانچہ میں نے ان صاحب کا ایڈریس لیا۔ واپس گھر آئی۔ الاؤنس بک ساتھ لی۔ اور بتائے ہوئے پتے پر پہنچ گئی..... میں نے اپنا تعارف آنے کا مقصد بیان کیا..... اس بوڑھے انگریز نے کچھ سوالات کے جوابات مانگے..... کسی دن؟ کب؟ کہاں؟ کی تفصیل پوچھی۔ اور جب اسے اطمینان ہوا کہ کوئی فراڈ اس کے ساتھ نہیں ہو رہا۔ بلکہ ایک سچی مسلمان عورت اپنی کھوئی ہوئی رقم واپس لینے آئی ہے تو اس نے مسکراتے ہوئے پیسے میرے حوالے کر دیے۔ آپ اس خوشی کا اندازہ نہیں لگا سکتے جو اس لمحے مجھے ہو رہی تھی.....

میں خود اپنی نظروں میں ناکردہ جرم کی ملزم بن گئی تھی۔ ایک مسلسل خلش تھی جو مجھے بے چین کیے ہوئے تھے، بے شک جس کا وکیل اللہ ہو..... اسے باعزت ہر الزام سے بری ہونے سے کون روک سکتا ہے..... میرا عقیدہ میرا اعتماد..... میرا یقین اللہ پر ہے۔ بے شک وہی کارساز ہے اور ہر انسان کا وکیل ہونے کے لیے وہی کافی ہے.....

﴿ بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴾ (البقرہ ۱۱۲)

"حق یہ ہے کہ جو بھی اپنی ہستی کو اللہ کی اطاعت میں سونپ دے اور عملاً نیک روش پر چلے، اس کے لیے اس کے رب کے پاس اس کا اجر ہے اور ایسے لوگوں کے لیے کسی خوف یا رنج کا کوئی موقع نہیں۔"

Marfat.com

بیبا بچہ

میرے لیے تو باعث تسکین و مسرت ہے
یہ خبر کہ اللہ رب العزت نے
رحم و کرم کا شیوہ اپنے اوپر لازم کر لیا ہے
اس ماں کی طرح جو مٹی میں سنے بدتمیز بچے کو بھی
اپنے سے دور نہیں پھینکتی
غلطیوں گناہوں کی کیچڑ میں لت پت
ہم تیرے وہی بچے ہیں ماں.....
توبہ کے شفاف پانی سے نہلا دے ہمیں
پھر وہی بیبا سا بچہ بنا دے ہمیں

Allah almighty loves us more than any body.

Marfat.com

مگر لوگ سوچتے نہیں.....!

ڈاکٹر ممتاز عمر ماہ نامہ بتول کی بہت سینئر لکھاری ہیں۔ آپ کی تحریریں اپنے حسن بیان اور معنی و مقصد کا خوبصورت امتزاج ہیں۔ بتول کے حوالے سے ایک اور شاہکار واقعہ جو ذہنوں کو جھنجھوڑ ڈالتا ہے..... آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے.....

مکافات عمل کا لفظ ہم اکثر سنتے رہتے ہیں..... جیسی کرنی ویسی بھرنی..... جو بوؤ گے وہی کاٹو گے۔ جیسے الفاظ ہم اکثر اپنی زبان سے بھی ادا کرتے رہتے ہیں..... لیکن شاید نہیں جانتے کہ ہمارے تمام افعال کی خبر صرف اللہ رب العالمین کو ہے..... وہی ان اعمال کے مطابق جزا و سزا دینے پہ قادر ہے..... اور ہمارے اعمال ہی ہیں جو یا تو ہمیں اللہ کی رحمتوں سے سرفراز کرتے ہیں یا بصورت دیگر ہمیں اللہ تعالیٰ کے غضب میں گرفتار کر دیتے ہیں.....

ہمارے پرانے پڑوسی حاجی عرفان صاحب اپنی امارت کی بدولت محلے میں خاصے مشہور تھے۔ گھڑی ساز تھے۔ اور بازار میں جہاں ان کی دکان واقع تھی تقریباً اور بھی دکانیں موجود تھیں۔ لیکن جتنا رش عرفان صاحب کی دکان پر ہوتا وہ اور کسی دکان پر نہیں ہوتا تھا..... اس رش کی وجہ حاجی عرفان صاحب کا ایماندارانہ کام بھی تھا جو لوگوں کو ان کی طرف متوجہ رکھتا تھا۔ یہ 1960 کا زمانہ تھا ابھی آٹومیٹک گھڑیوں کی آمد نہیں ہوئی تھی۔ حاجی صاحب نے اپنی دونوں بڑی بیٹیوں کی شادیاں کیں..... تو وہ شادیاں بھی یادگار بن گئیں..... کم خواب کے سوٹوں میں ملبوس سونے سے پیلی لڑکیاں ہر ایک کی توجہ کا مرکز تھیں..... کھانا بھی خوب تھا۔ اس کے علاوہ تمام باراتیوں کو ایک ایک تانبے کی پلیٹ دی

Marfat.com

گئی۔ خواتین کے لیے دوپٹہ..... مردوں کے لیے بڑا رومال بطور تحفہ پیش کیا گیا۔ اسی زمانے میں ان کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی عقیقے پر ایسی دعوت دی کہ لوگ کافی عرصہ اس دعوت کا چرچا کرتے رہے..... پھر ان کی بیٹی فرحانہ کی ولادت ہوئی۔ .....مگر فرحانہ جوں جوں بڑی ہوئی گھر والوں کو اندازہ ہوا کہ اس کی ذہنی حالت درست نہیں علاج معالجے کی فکر ہوئی۔ اور بات پاگل خانے تک پہنچی۔ لیکن ڈاکٹروں کے ایک گروپ کا خیال تھا کہ اگر اس لڑکی کی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے تو گھر پر رہ کر بھی یہ بہترین زندگی گزار سکتی ہے۔ یوں فرحانہ کی تربیت گھر کی چار دیواری میں ہونے لگی..... جب فرحانہ بڑی ہوئی تو اس کے رونے کی آوازیں اہل محلّہ کو ڈسٹرب کرنے لگیں..... کبھی ایسے آوازیں آتیں جیسے اسے مارا جا رہا ہو..... دونوں چھوٹے بھائی بہن کو چھوٹی چھوٹی بات پر اتنا مارتے کہ وہ بلبلا اٹھتی اور اونچی آواز سے بین کرنے لگتی..... پھر گھنٹوں اس کی سسکیاں ہوا میں غم ناک آواز بن کر مرتعش رہتیں..... ہمارے گھرانے نے اس بابت شکایت کی کہ یہ سلوک اس ذہنی مریضہ کے ساتھ کسی طور بھی مناسب نہیں..... وہ کہتے اس نے آج فلاں برتن توڑ ڈالے تھے۔ میز الٹ دی تھی..... پکا ہوا سالن گرا دیا تھا..... سب ایسی باتیں جو اس ذہنی مریضہ سے سرزد ہو رہی تھیں..... اور وہ معصوم لاعلمی اور پاگل پن کی وجہ سے اپنے افعال کی ذمہ دار نہیں تھی۔ دونوں چھوٹے بیٹے اپنی بڑی بہن کو چھیڑتے۔ مارتے، وہ چلاتی روتی تڑپتی تو وہ اس کا تماشا دیکھتے..... بعض اوقات وہ دونوں مل کر ایسی چوٹ لگاتے جس کے اثر سے وہ گھنٹوں روتی رہتی..... بے شک یہ گھر والوں کی ذمہ داری تھی کہ اپنے بیٹوں کو منع کرتے..... اور انہیں سمجھاتے کہ بڑی بہن جو ذہنی مریضہ ہے اس کے ساتھ پیار محبت سے رہیں۔ لیکن ان لڑکوں کے ہاتھ تو جیسے ایک شغل آ گیا تھا۔ ایک ادھر سے اٹھا، بہن کے بال کھینچ لیے..... چوٹی زور سے گھما ڈالی..... کوئی زور سے چٹکی کاٹ لی..... کوئی چیز اٹھا کر دے ماری..... گھر والے مجرمانہ غفلت کا شکار ہو رہے تھے..... کیا وہ اللہ کی مخلوق نہیں تھی..... کہ اسے..... بھی تشدد سے

Marfat.com

بچا لیتے.....حالانکہ وہ بدنصیب لڑکی گھر کی جھاڑو..... برتن، دیگر کاموں میں اس طرح مصروف رہتی جیسے کوئی عام لڑکی مصروف رہتی ہے..... اس دوران عجیب اتفاق ہوا کہ جوں جوں فرحانہ بڑی ہو رہی تھی حاجی صاحب کا کاروبار سمٹتا جا رہا تھا..... گاہک آنے بند ہوئے اور حتیٰ کہ ایک ایسا دن بھی آیا..... کہ ان کا کاروبار مکمل ختم ہو گیا.....

حاجی صاحب اس کاروباری کیفیت سے اس قدر صدمے سے دوچار ہوئے کہ ان کی غم سے صحت تباہ ہو گئی..... اور بستر سے لگ گئے..... وہ علاج سے ٹھیک تو ہو گئے لیکن ان کی صحت کام کاج کے لائق نہیں رہی تھی پھر اس کے بیٹے جو لاڈوں پلے تھے تلاش معاش میں گھر سے نکلے..... کبھی سیلز مینی کی۔ کبھی ملازمت۔ یہاں تک کہ حالات اتنے دگرگوں ہو گئے کہ اسے سمو سے تل کر بیچنا پڑے اپنا آبائی گھر بھی بک گیا اور وہ کرائے کے مکان میں منتقل ہو گئے۔ لیکن جیسے برکت اس گھر سے اٹھ گئی تھی..... وہ رقم بھی جلد ہی ختم ہو گئی اور وہ لوگ نان شبینہ کے محتاج ہو گئے..... ادھر فرحانہ کی حالت بدستور ایسی تھی اس کے آنسو اور اس کی درد بھری آوازیں دلوں میں شگاف ڈالتی رہیں..... آخر اسے ایدھی کے پاگل خانے میں داخل کروا دیا گیا۔ وہاں وہ صرف ڈیڑھ ماہ رہی..... اور اس کے انتقال کر جانے کی اطلاع آ گئی..... شاید وہ لڑکی ان کے گھرانے کی آزمائش تھی..... اور وہ گھرانہ ایک معذور لڑکی کو بے جا تنگ کرنے رلانے، ستانے، چڑانے کی وجہ سے عتاب الٰہی میں گرفتار ہو گیا تھا..... یہ وہ سمجھ ہی نہ سکے؟..... اس کے برعکس ایک ایسا گھرانا بھی ہے جس کا تعلق میرے اپنے خاندان سے ہے..... میرے چچا کے ہاں دوسری بیٹی کی ولادت ہوئی اس کا نام عشرت رکھا گیا۔ یہ بچی مئی 1962 میں پیدا ہوئی۔ ابھی اس کی عمر ڈیڑھ برس کی تھی کہ محسوس ہوا اس کا ذہنی توازن درست نہیں۔ ڈاکٹروں کے علاج کے ساتھ ساتھ عالموں سے بھی رابطہ کیا گیا۔ حکیموں سے بھی رابطہ کیا۔ مگر افاقہ نہ ہوا۔ ڈاکٹروں نے والدین کو یہی مشورہ دیا کہ اب اس کا علاج نہ کروائیں۔ بہتری کے امکانات نہیں ہیں اور یہ نہ ہو کسی تجربے کی بھینٹ چڑھ کر اس کی حالت مزید خراب

Marfat.com

ہو جائے۔ وہ بچی جسمانی طور پر تو بڑی ہو رہی تھی۔ لیکن اس کے ذہنی نشو ونما ایک خاص حد تک آ کر ٹھہر گئی تھی۔

ہماری چچی نے اس کی پرورش اور تربیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اس کے کھانے اوڑھنے پہننے پر مکمل توجہ دیتیں..... شوق اس میں تمام لڑکیوں والے تھے۔ ہار بندے چوڑیاں پاؤڈر کریمیں شوق سے استعمال کرتی۔ لیکن ذرا خلاف مزاج کوئی بات ہوئی۔ انہی چیزوں کو اٹھا کر توڑنے لگتی۔ چچی کسی کو اسے ڈانٹنے تک نہ دیتیں..... جسے سمجھ ہی نہیں اسے ڈانٹنا کیا معنی؟ ہمارے چچا نے اپنی اس معذور بیٹی کے جوان ہونے تک بہت مشکل وقت کاٹا..... مالی طور پر یہ وقت ان پر بہت کڑا تھا۔ انتہائی غربت اور کسمپرسی سے گزرا ہوتا تھا..... لیکن جونہی یہ معذور بیٹی بڑی ہوئی چچا کے دن پھرنے لگے۔ دولت کی آمد اتنی بڑھی کہ ریل پیل ہو گئی..... حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوبصورت سوسائٹی میں گھر بھی عنایت کر دیا۔ چچی جان کی ساری مصروفیت اپنی اسی معذور بیٹی کے گرد گھومتی تھیں۔ کہیں جانا بھی ہوتا تو سب کو بھیج کر خود اس کے لیے گھر رہتیں..... اسی معذور بیٹی کو ایک دن نہلاتے ہوئے بڑے سے زخم کی موجودگی سے پریشان ہو کر اسے ڈاکٹر کے پاس لے گئے۔ جس نے بہت سے ٹیسٹ کرنے کے بعد بتایا کہ اُس بیٹی کو شوگر کا عارضہ لاحق ہو گیا ہے۔ چچی جان نے زخم کی صفائی کرنا دوائی لگانا۔ پھر انسولین کے انجیکشن دینا چچا جان اور چچی جان نے اپنی ذمہ داری سمجھ کر لیا۔

آج ہمارے چچا کا گھرانہ معاشی خوشحالی کا ایک نمونہ ہے۔ اسی معذور بیٹی جس کا نام عشرت رکھا گیا تھا اور پیار میں جسے ''راجہ'' کہتے تھے..... اس کے لیے ایک کمرہ مخصوص ہے۔ یہ گھرانہ اس سے پیار محبت اور حسن سلوک سے بات کرتا ہے..... اس کی تمام ضروریات کا خیال رکھنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔

شاید ہم انسان نہیں سمجھتے کہ معذور بچے دراصل ایک گھرانے کا امتحان ہیں۔ آپ نے انہیں شفقت توجہ اور محبت دے دی تو آپ نے دنیا آخرت کی بھلائیاں اپنے نام

Marfat.com

لکھوالیں۔

ورنہ بصورت دیگر اللہ کو وہ لوگ ناپسند ہیں جو اس کی مخلوق سے محبت نہیں کرتے..... اللہ پاک کو سب باتوں کا علم ہے۔ وہ باخبر ہے..... وہ صرف جانچ رہا ہے انسان کا ظرف کتنا ہے..... وہ صبر شکر اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے سرنگوں ہے یا پھر اللہ کی مخلوق سے حقارت ونفرت کرتا ہے..... (اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکی اور بھلائی کی توفیق عطا فرمائے) آمین

﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۝﴾ (البقرہ ۱۵۳)

''بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔''

Marfat.com

بردبار.....

اے پروردگار تو کیسا بردبار ہے
اس شخص کے لیے بھی
جو تیری نافرمانی کرتا ہے.....
تجھے جھٹلاتا ہے.....
تو رزق اور اپنے فضل کے دروازے
اس پر بھی بند نہیں کرتا.....
تو کتنا مہربان ہے.....
کوئی ہے جس نے تجھ سے سوال کیا
اور تو نے اسے محروم رکھا
تیری طرف ملتجی ہوا
اور تو نے اسے بیکار چھوڑ دیا
تیرے قریب ہونا چاہا
اور تو نے اسے دور پھینک دیا.....
تیری طرف دوڑ کر آیا
اور تو نے اسے دھتکار دیا
پھر تو ہم جیسے گناہ گاروں کو دوزخ کی آگ میں کیونکر ڈالے گا
جبکہ رحم و کرم کا شیوہ تو نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے

Some times Allah Almighty greatest gifts are unanswered prayers.

Marfat.com

جہاز کا رخ مڑ گیا.....

سلمیٰ یاسمین نجمی بہت بلند پایہ ادیبہ ہیں۔ آپ کی تحریریں پاکستان کے ہر معتبر رسالے میں سند قبولیت پا چکی ہیں۔ آپ کی یہ تحریر اردو ڈائجسٹ کے حوالے سے مجھ تک پہنچی۔

آپ اپنی زندگی کے انوکھے تجربے سے گزریں آیئے یہ روداد خود ان کی زبانی سنتے ہیں.....

نومبر 95 کا سورج طلوع ہو چکا تھا.....ابتدائی گھڑیاں ہی تھیں کہ ٹیلی فون گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے گہری نیند سے بمشکل پیچھا چھڑا کر فون اٹھایا۔ امریکہ سے میری بیٹی کا فون تھا..... کہنے لگی۔ ''امی مجھے لگتا ہے فیلوپی ٹیوب میں پھر جمل ٹھہر گیا ہے یہ سن کر میرا دل دھک سے رہ گیا۔ نیند غائب ہو گئی..... اور ہاتھ پیر ٹھنڈے ہونے لگے'' ''تمھیں کیسے پتا چلا.....؟''

''کمال ہے امی پتا کیسے نہ چلتا۔ تیسری بار ہے مجھے خوب تجربہ ہو گیا ہے..... وہی کیفیت ہے۔ جیسے پیٹ میں گیس پیدا ہو رہی ہو ابھی ہسپتال جا رہی ہوں۔ آ کر تفصیل بتاؤں گی۔ فی الحال میری سلامتی کے لیے دعا کریں۔''

مجھے تو جیسے کسی نے دہکتے انگاروں پر ڈال دیا تھا..... کسی پل چین نہیں آ رہا تھا، کبھی دل کو تسلی دیتی کہ بیٹی امریکہ جیسے ماڈرن ترقی یافتہ ملک میں رہتی ہے۔ اسے یقیناً بروقت صحیح امداد مل جائے گی..... جیسے اللہ تعالیٰ نے پہلے بھی اسے موت کے منہ سے نکالا ہے وہ اب بھی رحم فرمائے گا۔

Marfat.com

اگلے ماہ یعنی دسمبر میں وہ پاکستان آنے والی تھی، اور ہم سب اس کے منتظر تھے۔ اب نیند کس کو آنی تھی۔ میں خاموشی سے بستر پر لیٹ گئی واقعات ایک فلم کی طرح میری آنکھوں کے سامنے آنے لگے۔ یہ سب جیسے کل کی بات ہے جب میری بیٹی کا پہلا بیٹا تین سال کا تھا۔ ان دنوں وہ لاہور میں رہائش پذیر تھی اس کا مجھے ایسا ہی فون آیا تھا کہ پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔ مجھے جو ٹوٹکے آتے تھے۔ مثلاً اجوائن کھالو..... کار مینا لے لو۔ قہوہ پی لو..... میری چھوٹی بیٹی اس کے پاس گئی ہوئی تھی۔ لیکن جب اس کے درد کو آرام نہیں آیا تو میں نے ڈانٹ کر کہا..... ''جاؤ کسی ڈاکٹر کو دکھاؤ.....''

امی شام ڈاکٹر جودت (آپا جی بنت السلام کی چھوٹی بہن) کو دکھانے ان کے کلینک گئی انہوں نے بڑی توجہ اور محبت سے چیک کیا۔ اور بتایا کہ ٹیوب میں حمل ٹھہر گیا ہے۔ مزید بتایا کہ ''دیر مت کرو..... تمہارا آپریشن فوراً ہونا چاہیے۔ اس خرابی سے جان جانے کا خطرہ ہوتا ہے تم ابھی جا کر الٹرا ساؤنڈ کرواؤ۔ ہم صبح تمہارا آپریشن کر دیں گے۔

الٹرا ساؤنڈ کروایا گیا۔ متعلقہ ڈاکٹر نے کہہ دیا..... مجھے تو اس میں کچھ بھی ایسی گڑبڑ نظر نہیں آ رہی..... یہ کلینک سے باہر آئی تو سیڑھیوں سے لڑھک گئی..... بیٹی کا خیال تھا کہ کمزوری سے اسے شاید چکر آ گیا تھا۔ لیکن بعد میں پتا چلا۔ اندر فیلوپی ٹیوب پھٹ چکی تھی..... اور خون رس رہا تھا۔ بہرحال اس نے دوسری جگہ سے الٹرا ساؤنڈ کروایا۔ انہوں نے اس کی تسلی کے لیے کہہ دیا ٹیوب نہیں پھٹی اور پیٹ میں سوئی بھونک دی۔ یہ انتہائی خطرناک عمل تھا جو جان لیوا بھی ثابت ہو سکتا تھا۔ اس دوپہر میری بیٹی یکلخت بے ہوش ہو گئی۔ اسے فوراً شائد لطیف کے کلینک لے جایا گیا۔ انہوں نے آدھے گھنٹے کے اندر اندر آپریشن کر دیا۔ پتا چلا کہ اس کے پیٹ میں خون جمع ہو چکا تھا۔ یہ اللہ کا احسان تھا کہ خون کے لوتھڑے نہیں بنے تھے، جب ہم اسے ملنے پہنچے تو اس کا چہرہ املتاس کے پھولوں کی طرح زرد ہو رہا تھا اس نے اپنی سوگوار آنکھیں اٹھا کر مجھے دیکھا اور بولی۔

Marfat.com

''امی ٹیوب ضائع ہوگئی ہے۔ آپ کو پتا ہے نا مجھے بچے کتنے اچھے لگتے ہیں۔ جی چاہتا ہے میرے چاروں طرف بچے ہی بچے ہوں۔''

میں نے حوصلہ دیتے ہوئے کہا ''اللہ کے خزانے میں کسی چیز کی کمی نہیں، اور یہ لمحہ شکر ہے کہ اللہ نے تمہاری جان بچالی ہے۔''

مجھے علم تھا کہ میری بیٹی کو بچے بہت اچھے لگتے ہیں۔ جب وہ سات آٹھ سال کی تھی تب بھی کواٹروں سے ملازموں کے نوزائیدہ بچے منگوا کر گود میں لیے بیٹھی رہتی بچے کالے ہوں یا گورے موٹے ہوں یا دبلے میلے کچیلے ہوں یا صاف ستھرے۔ بس بچے ہونے چاہئیں۔ جن کی معصوم قلقاریوں سے وہ محظوظ ہوتی تھی، میرے منع کرنے اور ڈانٹنے کا بھی اس پر اثر نہ ہوتا۔

پندرہ بیس دن بعد وہ اس قابل ہوئی کہ چل پھر سکے۔ اسے اپنی جان سے زیادا اس بات کا غم تھا کہ ٹیوب کیوں ضائع ہوگئی..... اور نئی روح کی متوقع آمد کیسے ختم ہوگئی عجیب لڑکی ہے؟ میں سخت جھنجھلا اٹھتی.....

سات آٹھ ماہ گزر گئے..... دوبارہ اس کا فون آیا..... کچھ بولنے کی بجائے وہ صرف سسکیاں لے رہی تھی۔ میں تڑپ اٹھی..... کیا بات ہے کچھ تو بولو؟ کسی نے کچھ کہہ دیا ہے۔ آخر ہوا کیا ہے؟.....

''امی مجھے پھر ایسا لگ رہا ہے جیسے پیٹ میں ابھارہ ہے۔ پیٹ بھی جیسے سن سا ہو گیا ہے لگتا ہے پھر ٹیوب والا حمل ہے''

میرا رنگ فق ہوگیا۔ میں نے لرزتی ہوئی آواز میں پوچھا..... تمہیں یقین ہے''

''بالکل امی۔ وہی کیفیت ہے'' ڈاکٹر کہتے تھے اگر اب کی بار ہوا تو دوسری بار بھی ہوسکتا ہے ڈاکٹر نے کہا تھا خطرہ نہ لو۔ دوسری ٹیوب نکلوا دو۔'' مگر میں نہیں مانی: بس آپ فوراً لاہور آ جائیں۔ میں ڈاکٹر کے پاس جارہی ہوں۔ شاید وہ اسے بچالیں۔''

بیٹی سیدھی کلینک پہنچی..... ڈاکٹر نے آپریشن کی تیاریاں شروع کر دیں۔ دو ڈرپس

Marfat.com

لگ گئیں۔ سسرال والے بھی پہنچ گئے۔ انہوں نے کا ''سوچا راشد لطیف کو دکھا کر اس کے مشورے پر عمل کرنا چاہیے'' بیٹی کو آپریشن ٹیبل سے اٹھا کر راشد لطیف کے ہسپتال پہنچایا گیا۔ الٹرا ساؤنڈ ہوا اس کو دیکھنے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ٹیوب میں حمل نہیں ہے۔ سب کچھ نارمل ہے..... یہ سن کر بیٹی نے پوچھا..... ''اگر میں ٹھیک ہوں تو پنڈی چلی جاؤں۔''

جواب ملا ''صبح چلی جانا'' یہ سن کر بیٹی نے مجھے پنڈی سے لاہور آنے سے منع کر دیا..... لیکن اسی دوپہر ایک بجے وہ دوبارہ بے ہوش ہوگئی اسے دوبارہ ہسپتال لے جایا گیا انہوں نے فوراً لیپر وسکوپی کی۔ لیپر وسکوپی سے پتا چلا ٹیوب پھٹی ہوئی ہے۔ چونکہ جلد پتا چل گیا تھا اس لئے ٹیوب مرمت کر کے محفوظ کر لی گئی۔ میں پنڈی سے سیدھی ہسپتال پہنچی۔ میں نے جھک کر بیٹی کی پیشانی کو بوسہ دیا..... اس نے بڑی بڑی آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا تو دو آنسو آنکھوں کے پیالوں سے چھلک کر تکیے میں جذب ہو گئے..... آنسو کیا تھے۔ دو انگارے تھے ''جو میرے دل کی ہتھیلی پر جا گرے تھے۔ ان آنکھوں میں دکھ، حسرت اور ناکام آرزو جیسے منجمد ہوگئی تھی اُف انسان کتنا بے بس ہے۔ میں ماں تھی میرا جی چاہتا تھا کہ اپنا کلیجہ نکال کر باہر رکھ دوں'' بس چلے تو آسمان سے ستارے نوچ کر اس کے آنچل میں بھر دوں..... اس کے گرد قلقاریاں مارتے بچوں کا ڈھیر لگا دوں..... لیکن میں ماں تھی۔ صرف ماں..... خدا تو نہیں تھی..... بے شک اس مالک نے تخلیق کے کل کا ایک ذرہ مجھے عنایت کیا تھا..... جس کے طفیل ممتا نے تسکین پائی تھی مگر میں بے بس ہوں اور وہ جو اپنی مخلوق سے ستر ماؤں سے بھی بڑھ کر محبت کرتا ہے..... میرا دل اپنے رب عظیم کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔ ''پروردگار اس کی جھولی بھر دے.....''

روح کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی یہ آہ تھی کہ دعا..... جو میں نے آنسوؤں میں ڈوب کر اس کے حضور پیش کی تھی.....

میں بیٹی کے پاس بیٹھ گئی..... اس کے ٹھنڈے ٹھنڈے نازک سے ہاتھ اپنے

Marfat.com

ہاتھوں میں لے لیے..... الفاظ کہیں گم ہو گئے تھے..... تسلی کے دو بول بھی میرے منہ سے نہ نکل سکے..... دل ریزہ ریزہ ہوا جا رہا تھا..... آنسوؤں کی چادر کے اس پار بیٹی کا دھندلا دھندلا چہرہ نظر آیا..... علامہ اقبال کا شعر ہے

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

اس روز قبولیت کی گھڑی تھی۔ یا شکستگی دل کی ادا اللہ کو بھا گئی تھی..... یا آنسوؤں کی سوغات قبول فرما لی گئی تھی۔ ایک ماں کی دعا نے قبولیت کا شرف حاصل کر لیا اور دو سال بعد ہی اس مرمت شدہ ٹیوب سے میری بیٹی کو اللہ نے پریوں کی شہزادی عطا کر دی..... سب تعریف اس رب کے لیے ہے جو دل مضطر کی دعائیں سنتا اور قبول بھی کرتا ہے۔

مگر..... بات ابھی پوری ختم نہیں ہوئی.....

اس دوران..... بیٹی امریکہ چلی گئی..... بچی بھی نومبر 95 میں وہیں پیدا ہوئی۔ زندگی پھر رواں دواں ہو گئی..... ہم سب خوش اور مطمئن تھے۔ وہ بھی دو بچوں کے ساتھ پرمسرت زندگی گزار رہی تھی۔ بات یہاں ختم ہو جانی چاہیے تھی..... مگر پھر ویسی ہی اندوہناک فون کال ہزاروں میل دور سے موصول ہوئی..... یہ دسمبر 98 کی بات ہے..... بیٹی تم نے کیوں خطرہ مول لے لیا، میں تم سے اتنی دور ہوں..... فوری طور پہ پہنچ بھی نہیں سکتی..... یہاں بیٹھی پریشان ہوتی رہوں گی۔ تم فوراً اپریشن کروا دو۔ اس قصے کو ختم کرو۔"

"نہیں امی..... وہ تڑپ کر بولی، میں ٹیوب کو بچانے کی کوشش کروں گی ڈاکٹر مجھ پر اپنا تجربہ کر رہے ہیں۔ وہ مجھے کیموتھراپی کا ٹیکا لگائیں گے۔ اس کے ذریعے جنین (Embroy) آہستہ آہستہ ختم ہو کر خارج ہو جائے گا۔

"کیوں اپنی جان کی دشمن بنی ہو؟ ایسا تجربہ مت کرو..... اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو بچے کون پالے گا"؟

Marfat.com

مگر وہ تجربہ کروانے پر تلی بیٹھی تھی..... اسے ٹیکا لگا دیا گیا..... اس کے جسم میں حمل کو برقرار رکھنے والے ہارمونوں کی سطح گرنے لگی۔ مگر درد میں کوئی کمی نہیں آئی بمشکل گھر کا کوئی کام کرتی پھر لیٹ جاتی..... کسی مدد کے بغیر دو بچے سنبھالنا اور گھر کا کام کاج اس کے لیے دوبھر ہوتا چلا گیا۔ پھر اس نے فیصلہ کرلیا کہ وہ پاکستان آ جائے۔ تاکہ وہ آرام کر سکے۔ اس کے ہارمونوں کی سطح گر رہی تھی۔ آخر ڈاکٹر نے کہہ دیا کہ اب ہارمونوں کی سطح تسلی بخش ہے۔ یعنی جنین ختم ہو گیا ہے چنانچہ اس نے فوراً پاکستان جانے کے لیے ٹکٹ لے لیا۔

اسے پہلے لاہور میں اپنے سسرال پہنچنا تھا۔ وہاں امریکہ میں میرے دیور دیورانی اس کے گھر کے قریب ہی تھے۔ اس کے جہاز پر روانہ ہوتے ہی میری دیورانی کا فون آ گیا سلمیٰ..... ہمارے منع کرنے کے باوجود وہ جہاز پر چڑھ تو گئی ہے لیکن اس کی طبیعت ٹھیک نہیں..... اتنا لمبا سفر ہے اللہ خیر کرے۔ اس کے چچا بھی خوش نہیں تھے۔ اب کیا ہونے والا ہے؟ یا کیا ہو سکتا ہے؟ صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا۔ میں نے جب اس سے بات کی وہ مجھے تسلی ہی دیتی رہی..... کہ ''صرف تیزابیت یا اپھارہ ہے..... اور کچھ نہیں''

میں اس لمحے سمجھ گئی کہ تجربہ ناکام ہو چکا ہے۔ ہارمونوں کا قصہ میری سمجھ سے بالاتر تھا؟ بس مجھے معلوم ہو گیا کہ بیٹی ٹھیک نہیں۔ اب کیا ہونے والا ہے؟ یا کیا ہو سکتا ہے؟ یہ بھی مجھے معلوم نہ تھا؟ یہ صرف اللہ کو پتا تھا۔ میرے اختیار میں اب کچھ نہ رہا سوائے اس کے کہ میں اپنے رب کی طرف رجوع کروں۔ جو طلب کرنا ہے۔ اسی سے کروں۔ رات کے بارہ بج رہے تھے۔ میں وضو کر کے نماز حاجت پڑھنے کھڑی ہو گئی۔ ذرے سے بھی حقیر وجود والی ایک کنیز ایک لونڈی۔ اپنے آقا۔ اپنے فرمانبرداء کائنات کے حضور کھڑی تھی۔ آنسوؤں کے چشمے ابل رہے تھے۔ لگتا تھا کہ میرا پورا وجود پگھل کر بہہ جائے گا۔ یہ آنسو نہیں جگر کا خون تھا جو بہہ رہا تھا۔ میں نے اپنے آقا کا دامن تھام لیا ''اے میرے آقا..... اے دو جہانوں کے پالن ہار..... پتھر کے اندر چھپے کیڑے کی خبر گیری کرنے

Marfat.com

والے۔ میری بچی مجھے واپس دے دے۔ اولاد کی محبت تو نے ہی دل میں ڈالی ہے اور تو ہی اسکا رکھوالا ہے۔ مجھے اس کی جدائی کا دکھ نہ دینا۔ میں بہت کمزور ہوں..... مجھے کسی آزمائش میں مبتلا نہ کرنا اے اللہ پاک آپ خود کہتے ہیں میں نے ابن آدم میں عزم نہیں پایا..... میں کمزور ہوں۔ آپ میری بیٹی کو اپنی حفاظت کے حصار میں لے لیں۔ میں پتا نہیں اس کے علاوہ کیا کیا کچھ بولتی رہی۔ گڑگڑاتی رہی.....

اس دن تو جیسے سارے بندھن ٹوٹ گئے..... میں اپنے رب سے باتیں کیے جا رہی تھی۔ اس کی خوشامدیں کر رہی تھی۔ واسطے دے رہی تھی۔ اسے منا رہی تھی اپنی حالت زار سنا رہی تھی۔ روتے روتے میری آنکھیں اتنا سوج گئی کہ کھل نہیں رہی تھیں۔ آنسوؤں نے میرا دوپٹہ بھگو دیا تھا۔ اچانک فجر کی اذان بلند ہوئی۔ میں مالک کل کائنات کے سامنے دوبارہ جھک گئی۔ میں نے نماز پڑھ کر جیسے ہی سلام پھیرا میرے فون کی گھنٹی بج اٹھی میرے داماد عابد کی آواز آئی.....

''فوراً گاڑی بھجوایئے''

کیا بھیجوں؟ تم کہاں سے بول رہے ہو۔ میری آواز لرز رہی تھی۔ ''لاہور کا موسم خراب ہے۔ ہماری پرواز اسلام آباد کی طرف موڑ دی گئی ہے۔ آپ گاڑی بھیجیں۔''

میرے بیٹے فوراً گاڑی لے کر ہوائی اڈے کی طرف دوڑ پڑے۔ تھوڑی دیر بعد میری بیٹی میرے سینے کے ساتھ لگی سسکیاں بھر رہی تھی..... شکل سے لگتا تھا جیسے مدتوں کی بیمار ہو.....

''پتا نہیں امی میں ٹھیک کیوں نہیں ہو رہی ..... میں تو نشست پر بیٹھ ہی نہیں سکی۔ سارا راستہ فرش پر لیٹی رہی ہوں۔ شکر ہے کہ دو گھنٹے بچ گئے..... ''کہیں ایسا تو نہیں کہ تجربہ ناکام ہو گیا''

''نہیں امی۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ جسم میں ہارمون کم ہونے کا مطلب بھی یہ ہی ہے کہ جنین اب بے جان ہے''

Marfat.com

عابد بولے۔ ''لاہور میں موسم خراب تھا۔ دھند بہت تھی اصولی طور پر تو پرواز کو کراچی کا رخ کرنا چاہیے تھا۔ مگر مسافروں نے شور مچایا کہ اتنی دور کی بجائے اسلام آباد اتار دو۔ موٹروے سے لاہور جانے میں کم وقت لگے گا۔ پھر میں نے بھی بطور خاص درخواست کی کہ میری بیوی سخت بیمار ہے لہٰذا یہ ان کی مہربانی ہے کہ ہم اب آپ کے پاس موجود ہیں۔''

یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ میں نے اس کی صحت زندگی کی دعا مانگی تھی۔ اور اللہ کی کیسی حکمت اس بات میں پوشیدہ تھی کہ وہ بہ نفس نفیس میرے سامنے موجود تھی..... تھوڑی دیر بعد اس کے چچا ڈاکٹر سعید خواجہ کا فون آیا جو اسلام آباد کے شفا ہسپتال سے وابسطہ ہیں۔ ساری کیفیت سننے کے بعد انہوں نے بھی یہی مشورہ دیا کہ اسے فوراً ڈاکٹر ریحانہ حمید کے پاس لے جائیں۔

انہوں نے چیک کرنے کے بعد کہا۔

''جلد از جلد اپریشن کروالو۔ تم آتش فشاں کے دھانے پر بیٹھی ہو.....''

لیکن بیٹی اپریشن کے لیے تیار نہیں ہو رہی تھی۔ لیڈی ڈاکٹر نے کہا ''میں تمہیں صرف ایک دن کی مہلت دے رہی ہوں..... اس سے زیادہ کی نہیں۔'' رات کے گیارہ بجے اسے اچانک شدید درد اٹھا۔ ڈاکٹر ریحانہ حمید کو ایمرجنسی فون کر دیا گیا۔ درد بہت شدید تھا اتنا کہ وہ نڈھال ہو کر گرنے لگی تھی..... بھائیوں نے گود میں اٹھا کر کار میں ڈالا۔ ڈاکٹر ریحانہ حمید کی مہربانی کہ رات کے بارہ بجے وہ ایمرجنسی اپریشن کے لیے آ گئی تھیں لیکن پہلے وہ الٹرا ساؤنڈ رپورٹ دیکھنا چاہتی تھیں۔ الٹرا ساؤنڈ کرنے والے ڈاکٹر رات کو چھٹی پر تھے۔ بہرحال رات کے دو بجے وہ پہنچ گئے۔

بیٹی رو کر کہنے لگی میری خون کی رپورٹس تو دیکھ لیں۔ ڈاکٹر نے کہا..... ''تم کیسی لڑکی ہو.....؟ اور یہ شدید درد کیسے برداشت کر رہی ہو..... امریکی ڈاکٹروں نے جو علاج کیا ہے وہ فیل ہو چکا ہے.....''

Marfat.com

لیکن وہ مصر رہی خون کی رپورٹس تو دیکھ لیں..... اس طرح اپریشن صبح تک ملتوی ہو گیا۔ فجر کے وقت اچانک نرس نے کہا..... اپریشن ابھی اور اسی وقت ہوگا.....'' یہ سن کر میں سکتے میں آ گئی.....

بیٹی نے پوچھا کیا میں چل کر جاؤں گی۔''

نرس نے گھبرا کر کہا..... پلیز دیر نہ کریں..... آپ کو نہیں معلوم..... ایک ایک منٹ قیمتی ہے..... نرس تیزی سے وھیل چیر چلاتی ہوئی اپریشن تھیٹر بھاگی جا رہی تھی..... میں بھی ساتھ ساتھ بھاگ رہی تھی لیڈی ڈاکٹر نے کہا..... ''وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔ اس کی ٹیوب پھٹ گئی ہے اندرونی طور پر خون بہنا شروع ہو گیا ہے.....''

میں باہر سیڑھیوں پر بیٹھ کر دعائیں مانگنے لگی..... لیڈی ڈاکٹر نے بعد میں مجھے بتایا کہ اس کی ٹیوب جتنی بڑی نکلی ہے اس حساب سے یہ کسی بھی لمحے پھٹ سکتی تھی خاص طور پہ جہاز میں۔ کیونکہ بلندی پر خون کا دباؤ زیادہ ہوتا ہے۔ میرے نزدیک تو آپ کی بیٹی کا بچ جانا معجزہ ہے۔ خوش قسمتی سے ٹیوب دوران سفر نہیں پھٹی۔ ورنہ بیس پچیس منٹ کے اندر اندر سارے بدن کا لہو نکل جاتا اور بچنے کا ایک فی صد امکان بھی نہ ہوتا.....''

میں حیران کھڑی لیڈی ڈاکٹر کا منہ دیکھ رہی تھی۔ اگر یہ جہاز..... واپس کراچی یا ملتان چلا جاتا۔ تو دورانِ سفر کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ یا اگر وہ لاہور میں اترتی تو وہ گھر جاتے ہی کبھی اپریشن روم میں نہ جاتی..... ٹالتی رہتی.....

مجھے یہ سوچ کر جھرجھری آ گئی۔ بے شک اس کی زندگی تھی جو اسباب بن گئے مگر ایک ماں کے دل سے نکلی ہوئی دعا نے بھی اثر دکھایا ہوگا۔ جس نے جہاز کا رخ موڑ دیا..... کرنے والا تو بے شک رب ہے جو ہر شے پر قادر ہے۔ ہمیں تو بس اتنا کرنا ہوتا ہے کہ اپنی پیشانی اس کے قدموں پہ رکھ کر گڑگڑائیں اور آنسوؤں اور سسکیوں کا نذرانہ پیش کر دیں۔ صرف وہی تو دل مضطر کی دعا سنتا اور قبولیت بخشتا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے۔

Marfat.com

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَ لْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ۝﴾

(البقرہ ۱۸۶)

''اور اے پیارے رسول ﷺ جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتا دیجئے کہ میں ان سے قریب ہی ہوں پکارنے والا جب پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ انہیں میری دعوت قبول کرنی چاہیے اور مجھ پر ایمان لانا چاہیے تا کہ وہ راہ راست پر چلیں۔''

Marfat.com

بے سلیقہ بے ھُنر

اے شاہ لولاک

مجھے اپنی دعاؤں کی نارسائی کا کچھ بھی گلہ نہیں
شائد کہ میں نے تجھ سے کچھ اس طرح مانگا نہیں

میں بے سلیقہ بے ہنر۔ میں بے طریقہ بے صبر
میری دعائیں بے اثر میری صدائیں بے ڈگر
تیری رحمتیں تو بے کراں
تیری عظمتیں تو لامکاں
تیری ھیبتیں قریہ بہ قریہ
تیری رفعتیں چارسو
تیرا مطیع سارا جہاں
تیرے سامنے میں بارکوع
میرا عجز تیری آرزو
میری آرزو تیری جستجو
تیری جستجو کو بہ کو

کو بہ کو --- الله هو --- لا اله الا هو—

If Allah almighty answer your prayers He is increasing your faith.

Marfat.com

If He delays,

He is increasing your patience.

If He does not answer your prayer He is preparing the best for you.

Marfat.com

کٹھن لمحے.....

سید عرفان قریشی کے حوالے سے یہ واقع نذر قارئین ہیں سید عرفان قریشی اچھے لکھاری ہیں۔آیئے ان کی زبانی یہ واقع سنتے ہیں۔

سیکنڈ ائیر کے ایگزائم سے فارغ ہوتے ہی ہم تینوں دوستوں نے گھومنے پھرنے کا پروگرام بنایا--- تا کہ وہ تین چار ماہ جو پڑھائیوں کی Tension میں گزرے ہیں اب ہلے گلے سے خوشیوں کی نوید بن کر گزریں.....اور ہماری جسمانی اور ذہنی تھکاوٹ بھی دور ہو جائے.....ہم تینوں دوست تو راضی تھے.....لیکن اصل مسئلہ ظفر کا تھا.....ظفر ہمارے گروپ کا سب سے Jolly لڑکا تھا..... وہ بات بات میں ایسے لطیفے سناتا کہ ہم سب کا ہنس ہنس کے برا حال ہو جاتا..... ویسے بھی اتنا ہنس مکھ لڑکا کہ اس کے بغیر ہمارا گروپ بے جان تھا.....ہم نے ظفر سے پوچھا کہ کیا وہ ہمارے ساتھ ایک دن کے لیے مری جانے کے لیے تیار ہے.....؟ ظفر خاموش ہو گیا.....میں جانتا تھا وہ مری جانے سے کیوں کترا رہا ہے..... اس کے والد کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا۔ والد نے بڑی جدوجہد اور سفید پوشی کا بھرم رکھتے ہوئے اس کی پرورش کی تھی.....ہم نہیں چاہتے تھے کہ وہ کسی احساس سے دوچار ہو..... یا کوئی شرمندگی محسوس کرے۔ ہم تینوں دوستوں نے اس کا ٹکٹ اور تمام مری کے اخراجات خود بانٹ لیے اور اسے کہا کہ ولید ٹکٹ لے آیا ہے اور یہ ٹور اس کی طرف سے بطور Treet ہوگا۔ کیونکہ چند ماہ پیشتر اس کے بڑے بھائی کی شادی ہوئی تھی۔اب مسئلہ آنٹی کو منانے کا تھا..... کیونکہ وہ اپنے بیٹے کو جوان کی عمر بھر کی پونجی تھی کہیں لڑکوں کے ساتھ اکیلے جانے نہیں دیتی تھیں.....انہیں احساس تھا

Marfat.com

کہ لڑکے جو ابھی Teenager ہوں وہ خطرات میں کود جاتے ہیں اور اپنی جان کو خواہ مخواہ خطرے میں ڈال دیتے ہیں..... اس لئے وہ کبھی پکنک پر بھی نہیں جانتے دیتی تھیں۔لیکن۔اس بار ہمیں پتا نہیں کیوں اس کے بغیر مری جانا بیکار لگ رہا تھا..... جب گپ شپ لگانے والا لڑکا ہی ساتھ نہیں ہوگا تو مزہ کیا خاک آئے گا..... پھر ہمارا چار کا ٹولہ ہی مکمل نہ ہوا تو لطف بھی آدھا رہ جائے گا..... چنانچہ ہم تینوں مل کر آنٹی کی منت سماجت کرنے ان کے گھر چلے گئے..... کہ وہ اسے ایک بار..... صرف ایک بار ہمارے ساتھ مری جانے کی اجازت دے دیں..... امتحان دے چکے ہیں..... چاروں کا ٹولہ ہو سکتا ہے رزلٹ کے بعد بکھر جائے..... ظفر میڈیکل کالج چلا جائے..... ولید انجینئرنگ کالج میں داخلہ لے لے..... میں آرمی میں چلا جاؤں..... آنٹی کا دل یہ سن کر پسیج گیا..... واقعی..... زندگی کے راستے۔ہمیں جانے کہاں کہاں بکھیر دیں..... پھر..... یہ وقت یہ گھڑیاں دوبارہ آئیں نہ آئیں.....

آنٹی کو تشویش تھی..... ایک تو مری کا راستہ..... پھر پہاڑوں کی اترائی چڑھائی..... بہرحال..... ہم نے آنٹی کو پتا نہیں کتنی قسمیں دے دے کر منایا کہ آپ بالکل فکر نہ کرنا..... ہم ظفر کی مکمل حفاظت کریں گے۔حتیٰ کہ خوراک بھی اچھی جگہ سے کھائیں گے۔پانی بھی منرل (mineral) واٹر پئیں گے۔"جو ہم سے ہو سکتا تھا ہم نے آنٹی کو تسلی دی..... وہ پھر بھی اتنی پریشان تھیں کہ بولیں..... "بیٹا مجھے کسی چیز سے ڈر نہیں لگتا۔بس اس کی کھلنڈری طبیعت سے ڈر لگتا ہے۔بس اس کا خیال رکھنا۔فوٹو گرافی کے لیے خطرناک پوز نہیں بناتے رہنا.....؟

"اوفوہ آنٹی..... ہم سب بچے تھوڑے ہی ہیں جو آپ اتنی شدید پریشان ہو رہی ہیں۔"

بہرکیف..... آنٹی مان گئیں۔ہم اور ہماری رخصتی کا دن آ گیا۔ہم چاروں بہت Fxcited ہو رہے تھے..... لیکن آنٹی کا چہرہ اس دن اسے رخصت کرتے ہوئے بالکل

Marfat.com

زرد ہو رہا تھا، چلتے چلتے وہ مجھ سے کہنے لگیں..... ''بیٹا..... یہ میرا واحد سہارا ہے..... اس کا خیال رکھنا..... یہ اللہ کے سپرد ہے..... لیکن تم تینوں بھی اس کا خیال رکھنا.....'' ہم نے انہیں اطمینان دلایا..... یہ بھی کہ صرف ہفتے بھر کا تو پروگرام ہے..... ان شاء اللہ ہم ہفتے بعد آپ کے پاس ہوں گے.....

تمام سفر ہمیں بائی روڈ ہی کرنا تھا..... پہلے ہم لاہور پہنچے..... وہاں تین دن گزارے۔ میں نے اپنے کرن سے گھر کا ایک کمرہ لے لیا..... ہم نے لاہور کی دن بھر خوب سیریں کیں۔ اقبال پارک، عجائب گھر، چڑیا گھر، جلو پارک ہم سب جگہوں کے علاوہ بازاروں میں بھی گھومتے پھرتے رہے۔ میرے دوستوں نے انارکلی سے ہلکی پھلکی شاپنگ کی..... اس کے بعد ہم عازم مری ہوئے مری اپنے جوبن پر تھی..... مری پہنچ کر ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں میں پھرنے کا لطف ہی کچھ اور تھا..... شوخی اور بے فکری..... کا وقت ایسے تھا جیسے ہمارے چاروں طرف بہاریں ہی بہاریں ہوں..... اگلے روز صبح کے وقت ہمارا پروگرام چیئر لفٹ کی طرف جانے کا تھا..... چیئر لفٹ پہ بیٹھنے اور enjoy کرنے کا اپنا مزہ ہے۔ میرے ساتھ ظفر تھا..... سعد اور ولید پچھلی لفٹ میں بیٹھے تھے..... تھوڑی سی دور جا کر پتا نہیں کیا ہوا۔ لفٹ اچانک رک گئی..... شاید بجلی کے نظام میں خلل ہوا تھا..... گو ہم سب کو معلوم تھا کہ یہ وقفہ دس پندرہ منٹ سے زیادہ نہیں ہوگا..... لیکن ہماری منچلی طبیعت اپنے جوبن پر تھی..... پھر یہ کہ ہماری لفٹ کی اونچائی اتنی نہیں تھی۔ پہاڑ پر بنے مکانات کی چھتیں ہم سے خاصی قریب تھیں۔ سعد اور ولید چونکہ پیچھے تھے۔ اس لئے وہ باآسانی چھتوں پر کود گئے..... انہیں دیکھ کر ہم نے بھی ہمت پکڑی..... کہ چلو۔ ادھر جمپ کر کے نیا راستہ پکڑتے ہیں..... میں نے بھی ایک مکان کی چھت پر چھلانگ دی..... لیکن جب ظفر چھلانگ لگانے لگا تو وہاں چھت کی منڈیر ساتھ تھی..... وہ جیسے ہی کودا..... وہ خود پر بیلنس نہ رکھ سکا اور چھت سے نیچے گر گیا۔ حالانکہ مکان کی چھت زمین سے زیادہ اونچائی پر نہیں تھی..... ہم سب گھبراہٹ میں جلدی جلدی

Marfat.com

نیچے اترے..... ظفر بے سدھ پڑا تھا..... مقامی لوگوں کی مدد سے اسے فوراً ہسپتال لے گئے..... بظاہر اس کے جسم پر معمولی خراشیں آئی تھیں لیکن وہ مسلسل بے ہوش تھا۔ اور اس کی بے ہوشی پریشان کن تھی..... ہماری حالت تو مردوں سے بدتر تھی..... ڈاکٹروں نے اسے طبی امداد دے دی تھی اور ساتھ کہا تھا "اگر اسے جلد ہوش نہ آیا تو اس کی اسکیننگ کے لئے اسلام آباد لے جانا ہوگا۔"

ہمارے ہوش تو جیسے خطا ہو چکے تھے..... ہم آنٹی سے کتنی منتوں اور وعدوں کے ساتھ اسے اپنے ساتھ لائے تھے..... اور ہماری ہی چھوٹی سی شرارت سے اتنا بڑا حادثہ ہو گیا تھا..... ہم خوف سے کانپ رہے تھے..... آنٹی کے کہے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے تھے..... "بیٹا اس کا خیال رکھنا۔ یہ دنیا میں میرا واحد سہارا ہے..... ظفر کو I.C.U میں رکھا گیا تھا۔ گھر اس کی والدہ کو اطلاع دینے کا ہم میں سے کسی کو حوصلہ نہیں ہو رہا تھا..... اسی لمحے اپنے گھر والوں سے دور..... پردیس میں اپنے دوست کو زندگی اور موت کی جنگ لڑتے دیکھنا..... عجیب حادثہ تھا..... ہم تینوں اتنے نمازی نہیں تھے..... لیکن اس لمحے ہمیں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات باری ہی سے امید طلب تھی..... ہم تینوں وہیں ہسپتال کے سنگی بنچ پر پتھر کے مجسموں کی طرح بیٹھے تھے..... اور پھر وہیں گھاس پر ہم روتے روتے گر گئے..... ہمارے ہاتھ دعا کے لیے اٹھے ہوئے تھے..... وہیں گھاس پہ ہم نے اپنی پیشانیاں ٹیک دی تھیں۔ اے رب العالمین..... ظفر کو زندگی دے دے..... اے رب العالمین ظفر کو زندگی دے دے....." ہمیں کچھ ہوش نہیں تھا ہمیں لوگ دیکھ رہے ہیں یا نہیں..... ہم تینوں صرف روتے ہوئے گڑگڑاتے ہوئے ظفر کی زندگی کی بھیک مانگ رہے تھے..... ہم تینوں مختلف آوازوں میں اللہ رب العالمین کو پکار رہے تھے..... نہ ہمیں بھوک کا احساس تھا نہ پانی کا..... ولید تو باقاعدہ اونچی آواز سے دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا..... میری اپنی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں..... میں انہیں حوصلہ دے رہا تھا۔

Marfat.com

''ان شاء اللہ ظفر کو کچھ نہیں ہوگا..... وہ ٹھیک ہو جائے گا.....''

میں بے اختیار یہ کہتے کہتے سجدے میں گر گیا..... اور ظفر کی زندگی کے لیے دعائیں مانگنے لگا..... وہ شاید قبولیت کی گھڑی تھی۔ کچھ دیر بعد ہی نرس نے آ کر اطلاع دی..... ''آپ کے دوست کو ہوش آ گیا ہے.....''

ہماری خوشی دیدنی تھی..... ہم ایک بار پھر سجدے میں گر گئے..... اللہ تعالیٰ نے ہمیں آنٹی کے سامنے سرخرو کر دیا تھا..... کس قدر مان سے ہم تینوں نے کہا تھا۔

آنٹی آپ فکر نہ کریں..... ہم ہیں نا اس کے ساتھ.....''

لیکن اس دن میں احساس ہوا..... حفاظت کرنے والا صرف وہی رب العالمین ہے۔ ہم لاکھ محافظوں کی نگرانی میں بھی ہوں۔ جب تک اس مالک و خالق کی حفاظت کا حصار نہیں ہوگا۔ ہم ہر جگہ ہر مقام پر غیر محفوظ ہوں گے..... اللہ تعالیٰ نے ہمارے دوست کو زندگی عطا کر کے ہمیں شکر گزاری کا ایسا سبق دیا ہے کہ ہم تینوں دوست اب واقعی بدل گئے ہیں..... ہماری شوخی شرارت اب اللہ کی نعمتوں کی قدر اور شکر میں ڈھل گئی ہے..... اتنے بڑے حادثے نے ہمیں اللہ تعالیٰ سے قریب کر دیا ہے..... آج ہمارا ایمان یقین محکم میں ڈھل چکا ہے.....

ارشاد ہوتا ہے

﴿مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۝﴾ (تغابن ۱۱)

''کوئی مصیبت کبھی نہیں آتی مگر اللہ کے اذن سے آتی ہے۔ جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہو۔ اللہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے۔ اللہ کو ہر چیز کا علم

Marfat.com

توفیق

تیری حمد مجھ سے بیاں ہو کیونکر
تو شہنشاہوں کا شہنشاہ اور میں بندہ بشر
تیری تسبیح کرتے نکلے میری جان
اے رب مجھے ایسی توفیق عطا کر
تیری قدرتوں کی ثنا خواں رہے زبان میری
سبحان اللہ کا وظیفہ زبان پہ رواں کر
تیرے ذکر کے لیے الفاظ ایسے چُن کر لاؤں
جو دلوں میں گھر کر جائیں وہ حسن بیاں عطا کر

We have to pray with our eyes on Almighty Allah, not on the difficulty, that is so small.

Marfat.com

اور عجیب معجزہ ہوا.....

مسز کشور اعجاز قاضی ایک معزز گھرانے کی بڑی بہو ہیں۔ بہت ملنسار اور باوقار خاتون خانہ ہیں.....آیئے ان کی زبانی یہ حیرانی کن واقعہ سنتے ہیں.....

یہ واقعہ جو میں آپ کو سنانے والی ہوں میری بہت اچھی جاننے والی خاتون مریم صاحبہ کے حوالے سے مجھ تک پہنچا۔ چونکہ یہ واقعہ بارگاہ ایزدی میں دعاؤں کی قبولیت کے حوالے سے اتنا موثر تھا کہ اسے سنتے ہی میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

یہ اب سے دو تین برس پہلے کی بات ہے جب مریم صاحبہ حج کے لیے سعودی عرب تشریف لے گئیں۔ میں ان کی ہی زبانی واقعہ سناتی ہوں.....

کچھ خواتین طواف کعبہ کرنے کے بعد برآمدے میں بیٹھی تسبیحات پڑھ رہی تھیں۔ کچھ قرآن پاک کی آیات تلاوت کر رہی تھیں۔ کچھ خواتین ہاتھ اٹھائے لگاتار دعائیں مانگ رہی تھیں..... کچھ خواتین لگاتار کعبے شریف کو ایسے دیکھ رہی تھیں جیسے اس منظر کو اپنی آنکھوں کے ذریعے اپنی روح میں سمو لینا چاہتی ہوں.....شاید ہم سب کی کیفیت یہی تھی..... ہمارے سامنے اللہ کا پاک، منزہ، برکتوں کا امین ہمارا قبلہ.....کعبہ موجود تھا..... سیاہ غلاف ہوا سے پھڑ پھڑاتا تو یوں لگاتا۔ جیسے فرشتوں کی ٹولی ادھر سے گزری ہے..... ہم سب اندر سے اس پیاسے مسافر کی طرح لگاتار اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ گھر کی زیارت اس کے گرد طواف اور اس ساری فضا میں چھائے ہوئے نور کی بارش کو شاید اپنی ان دو ہتھیلیوں میں سمیٹ لینا چاہتے تھے ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے ہم مسلسل اللہ کے سامنے اپنی حاجتیں بیان کر رہے تھے..... اسی سے مغفرت طلب کر رہے تھے۔ رحم و کرم کی

Marfat.com

بھیک مانگ رہے تھے..... ہماری کیفیت اس بچے کی طرح تھی جو بارش کو اپنی ہتھیلی میں پکڑنا چاہتا ہو..... اور اسے محسوس بھی ہو کہ ہتھیلی تو بہت چھوٹی ہے..... شاید رحمت و مغفرت کی ان گھڑیوں کو جو خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر مانگنے میں گزرتی ہیں۔

قیمتی ترین گھڑیاں تھیں..... ہماری دعائیں التجائیں کائنات کا رب سن رہا تھا..... ہم جانتے تھے کہ ہمارے ہاتھ چھوٹے ہیں..... لیکن رحمت کی ایک بوند بھی اگر اس تھیلی پہ آ گرے گی تو یہ رحمت ہمارے لیے سمندروں سے بھی زیادہ وسیع ہو گی.....

ہم میں سے ہر شخص۔ ہر حاجی ہر مسلمان..... جو دنیا کے کونے کونے سے کھچ کر وہاں پہنچے تھے۔ ان کی کیفیات جدا ہوتے ہوئے بھی شاید ایک ہی تھی..... بس اللہ کی مغفرت اور رحمت کی طلب.....

ایک اور کیفیت جس سے میں گزر رہی تھی وہ یہ بھی تھی کہ..... پتا نہیں..... اب دوبارہ یہاں آنا نصیب ہو گا یا نہیں؟ یہ منظر یہ رحمت کی بارش دوبارہ دیکھنا ہو گی یا نہیں؟ زندگی اور وسائل اتنی مہلت دیں گے یا نہیں؟..... میرے سامنے دو دیہاتی بوڑھی خواتین جو پاکستان کے صوبے پنجاب کے کسی دور افتادہ گاؤں کی لگ رہی تھیں بیٹھی تھیں۔ بہت خشوع خضوع سے خانہ کعبہ کو لگاتار دیکھتے ہوئے دعائیں مانگ رہی تھیں..... ان کے ہونٹ لگاتار اللہ کی حمد بیان کر رہے تھے..... تبھی معاً مجھے ایک عورت کی آواز آئی..... اس آواز میں عجیب سا گلہ۔ اداسی اور پکار تھی۔ ''وے سوھنیا ربا۔ اپنے در تے بلا لیا ای۔ پر ایتھے بوئے بند کر کے تالے لا کے بہہ گیا ایں۔''

ترجمہ: ''میرے سوہنے رب تو نے اپنے در پر تو بلا لیا ہے۔ لیکن یہاں دروازے بند کر کے تو نے تالے لگا رکھے ہیں.....''

''ان دیہاتی سادہ لوح عورتوں کو معلوم نہیں تھا کہ باب کعبہ مخصوص وقت پر اور صرف خاص لوگوں کے لیے ہی کھولا جاتا ہے..... یا اس وقت جب حرم کعبہ کو غسل دینا مطلوب ہو''

Marfat.com

یہ آواز شاید دل کی سادگی اور بے ساختہ پن سے بے اختیار گہرے جذب و محبت سے ادا ہوئی تھی اور اللہ نے سن لی تھی..... تبھی معاً شور اٹھا..... شرطے اچانک لوگوں کو ادھر ادھر ہٹانے لگے..... معلوم ہوا حرم شریف میں شاہی خاندان کی شہزادیاں طواف کے لیے تشریف لا رہی ہیں۔ ان معزز خواتین و حضرات نے طواف کعبہ کیا..... اور پھر ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے چابی بردار معزز شخصیت نے دروازہ کھول دیا..... شرطے جو ہم سب کو پیچھے دھکیل چکے تھے معاً ان دو عورتوں کی طرف آئے..... انہیں ان شہزادیوں کے گروپ میں جا کھڑا کیا جو خانہ کعبہ کے اندر زیارت کے لیے جا رہا تھا..... اور..... وہ عام دیہاتی عورتیں..... ان معززین کے ہمراہ..... دوسرے لمحے وہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے اندر جا چکی تھیں.....

یہ منظر..... ہم سب کے لیے بھی اتنا حیران کن تھا کہ میں کئی لمحے ششدر بیٹھی رہ گئی۔ بے ساختہ ان عورتوں کی پکار..... وہ دل کی گہرائیوں سے ادا کیے گئے الفاظ جنہیں اللہ پاک کی شانِ ذوالجلال نے لمحوں میں کس طرح پورا کر دیا تھا..... شرطوں نے سب کو پیچھے دھکیل دیا تھا اور صرف انہیں ہی آگے جانے اور شہزادیوں کے گروپ میں کیسے شامل کر دیا تھا.....؟ یہ سب کیا تھا؟..... کیونکر تھا؟..... پھر ان شہزادیوں کو بھی ان عورتوں کی موجودگی پر کوئی احتراز نہیں تھا؟.....

میں آج بھی سوچتی ہوں..... تو میرے کانوں میں ان عورتوں کی آواز گونجتی ہے..... اور پھر صحن کعبہ میں شرطوں کی بھاگ دوڑ کے ساتھ صرف میں یہ دیکھتی ہوں..... باب کعبہ..... کھولا جا رہا ہے میرے کانوں میں آج بھی یہ آواز گونجتی ہے.....

''وے سوھنیا ربا۔ اپنے در تے بلا لیا ای۔ پر اتھے بوئے بند کر کے تالے لا کہ بہہ گیا ایں.....''

اور ادھر..... وہی تالے..... کھل جاتے ہیں..... حرم کعبہ کو اندر سے دیکھنے کی عام شخص کو اجازت نہیں..... لیکن شرطے ان خواتین کو شہزادیوں کے گروپ میں شامل کر

Marfat.com

دیتے ہیں کیسے؟ یہ سب کیا ہے؟ یہ دعاؤں کی باریابی کے کرشمے ہیں یہ معجزے ہیں۔ دلوں کی خواہشیں۔ آرزوئیں دعائیں..... صرف وہی تو سن رہا ہے.....

دل کے پورے ایمان کے ساتھ اسے پکار کر دیکھیں..... آپ کی دعائیں..... بھی وہ ضرور سنے گا.....

ارشاد ربانی ہوتا ہے

﴿وَ اِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَ اَخْفٰىO اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰىO﴾ (طٰہٰ ۷-۸)

''تم اپنی بات چاہے پکار کر کہو (یا نہ کہو) وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات بلکہ اس سے بھی مخفی تر بات بھی جانتا ہے۔ وہ اللہ سے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے لیے بہترین نام ہیں۔''

Marfat.com

شکر

تیرا شکر ادا کرنے کے لیے
میری ہستی کم ہے
میرے الفاظ کم ہیں
میری عقل و دانش کم ہے
تیری رحمت کے تذکروں کے سامنے
میری اوقات کم ہے
میری زندگی محدود ہے
اور میرے دن رات کم ہیں
تیرا شکر ادا کرنے کے لیے
میری سانسیں کم ہیں
میری تدبیریں کم ہیں
میری تحریریں کم ہیں
اپنی محدود عقل سے جو کچھ میں سوچا اور کہا
مجھ سے میری تمام تر کمی کم عقلی کم فہمی کے
باوجود تو اسے قبول فرمالے
اور تیرا قبول فرمانا بھی میرے شکر میں
اور اضافہ کرے گا

Pray is a cure for a soul, thanks to Allah Almighty.

Marfat.com

پکار.....

صالحہ نصیر کی ایمان پرور تحریر ذہنوں میں روشنی بن کر اترتی ہوئی محسوس ہو گی..... خصوصی طور پر ان لوگوں کو جو اللہ کو بھول بیٹھتے ہیں۔ اور پھر اس بھول کا مداوا کیسے کرتے ہیں۔ سچے ایمان عمل اور توبہ کے ذریعے۔

میرا تعلق معاشرے کی اپر کلاس سے ہے..... جہاں ہم علی اور عثمان جیسے نام تو رکھ لیتے ہیں..... اور دوستوں کے ساتھ عید منا کر اور شوشا کے لیے ایک دوسرے سے بڑھ کر مہنگے بکرے خریدنے اور قربان کرنے کو اپنی آن بان سمجھتے ہیں..... نہ ہمیں روزوں سے کوئی غرض ہوتی ہے۔ نہ عید قربان کا فلسفہ ہمیں سمجھ آتا ہے..... ہمیں انگریزی رسائل، انگریزی فلمیں، انگریزی رکھ رکھاؤ میں ہی اپنی شناخت نظر آتی ہے..... کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو ایک بار سنبھلنے کا موقع ضرور دیتا ہے.....

جب تک میری ساس زندہ تھیں تو گھر میں قرآن پاک کی تلاوت نماز..... تسبیح کا ذکر ہوتا تھا..... اذان پر وضو کے لیے ان کی جلدی..... جائے نماز کا بچھایا جانا..... سب بہت اچھا تھا..... میں بھی ان کے دیکھا دیکھی کوئی نہ کوئی نماز پڑھ لیتی تھی گو میرے میکے میں سب نمازی تھے۔ لیکن سسرال میں آتے ہی میری روٹین بدل گئی تھی..... ساس امی کے وفات پاتے ہی قرآن پاک الماری میں بند ہو گیا۔ جائے نماز تہہ کر کے اٹھا دیا گیا..... اور میں سوچتی بھی کہ نماز پڑھوں۔ ہر وقت کی مصروفیت پارٹیاں، کبھی فلاں مسز کے ہاں پارٹی۔ کبھی فلاں مسز کے ہاں پارٹی..... ڈنر، فنکشن، بیوٹی پارلر، بازار..... بس میری زندگی انہی کے درمیان سرگرداں تھی، حتیٰ کہ میں اپنے بچوں سے بھی غافل تھی کہ وہ

Marfat.com

انٹرنیٹ پر کیا دیکھ رہے ہیں۔

ٹیوشن کے لیے ٹیوٹر گھر پڑھانے آتے۔ صبح آپا جی بچوں کو تیار کر کے سکول بھیج دیتیں..... میں مرضی سے اٹھتی۔ ناشتہ کرتی اور تب تک کوئی مسز یا تو مجھے ملنے چلی آتیں یا ہمارے کلب سے فون آ جاتا۔ اتنے فنکشن..... ٹیبلوز، گیمز ان مصروفیات نے مجھے مکڑی کے جالے کی طرح جکڑ رکھا تھا..... اللہ اسلام۔ یہ میرے لیے صرف نام تھے..... کہنے کو میں مسلمان تھی..... ہاں میں اللہ پر یقین رکھتی تھی..... لیکن..... نہیں..... میں تو مذہب سے کوسوں دور تھی..... نہ میرا پہناوا اسلامی تھا۔ نہ میرا رہن سہن اسلامی تھا..... پارٹیز میں لباس کے مقابلے ہوتے..... تو سب عورتیں انگریزوں کو مات دینے کی کوشش کرتی نظر آتیں۔ سلیولیس، کھلے گلے، ٹائیٹ پینٹز، سکرٹس، اونچی شلواریں..... کیا تھا.....؟ کیا کچھ نہیں بہت ہائی گیدرنگ میں شراب پی کر ناچنا بھی معیوب نہیں سمجھا جا رہا تھا..... اس دن میں گھر پر ہی تھی اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی مختلف کریمیں چہرے پر لگانے میں مصروف تھی..... آج مجھے اتفاقاً کسی پارٹی میں نہیں جانا تھا۔ میرے شوہر نصیر بیڈ پر لیٹے اخبار پڑھنے میں مشغول تھے اچانک ہی نصیر نے گھبرا کر اپنا سر تھام لیا..... اور مجھے آواز دی..... ان کی آوازیں عجیب سی بے بسی اور گھبراہٹ تھی..... کریم کی شیشی میرے ہاتھ سے گر گئی..... میں کیا ہوا؟..... کیا ہوا.....؟"

ان کا چہرہ زرد ہو رہا تھا..... اور حالت ایسے تھی جیسے گھبراہٹ میں کوئی خوف ناک چیز دیکھ لی ہو..... لیکن چار پانچ منٹ بعد ان کی حالت سنبھلی تو وہ بولے..... مجھے۔ چکر آ رہے ہیں..... تمھیں بتانا پہلے مناسب نہیں سمجھا تھا..... میں نے سمجھا شاید کام کی زیادتی..... یا شوگر لیول ڈاؤن ہونے کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے لیکن..... آفس میں مجھے گھنٹے گھنٹے کے وقفے سے چکر آتے رہے..... میں ٹھیک سے اپنا کام نہیں کر سکا..... آج صبح سے مجھے چکر آ رہے تھے۔ یہ ذرا زور کا چکر تھا..... میں گھبرا گیا..... اور میں نے تمہیں پکارا مجھے ایسے لگ رہا تھا جیسے پورا کمرہ آنکھوں کے سامنے گھوم رہا ہے"

Marfat.com

میں شدید پریشان ہوگئی..... اپنے فیملی ڈاکٹر کاظمی کوفون کر دیا۔ ان کے مشورے پر ہی شام کو چیک اپ کے لیے ان کے پاس گئے۔ انہوں نے کچھ ٹیسٹ لکھ دیئے C.T.Scan کی رپورٹ کے بعد۔ ڈاکٹر صاحب نے جو مجھے بتایا۔ اسے سن کر میری پیروں تلے جان نکل گئی..... ڈاکٹر نے برین ٹیومر کا بتایا..... اور ڈاکٹر جلد از جلد اپریشن کروانے کا کہہ رہے تھے..... نصیر کو انجائنا کا بھی مسئلہ تھا۔ وہ آپریشن کے لیے تیار نہیں ہو رہے تھے۔ لیکن یہ رسک تو لینا ہی تھا..... گو کہ کامیابی کے چانسز صرف ۲۰ فی صد تھے۔ لیکن اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا.....

نصیر کے دوستوں دفتر کے کولیگ۔ میری فرینڈز..... ملنے ملانے والے ان کو پتا چلا تو سب ایک بار افسوس کرنے آئے..... لیکن چھ ماہ بعد ہی مجھ پر ان سب کی حقیقت نمایاں ہوگئی..... جب مجھے محسوس ہوا سب لوگ ہم سے کترانے لگے ہیں۔ وہی میری سہیلیاں جو روزانہ مجھے فون کرتی تھیں اور مجھے ہر فنکشن میں Invite کرتی تھیں وہ ایسے پیچھے ہٹ گئیں جیسے میں موجود سے غیر موجود ہوگئی تھی..... دفتر کے کولیگ نصیر کی لمبی چھٹی لینے کی وجہ سے سوچ بیٹھے تھے۔

''اب یہ بچ نہیں سکے گا بس جتنے سانس ہیں بیچارہ پورے کر رہا ہے.....''

سہیلیاں اسی طرح فنکشن کرتیں..... اور مجھے ignore کر دیتیں.....

کسی کو بھی امید نہیں تھی کہ نصیر بچ جائیں گے..... دفتر کے کولیگ..... نصیر سے کھچ گئے تھے۔ ان کی سیٹ پر نئے آفیسر تعینات ہو گئے تھے..... میرا گھر جو خوشیوں کی آماجگاہ تھا..... اب خاموشیوں میں ڈوب گیا تھا مجھے اپنی سہیلیوں سے حسن سلوک کی امید تھی کہ ان لمحوں میں وہ مجھے حوصلہ دیں گی۔ مجھے اور نصیر کو دکھ میں مزید ہمدردی اور توجہ اور دعا دیں گی..... اور مجھے گرنے، ٹوٹنے سے بچائیں گی۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ الٹا مجھے کسی نہ کسی ذریعے سے ایسے Comments سننے کو ملے جس نے مجھے اور نصیر کو مزید دکھی اور اکیلا کر دیا۔ میرے بارے میں کہا گیا.....

Marfat.com

''اس کے گھر کیا ملنے جانا..... اداس پریشان ہو گی۔ ہمیں بھی بدمزہ کرے گی۔''

''دوائیوں اور ڈاکٹروں اور موت کا ذکر تو نہیں سننا ہمیں.....''

''اب تو بے چاری کا میاں ہاتھوں سے نکلا جا رہا ہے۔ بے چاری دیکھ لے جتنا اس نے دیکھنا ہے اسے.....کل کلاں پتا نہیں کیا ہو جائے۔''

''برین ٹیومر بھی کبھی ٹھیک ہوا ہے۔ اپریشن ٹیبل پر ہی نہ موت ہو جائے اس کی.....''

''ہائے بیوہ ہو گئی تو میں اس سے ملنا نہیں چاہوں گی..... اداس رونی صورتیں مجھے اچھی نہیں لگتیں..... زندگی ہے کتنی کہ اسے لوگوں کے غم میں بیٹھ کر گزارہ نہیں جا سکتا.....''

''تم مجھے Selfish کہو یا نہ کہو..... مجھے موت والے گھر سے ڈر لگتا ہے.....''

''خیر موت تو ہم سب کو آنی ہے۔ ایسے نہ کہو۔''

''ہائے'' کتنی شوخ تھی بے چاری پتا نہیں کس طرح اب گزارے گی زندگی۔''

''چلو چھوڑو..... یہ بورنا پک۔ وہ بتاؤ جو فیشن شو ہونا تھا اس کی تیاری کی ہے یا نہیں.....'' ہاں چلو چلو، ''یہ بورنا پک بند کرو''

یہ وہ لمحے تھے جب ہم اپنے دکھ اپنے غموں کے ساتھ..... اکیلے تھے..... مجھے اس لمحے..... اپنا بھولا ہوا خدا یاد آیا..... صرف وہی تو ہے..... جو انسانوں کا سچا خیر خواہ ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنا رشتہ جوڑ لیا..... یہ سب لوگ..... بناوٹی..... تھے..... ان کے چہروں پر ماسک تھے..... ان کے دلوں میں میرے لیے نہ پیار تھا۔ نہ خلوص۔ نہ ہمدردی..... یہ صرف وہ لوگ تھے جو خوشیوں..... اور Status کے ساتھی تھے..... یہ میرے اور میرے شوہر کے غم میں شریک ہو کر اپنے دل کو غم آلود نہیں کرنا چاہتے تھے..... مجھے اس لمحے لگا..... اگر میرے شوہر کو کچھ ہو گیا..... تو میں پوری دنیا میں تنہا ہو جاؤں گی..... آنسو پونچھنے کوئی نہیں آتا..... ہاں جہاں ہنسی ہو..... وہاں ہوائیں بھی رک رک جاتی ہیں..... یہ سچ ہی کسی نے کہا تھا مصیبت میں سایہ بھی ساتھ چھوڑ جاتا ہے.....

Marfat.com

میں اور نصیر..... اپنے چھوٹے بچوں کو دیکھتے۔ تو مزید اداس ہو جاتے..... لیکن پتا نہیں کیا ہو گیا تھا۔ مجھے لوگوں کی اصل چہروں نے اصل بادشاہ کی طرف واپس لوٹا دیا تھا..... جو انسانوں کو دکھوں میں سنبھالنے آتا ہے..... نصیر..... جو اسی روز کیموتھراپی کی وجہ سے بہت کمزور لگ رہے تھے مجھے روتا دیکھ کر بولے.....

''دیکھو..... رو کر میرا حوصلہ کمزور نہ کرو..... مجھے اللہ تعالیٰ پر کامل یقین ہے..... وہ مجھے ٹھیک کر دے گا..... بیماری اور شفا۔ زندگی اور موت اسی کی طرف سے ہے.....''

جس وقت نصیر کو آپریشن تھیٹر لے جایا جا رہا تھا اس وقت عصر کی اذانیں ہو رہی تھیں ''اذان کی آواز میرے اندر اترتی جا رہی تھی۔ اللہ کی آیت میرے کانوں میں گونج رہی تھی کہ اللہ کے سامنے ایسے کھڑے ہو جاؤ جیسے دست بستہ غلام کھڑے ہوتے ہیں۔ اور میں اللہ کے سامنے بالکل ایسے کھڑی ہو گئی جیسے ایک عاجز غلام کھڑا ہوتا ہے۔ میرے آنسو..... میرا چہرہ بھگو رہے تھے..... میں سجدے میں گر گئی میں تو سجدے میں بھی نصیر کی صحت سلامتی کی دعائیں مانگ رہی تھی..... ''اے اللہ میرے سر پہ میرا سائبان سلامت رکھنا..... لوگ تو ابھی سے آنکھیں پھیر گئے ہیں جب کہ وہ ابھی زندہ ہیں..... اگر تو نے انہیں اٹھا لیا تو میرا اور بچوں کا کوئی ہمدرد اور وارث نہیں..... تو ہی معبود برحق ہے..... تو ہی کارساز ہے..... تیرے سوا کوئی فریاد سننے والا نہیں.....

وہ قیامت کا سا دن گزر گیا..... شاید آپ یقین نہیں کریں گے..... مجھے بھی اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا تھا جب ڈاکٹروں نے آپریشن کامیاب ہونے کی اطلاع دی تھی.....

اور آج..... میں اور نصیر ایک کامیاب زندگی گزار رہے ہیں..... ہمارا گھرانہ..... جہاں کبھی قرآن کی آواز نہ گونجتی تھی آج میں نصیر اور بچے اس کی تلاوت کرتے ہیں۔ بچوں نے بھی دکھ کے تین سال دیکھے ہیں۔ وہ پہلے سے بدل چکے ہیں۔ ہمارا گھرانہ خالص مذہبی گھرانہ ہے..... نصیر کی جاب بیماری کی وجہ سے ختم ہو گئی تھی..... شفایابی کے

Marfat.com

بعد انہوں نے بزنس سٹارٹ کیا اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت ڈال دی ہے..... اس کے لیے میں اللہ تعالیٰ کا شکر جتنا بھی ادا کروں کم ہے۔

میں یہ واقعہ اس لیے تحریر کر رہی ہوں مجھ جیسی خواتین جو زندگی کی Enjoyment کو ہی سب کچھ سمجھتی ہیں وہ مزید اس دلدل میں گرنے سے بچ جائیں..... عارضی اور ماسک زدہ چہروں میں اپنے اللہ کو نہ بھولیں..... اللہ تعالیٰ ..... معاف فرمانے والا ہے۔

اور یاد رکھیں..... آپ کو دکھ بیماری تکلیف غم میں صرف وہی ایک وہی ہے جو سنبھالتا ہے۔ بشرطیکہ آپ اتنے خوش نصیب ہوں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا یاد رہ جائے..... جسے دعا کی روشنی ہاتھ آ گئی..... اس نے اندھیروں کو شکست دے دی.....''

ارشاد ہوتا ہے۔

﴿وَ رَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا﴾ (الکھف ۵۸)

''اور آپ کا پروردگار گناہوں کو ڈھانپنے والا اور بہت زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ اگر وہ ان کے کرتوتوں پر ان کو فوراً پکڑنے لگے تو عذاب بھیج دے۔ مگر اس نے اپنی رحمت سے ایک وقت ان کے لیے مقرر کر رکھا ہے اور یہ لوگ بچنے کے لیے اس کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں پائیں گے۔''

Marfat.com

عظیم پیغمبر اور ان کی شانِ دُعا.....

پیغمبر اور نبی ﷺ کے درجے کو ہم عام انسان سمجھ ہی نہیں سکتے..... ہم ان کے دل کی پاکیزگی طہارت خشوع خضوع اللہ کے حضور بندگی کا ادراک ہی نہیں کر سکتے جس قلب سلیم پر وحی الہام ہوتی ہے..... وہ کیسا قلب ہوتا ہے؟ وہ کیسے دماغ رکھتے تھے جو اس وحی کے الفاظ کو جوں کا توں یاد رکھتے ہوئے اپنی قوم کو من وعن سناتے اور انہیں راہ راست پر لانے کی تلقین کرتے تھے..... وہ کیسی آنکھیں رکھتے تھے؟ جو فرشتوں کو اپنے سامنے دیکھ کر گھبراتے نہیں تھے۔ وہ کیسے کان رکھتے تھے جو دنیا کی ہرزہ سرائی کو سنتے اور ان کی خیر خواہ اور بھلائی میں مگن رہتے تھے۔ وہ کیسے اعصاب رکھتے تھے جو انتہائی شکستگی کے عالم میں بھی انہیں مایوس نہیں ہونے دیتے تھے..... ان کا چلنا پھرنا۔ اٹھنا بیٹھنا ان کا تبسم ان کا تکلم سب کچھ کتنا منفرد کتنا بامعنی اور کتنا باکمال تھا۔ پھر ہمارے پیغمبر برحق فخر موجودات ہادی برحق ختم المرسلین کی شانِ پیغمبری تو باقی پیغمبروں سے بھی سوا ہو گئی جو وہ آسمان پہ اللہ کی بنائی ہوئی کائنات کے مشاہدے کے لیے بلائے گئے۔ اللہ اللہ..... شانِ رسالت..... کیا ان آنکھوں نے دیکھا؟ کیا اس دل نے محسوس کیا کیا اس دماغ نے سوچا؟..... یہ ہم ادنیٰ لوگ اس کا شعور کر ہی نہیں سکتے..... لیکن ہم ایک ہی بات کا شعور رکھتے ہیں..... وہ ہے بندگی اور عجز۔ وہ عظیم پیغمبر جن کے کہے ہوئے لفظ موتیوں سے زیادہ قیمتی ہیں..... جن کے اشارہ ابرو کے فرشتے منتظر رہتے تھے..... وہی پیغمبر اپنے بندہ عاجز ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعائیں مانگتے ہیں..... ان کی دعاؤں کو مستجاب بھی فرمالیا جاتا ہے اور رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لیے ایک سبق بنا

Marfat.com

کر قرآن عظیم میں شامل کر لیا گیا..... تا کہ انسانوں کو خبر رہے کہ صرف اللہ ہی حاجت روا ہے۔ مشکل کشا ہے..... قاضی القضا ہے۔ جو مانگنا ہے اسی سے مانگو۔ صرف وہی کن فیکون کا مالک ہے۔

آیئے..... وہ بہترین دعائیں بہترین کلمات بہترین پکار جو پیغمبروں کے پاکیزہ دل اور زبان سے ادا ہو کر بارگاہ ایزدی میں قبولیت کے درجے پر پہنچیں انہیں ہم قرآن کے عظیم پاروں سے جو چشمہ فیض کی صورت جاری و ساری ہیں ان کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام سے توبہ کی دعا قبول کی جاتی ہے

حضرت آدم علیہ السلام کو دانہ گندم کھانے کی پاداش میں اور شیطان کے بہکاوے میں آنے کی وجہ سے زمین پر اتارا گیا.....تو حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ پاک سے معافی اور مغفرت کی دعا کی.....واقعہ یوں ہے۔

﴿ وَ قُلْنَا یٰاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ○ فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِیْهِ وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ○ فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ○﴾ (البقرہ ۳۵-۳۷)

''پھر ہم نے آدم سے کہا تم اور تمہاری بیوی دونوں جنت میں رہو اور یہاں بفراغت جو چاہو کھاؤ مگر اس درخت کا رخ نہ کرنا ورنہ ظالموں میں شمار ہو گے۔ آخر کار شیطان نے ان دونوں کو اس درخت کی ترغیب دے کر ہمارے حکم کی پیروی سے ہٹا دیا اور انہیں اس حالت سے نکلوا کر چھوڑا جس میں وہ تھے۔ ہم نے حکم دیا۔ اب تم سب یہاں سے اتر جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ تمہیں خاص وقت تک زمین میں ٹھہرنا ہے۔ اور وہیں گزر بسر کرنا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ نے سکھائے ہوئے کلمات سیکھ کر توبہ کی۔ جس کو اس کے رب نے قبول فرما لیا کیونکہ وہ سب سے بڑا

Marfat.com

درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

حضرت آدم علیہ السلام ایک دوسری آیت میں مغفرت اور بخشش کی دعا یوں مانگتے ہیں۔

﴿ قَالَ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۖ وَ اِن لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ ﴾ (الاعراف ۲۳)

"اے ہمارے رب بے شک ہم نے اپنی جانوں پہ ظلم کیا۔ اب اگر تو نے ہم سے درگزر نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے۔"

ان کی سچی تڑپ بارگاہ ایزدی میں قبول ہوتی ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کو ان کا کھویا ہوا وقار واپس عطا ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت نوح علیہ السلام کی دہائی

حضرت نوح علیہ السلام جب اپنی قوم سے ستائے گئے اور انہیں اس قوم میں کسی خیر کی کوئی کرن بھی نہ دکھائی دی۔ تو مایوس ہو کر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو پکارا

﴿ وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا O اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا O رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا O ﴾ (نوح ۲۶-۲۸)

''نوح نے پکارا..... اے رب ان کافروں میں سے کوئی زمین پر زندہ بسنے والا نہ چھوڑ اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے۔ اور ان کی نسل سے جو بھی پیدا ہوگا بدکار اور سخت کافر ہی ہوگا۔ میرے رب مجھے اور میرے والدین کو اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہوا ہے اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرما دے اور ظالموں کے لیے کسی چیز میں اضافہ نہ کر.....''

اللہ تعالیٰ نے قوم نوح علیہ السلام کو پانی کے عذاب میں پکڑ لیا..... صرف وہی لوگ بچے جو نوح علیہ السلام کی کشتی پر مومن کی حیثیت سے موجود تھے..... حضرت نوح علیہ السلام کا اپنا بیٹا نافرمان لوگوں میں سے تھا۔ نوح علیہ السلام نے پکار کر اسے کشتی میں بلانا چاہا مگر وہ نہ پلٹا..... اور غرق ہو گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا..... تب عاجزی سے اللہ کے حضور دعا کی.....

Marfat.com

﴿قَالَ رَبِّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُبِكَ اَنۡ اَسۡئَلَكَ مَا لَیۡسَ لِیۡ بِهٖ عِلۡمٌ وَ اِلَّا تَغۡفِرۡلِیۡ وَ تَرۡحَمۡنِیۡۤ اَكُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِیۡنَ۝﴾ (ھود ۴۷)

''اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ چیز تجھ سے مانگوں جس کا مجھے علم نہیں۔''

Marfat.com

زبان کی روانی کے لیے حضرت موسیٰ دعا مانگتے ہیں

حضرت موسیٰ نے اپنی زبان کی لکنت کی صفائی کے لیے اللہ کے حضور دعا کی..... تا کہ لوگ ان کے کلام اور زبان کو آسانی سے سمجھ لیں..... ان کی اسی دعا کو قرآن کے پاروں نے یوں عزت دی کہ انہیں آیات کریمہ بنا دیا.....

﴿قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْO وَ یَسِّرْلِیْٓ اَمْرِیْO وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْO یَفْقَهُوْا قَوْلِیْO وَ اجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْO هٰرُوْنَ اَخِیO اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِیْO وَ اَشْرِكْهُ فِیْٓ اَمْرِیْO كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْرًاO وَّ نَذْكُرَكَ كَثِیْرًاO اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِیْرًاO﴾

(طٰہٰ ۲۵-۳۵)

''موسیٰ نے عرض کی پروردگار ..... میرا سینہ کھول دے اور میرے کام کو آسان کر دے اور میرے زبان کی گرہ سلجھا دے۔ تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔ اور میرے لیے میرے اپنے کنبے سے ایک وزیر مقرر کر دے ہارون جو میرا بھائی ہے۔ اس کے ذریعے سے میرا ہاتھ مضبوط کر اور اس کو میرے کام میں شریک کر دے۔ تا کہ ہم خوب تیری پاکی بیان کریں اور خوب تیرا چرچا کریں..... تو ہمیشہ ہمارے حال پر نگرانی رہا ہے.....''

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی التجا

نیک صالح اولاد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی بشارت کی دعا مانگی جاتی ہے۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام نیک صالح بیٹے کی دعا مانگتے ہیں جو اللہ کے پیغام کا جانشین ہو۔

﴿ رَبِّ هَبْ لِی مِنْ الصَّالِحِیْنَ○ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ○ ﴾

(الصّٰفّٰت ۱۰۰-۱۰۱)

''اے میرے پروردگار مجھے ایک بیٹا عطا کر جو صالحوں میں سے ہو اسی (دعا کے جواب میں اور اللہ پاک نے) اس کو ایک حلیم بردبار لڑکے کی بشارت دی۔''

حضرت ابراہیم کو اللہ پاک نے اپنی رحمت سے بڑھاپے میں دو بیٹے عطا کیے۔ حضرت اسماعیل اور حضرت اسحٰق دونوں ہی نبوت پر سرفراز ہوئے اور ان کی نسلوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسماعیل کی نسل سے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک اور دعا..... جب وہ کعبہ کی دیواریں اٹھا رہے تھے اور ان کے ساتھ ان کے بیٹے اسماعیل بھی ان کے کام میں شریک تھے۔

﴿وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ○ رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ تُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ○ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ

Marfat.com

اٰیٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ﴾ (البقرہ ۱۲۷-۱۲۹)

یاد کرو..... جب ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل اس پاک گھر کی دیواریں اٹھا رہے تھے تو دعا کرتے جاتے تھے اے ہمارے رب ہم سے یہ خدمت قبول فرما لے۔ تو سب کی سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے..... ب ہم دونوں کو اپنا مسلم بنا۔ ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا جو تیری مسلم ہو ہمیں اپنی عبادت کے طریقے تا۔ اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما۔ تو بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ اے رب ان لوگوں میں خود انہی کی قوم سے ایک رسول اٹھائیو جو انہیں تیری آیات سنائے ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے۔

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ ؕ رَبِّيْ وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ ﴾ (ابراھیم ۴۰)

''شکر ہے..... اس اللہ کا جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام جیسے بیٹے دیئے، حقیقت یہ ہے کہ میرا ربّ ضرور دعا سنتا ہے۔''

Marfat.com

حضرت یونس علیہ السلام کو نجات بخشی جاتی ہے.....

حضرت یونس علیہ السلام ایسی قوم کی طرف بھیجے گئے تھے..... جو بہت گمراہ ہو چکی تھی..... جب عذاب کا فیصلہ اس پر چسپاں ہو گیا تو حکم الٰہی کا انتظار کیے بغیر وہ عذاب سے بچنے کے لیے اس جگہ سے بھاگ کھڑے ہوئے..... اور ایک کشتی میں سوار ہو گئے..... ادھر ان کی قوم نے اجتماعی توبہ کرتے ہوئے اللہ پر ایمان لے آئی..... قوم پر تو عذاب ٹال دیا گیا۔ لیکن ایک پیغمبر کو حکم الٰہی کے بغیر خود فیصلہ کرنے کی پاداش میں گرفتار عذاب ہونا پڑا۔ جس کشتی میں وہ بھاگے وہ سمندری موجوں کی زد میں آئی تو کسی سیانے نے کہا کشتی میں کوئی ایسا شخص بیٹھا ہے جسے کشتی میں بیٹھنے کا حکم نہیں۔ چنانچہ قرعہ اندازی ہوئی..... ہر بار حضرت یونس علیہ السلام کا نام مبارک نکلا۔ تب انہیں سمندر کی موجوں کے حوالے کر دیا گیا..... جہاں ایک مچھلی نے انہیں نگل لیا..... اس مچھلی کے پیٹ میں انہیں اپنی کوتاہی کا احساس ہوا۔ تب آپ نے اللہ تعالیٰ کو پکارا..... ارشاد ہوتا ہے.....

﴿وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ○ اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ○
فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ○ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِیْمٌ ○
فَلَوْلَا اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ○ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ○
فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاۤءِ وَهُوَ سَقِیْمٌ○ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَیْهِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ ○﴾

(الصّٰفّٰت: ۱۳۹-۱۴۶)

''اور یقیناً یونس رسولوں میں سے تھا۔ یاد کرو جب وہ ایک بھری کشتی کی

Marfat.com

طرف بھاگ نکلا۔ پھر قرعہ اندازی میں شریک ہوا۔ اور اس میں مات کھا گیا۔ آخر کار مچھلی نے اسے نگل لیا..... اور وہ ملامت زدہ تھا۔ اب اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتا تو روز قیامت تک اسی مچھلی کے پیٹ میں رہتا۔ آخر کار ہم نے اسے ایک بڑی سقیم حالت میں ایک چٹیل زمین پر پھینک دیا اور اس پر ایک بیل دار درخت اگا دیا۔''

وہ الفاظ کیا تھے..... وہ درد بھری پکار جس نے انہیں مچھلی کے پیٹ سے نجات دی..... آیئے اس آیت کریمہ کو دیکھتے ہیں.....

﴿ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَ كَذٰلِكَ نُ نْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ○ ﴾

(الانبیاء ۸۷-۸۸)

''مچھلی والے کو بھی ہم نے نوازا..... یاد کرو..... جب وہ بگڑ کر چلا گیا تھا۔ اور سمجھا تھا ہم اس پر گرفت نہیں کریں گے۔ آخر کو اس نے تاریکیوں میں پکارا..... نہیں ہے کوئی اللہ مگر آپ..... پاک ہے تیری ذات۔ بے شک میں نے قصور کیا۔ تب ہم نے اس کی دعا قبول کی۔ اسے غم سے نجات بخشی اسی طرح ہم مومنوں کو بچا لیا کرتے ہیں۔''

Marfat.com

غموں کا مداوا تو صرف اللہ ہی کرتا ہے

حضرت ایوب علیہ السلام کو پے در پے شدید بیماریوں نے گھیر لیا۔ ان کی جلد پر بڑے بڑے آبلے پڑ گئے۔ ان آبلوں میں اتنی دکھن اور گھمبیرتا تھی کہ ان آبلوں میں کیڑے رینگنے لگے۔ یہ بیماری کی انتہائی صورت حال تھی۔ جس سے وہ دوچار ہو گئے تھے..... اسی بیماری کے ساتھ ساتھ ان کا سارا جاہ جلال ان کی شان سب ان سے چھین لی گئی تھی۔ صرف آزمائش کے طور پر کہ کیا وہ شدید ترین لمحات میں بھی اللہ رب العالمین کو اسی طرح پکارتے ہیں جس طرح آسودگی۔ صحت اور خوشحالی میں پکارتے تھے۔ لیکن ان انتہائی غم و اندوہ میں حضرت ایوب علیہ السلام کی زبان مبارک پر اللہ تعالیٰ کا ہی نام نامی رہا..... ان کی پکار۔ ان کی دعائیں ان کی گریہ زاری اپنے رب العالمین کے حضور ہی رہی..... ان کی زبان پہ اللہ کی حمد اور اپنی بیماری سے نجات کے لیے دعائیں جاری رہتیں۔ سب سے عظیم الشان رب جو سب کچھ دیکھ اور سن رہا تھا..... اور بالآخر..... حضرت ایوب علیہ السلام کی دعائیں سنیں گئیں..... اور انہیں صحت کے ساتھ ساتھ باقی تمام نعمتیں بھی لوٹا دی گئیں جو ان سے چھین لی گئی تھیں..... اور یوں صبر ایوب رہتی دنیا تک کے لیے مثال بن گیا.....

قرآن کے پارے ہمیں اس آزمائش اور اللہ کی شان رحمت کے بارے میں یوں بتاتے ہیں۔

﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا اَيُّوبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ اَنِّى مَسَّنِى الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ

Marfat.com

وَّعَذَابٍ O ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ O وَوَهَبْنَا لَهٗ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ O وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهٖ وَلَا تَحْنَثْ اِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ O ﴾ (صٓ ۴۱-۴۴)

''اور ہمارے بندے ایوب علیہ السلام کا ذکر کرو۔ جب اس نے اپنے رب کو پکارا اور کہا شیطان نے مجھے تکلیف اور عذاب میں ڈال دیا ہے۔ ہم نے اسے حکم دیا اپنا پاؤں زمین پر مار..... یہ ہے ٹھنڈا پانی نہانے کے لیے اور پینے کے لیے.....ہم نے اسے اس کے اہل وعیال واپس دیئے اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور.....اپنی طرف سے رحمت کے طور پر اور عقل وفکر رکھنے والوں کے لیے درس کے طور پر بھی..... ہم نے اس سے کہا.....تنکوں کا ایک مٹھا لے اور اس سے مار دے اپنی قسم نہ توڑ۔ ہم نے اسے صابر پایا۔ بہترین بندہ اپنے رب کی طرف بہت رجوع کرنے والا.....''

شدید کرب کی حالت میں حضرت ایوب علیہ السلام قسم کھا بیٹھے (کہا جاتا ہے ان کی اہلیہ محترمہ تھیں) کہ انہیں مضروب کریں گے۔ کوئی بہت بڑی غلط فہمی انہیں ہوگئی تھی۔ چنانچہ اللہ پاک نے ان کی قسم کا مداوا ایسے کیا کہ چند تنکوں کے مٹھوں سے قسم پوری ہوگئی اور انہیں کوئی تکلیف بھی نہ ہوئی.....

یہ ہی واقعہ ایک دوسرے انداز سے یوں بیان ہو رہا ہے۔

﴿وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ O فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ ذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ O﴾ (الانبیاء ۸۳-۸۴)

''یہ ہوشمندی حکم علم کی نعمت ہم نے ایوب کو عطا کی..... یاد کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو ارحم الراحمین ہے.....

Marfat.com

ہم نے اس کی دعا قبول کی اور جو تکلیف اسے تھی اسے دور کر دیا..... اور صرف اس کے اہل وعیال ہی اس کو نہیں بلکہ ان کے ساتھ اتنے ہی اور بھی دیئے..... اپنی خاص رحمت کے طور پر اس لئے کہ یہ سبق ہو عبادت گزاروں کے لیے.....''

Marfat.com

حضرت زکریا کی پکار.....

میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ

حضرت زکریا علیہ السلام جلیل القدر پیغمبر تھے۔ حضرت مریم کے اطالیق تھے..... اپنے رب کو پکارتے ہیں..... ان کی تڑپ اور ان کی دعا کی قبولیت کا ذکر ان الفاظ میں ہوتا ہے۔

﴿كٓهٰيٰعٓصٓ ○ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ○ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ○ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ وَ هَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّ لَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ○ وَ اِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِىَ مِنْ وَّ رَآءِىْ وَ كَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا فَهَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ○ يَّرِثُنِىْ وَ يَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ○ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ○ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّ كَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ○ قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ تَكُ شَيْئًا ○﴾ (مریم ۱ تا ۹)

”ک، ہ، ی، ع، ص۔ ذکر ہے اس رحمت کا جو تیرے رب نے اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر کی تھی۔ جب کہ اس نے چپکے چپکے اپنے رب کو پکارا۔ اس نے عرض کیا..... اے پروردگار..... میں کبھی تجھ سے دعا مانگ کر نامراد

Marfat.com

نہیں رہا..... مجھے اپنے پیچھے اپنے بھائی بندوں کی برائیوں کا خوف ہے اور میری بیوی بانجھ ہے۔ تو مجھے اپنے فضل خاص سے ایک وارث عطا کر دے جو میرا بھی وارث ہو۔ اور آل یعقوب کی میراث بھی پائے اور اے پروردگار..... اسے پسندیدہ انسان بنا..... جواب دیا گیا۔ اے زکریا علیہ السلام ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔ جس کا نام یحییٰ ہوگا۔ ہم نے اس نام کا کوئی آدمی اس سے پہلے پیدا نہیں کیا۔ عرض کیا..... پروردگار..... بھلا میرے ہاں کیسے بیٹا ہوگا..... جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو کر سوکھ چکا ہوں..... جواب ملا..... ایسا ہی ہوگا تیرا رب فرماتا ہے کہ یہ تو رب کے لیے ایک بہت ادنیٰ سی بات ہے..... آخر اس سے پہلے میں تجھے پیدا کر چکا ہوں..... جب کہ تو کوئی چیز نہیں تھا.....''

حضرت زکریا علیہ السلام کی آہ زاری اور دعائیں بارگاہ ایزدی میں قبول کی جاتی ہیں اور انہیں بڑھاپے میں حضرت یحییٰ علیہ السلام عطا کیے جانے کی بشارت ملتی ہے تو وہ خود بھی اللہ رب العزت سے حیرت ہے استفسار کرتے ہیں کہ ان کے ہاں بیٹا کیونکر ہوگا؟ جب کہ بیوی بھی بانجھ ہے..... اور وہ خود بھی عمر کے اس حصے میں ہیں جہاں صحت جواب دے جاتی ہے۔ تب ارشاد ہوتا ہے کہ اے زکریا..... تجھے اپنی پیدائش پہ تو حیرت نہیں ہو رہی؟ تو بھی تو معرض وجود میں لایا گیا ہے..... اور پھر اللہ کی شان کبریائی کے معاملے میں شک کیسا.....؟؟ جو کن فیکون کا مالک ہے..... جو بس حکم دیتا ہے..... وہ چیز ہو جاتی ہے.....

اسی رحمت فراواں کا ذکر ایک اور پارے میں یوں ہوتا ہے۔

﴿ وَ زَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ○ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ وَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا وَ كَانُوْا لَنَا

Marfat.com

خٰشِعِیْنَ O ﴾ (الانبیاء ۸۹-۹۰)

''اور زکریا علیہ السلام (کا حال سناؤ) جب اس نے اپنے رب کو پکارا..... ''اے پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ..... اور بہترین وارث تو تو ہی ہے..... پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے یحییٰ علیہ السلام عطا کیا اور اس کی بیوی کو اس کے لیے درست کر دیا۔ یہ لوگ نیکی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے تھے اور ہمیں رغبت اور خوف کے ساتھ پکارتے تھے اور ہمارے آگے جھکے ہوئے تھے.....''

Marfat.com

حضرت سلیمان بخشش اور حکومت کی دعا مانگتے ہیں

حضرت سلیمان حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے اور عظیم پیغمبر تھے..... اور ان کی بادشاہی اور پیغمبری صرف انسانوں تک محدود نہیں تھی۔ بلکہ انہیں جنات، شیاطین، ارواح تمام کیڑوں مکوڑوں پرندوں جانوروں اور انسانوں پر برتری دی گئی تھی..... صرف یہی نہیں بلکہ ہوائیں بھی ان کے حکم کی پابند بنا دی گئی تھیں۔ جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے چلتی تھیں جہاں وہ چاہتے تھے..... بلاشبہ..... یہ ایسی حکمرانی تھی جو ان سے پہلے اور بعد میں کسی کو عطا نہیں کی گئی..... حضرت سلیمان علیہ السلام کو تمام جانوروں پرندوں کی بولیاں سکھا دی گئی تھیں..... یہی وجہ ہے کہ ایک بار جب آپ کا لشکر کہیں سفر کر رہا تھا تو چیونٹیوں کی سردار نے باقی چیونٹیوں سے کہا..... کہ بل میں گھس جاؤ..... حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر آ رہا ہے..... یہ آواز آپ علیہ السلام کے کانوں تک پہنچی تو بے اختیار آپ ہنس دیئے اور اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ مجھے اس نعمت کا شکر گزار رکھنا۔ حضرت سلیمان کی سلطنت اور حکومت کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ○ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَیْثُ اَصَابَ○ وَالشَّیٰطِیْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ○ وَّآخَرِیْنَ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ○ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَیْرِ حِسَابٍ○ ﴾

(صٓ ۳۵ تا ۳۹)

اس (حضرت سلیمان علیہ السلام نے عجز سے) اللہ تعالیٰ سے کہا..... اے میرے

Marfat.com

رب مجھے معاف کر دے اور مجھے وہ بادشاہی دے جو میرے بعد کسی کے لیے سزاوار نہ ہو..... بے شک تو ہی اصل مالک و خالق ہے..... تب ہم نے اس کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا جو اس کے حکم سے نرمی سے چلتی تھی۔ جدھر وہ چاہتا تھا..... اور شیاطین کو مسخر کر دیا۔ ہر طرح کے معمار۔ اور غوطہ خور۔ اور دوسرے جو پابند سلاسل تھے۔ (ہم نے اس سے کہا) یہ ہماری بخشش ہے اور تجھے مکمل اختیار ہے کہ جسے چاہے دے۔ اور جس سے چاہے روک لے۔ کوئی حساب نہیں۔"

Marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا۔ میرا خاتمہ اسلام پر کر

حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی عجیب مدوجزر سے گزری۔ سوتیلے بھائیوں نے دشمنی سے کنویں میں پھینک دیا۔ جہاں سے ایک قافلے والے انہیں زندہ سلامت کنویں میں گرا دیکھ کر اپنے ساتھ لے گئے..... اور چند درہموں کے بدلے انہیں غلام کی حیثیت سے بیچ دیا۔ مصر کے جس شخص نے خریدا انہیں معاملہ فہمی کی تعلیم دینے کا انتظام کیا۔ وہ اسی گھر میں جوان ہوئے..... اسی شخص کی بیوی ان پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کرنے لگی جھوٹے الزام میں آپ کو زنداں میں ڈال دیا گیا۔

جہاں آپ نے ان عورتوں کی شاطرانہ چالوں سے بچنے کی دعا کی ارشاد ہوتا ہے۔

﴿فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۝﴾ (یوسف ۳۴)

''اس کے رب نے اس کی دعا قبول کی اور ان عورتوں کی چالیں اس سے دفع کر دیں بے شک وہی ہے جو سب کی سنتا اور سب کی جانتا ہے۔''

حضرت یوسف علیہ السلام کو خوابوں کی تعبیر کی قوت بخشی گئی تھی۔ اسی خوبی کے سبب وہ بادشاہ مصر کے معزز سرداروں میں شامل ہو گئے۔ اور بالآخر ان کے وہی بھائی جو کبھی انہیں کنویں میں پھینک گئے تھے ان کے دربار میں امداد کے طور پہ گندم لینے حاضر ہوئے۔ جہاں وہ انہیں پہچان گئے۔ یوسف علیہ السلام نے انہیں معاف کر دیا اور یوں اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام جو ان کی یاد میں روتے روتے آنکھیں کھو چکے تھے ان کے لیے اپنا کرتہ اپنے بھائیوں کے ہاتھ بھجوایا..... جہاں اللہ پاک کی مہربانی کے طفیل حضرت

Marfat.com

یعقوب کی بینائی لوٹ آئی.....

اپنے خاندان سے ملنے اور خوشیوں کے عطاء ہونے پر حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ کے حضور شکر گزاری اور خاتمہ بالخیر کی دعا کی۔

ارشاد ہوتا ہے

﴿رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۝﴾ (یوسف ۱۰۱)

''اے میرے رب تو نے مجھے حکومت بخشی اور مجھ کو باتوں کی تہ تک پہنچنا سکھایا اے زمین اور آسمان کو بنانے والے، تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا سرپرست ہے اے میرے رب عظیم میرا خاتمہ اسلام پر کر اور انجام کار مجھے صالحین کے ساتھ ملا.....''

Marfat.com

دعا اور ہمارے عظیم پیغمبر.....

ہمارے عظیم پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی زندگی کا ہر لمحہ ہر پل ہر پہلو ہر انداز حتیٰ کہ سونا جاگنا چلنا پھرنا بولنا سننا.....سب اللہ کی رضا اور بندگی کا ایسا اعلیٰ ترین نمونہ ہے کہ خود وہ خالق عظیم بھی آپ کی تعریف میں کہتا ہے.....

لاشبہ آپ تمام انسانوں کے لیے اعلیٰ ترین نمونہ ہیں.....قرآن عظیم جس سینہ اطہر پر اترا.....اس قلب مبارک کی عظمت کیا ہوگی کہ اس قرآن کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے کہ اگر یہ پہاڑوں پر اتار دیا جاتا تو وہ اس کی جلال وعظمت کی تاب نہ لا سکتے اور پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جاتے.....

یہ دنیا کی سب سے عظیم کتاب اور سیرت رسول پہلو بہ پہلو میں۔ جب پورے کا پورا قرآن ہی ایمان عمل و بندگی اور جزا وسزا کے ذکر سے انسان کو باعمل بنا رہا ہے وہیں مسلمانوں کو اللہ کی طرف پلٹ آنے اور توبہ کرنے.....اور اس کی رحمت بے کراں سے مایوس نہ ہونے کی خوش خبریاں بھی سنا رہا ہے..... وہی مہربان اللہ انسان کو قدم قدم پہ حوصلے تسلیاں اور دکھوں میں اپنے وجود کا احساس دلاتے ہوئے بتا رہا ہے کہ..... مانگو.....مجھ سے دعا مانگو۔ میں نے رحم وکرم کا شیوہ اپنے اوپر لازم کر لیا ہے..... پھر وہی رب کہتا ہے..... مجھے پکارو.....ارشاد ہوتا ہے۔

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَ لْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ O﴾

(البقرہ ۱۸۶)

Marfat.com

''اے نبی ﷺ! میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں، تو انہیں بتا دو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار سنتا بھی ہوں اور جواب بھی دیتا ہوں.....''

ہمیں پیارے رسول کے طفیل علم اور دعاؤں کا خزانہ قرآن اور حدیث کی صورت میں ملا ہے۔ اس کے لیے ہم اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے.....قرآن کا پہلا پارہ۔ الحمد شریف کی خوبصورت دعا سے شروع ہوتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ O اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ O اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ O اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ O صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ O غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ O﴾

اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور نہایت رحم فرماتے والا ہے

''تعریف اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام کائنات کا رب ہے۔ نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے اور روز جزا کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا جو معتوب نہیں ہوئے۔ جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں۔''

اور آخری پارہ بھی دعا پر ختم ہوتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ O مَلِكِ النَّاسِ O اِلٰهِ النَّاسِ O مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ O الَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ صُدُوْرِ النَّاسِ O مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ O ﴾

اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور نہایت رحم فرماتے والا ہے

Marfat.com

''کہو میں پناہ مانگتا ہوں، انسانوں کے رب انسانوں کے بادشاہ، انسانوں کے حقیقی معبود کی۔ اس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے.....''

ہماری.....نماز بھی دعا ہے مرد مومن کا سارا کردار..... اللہ کی بندی اور اسی پر توکل اور مکمل ایمان کی مثال ہے.....ہم اللہ پاک کے سامنے جھکتے ہوئے یہ ہی اقرار کرتے ہیں

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ. رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ

''اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی..... (اور اے پروردگار سب تعریفیں تیرے ہی تو لیے ہیں)۔''

تو پھر ہم کیوں نہ اپنے رب عظیم کو پکاریں۔ کیونکہ پکارا ہی اسے جاتا ہے جس پر اعتماد اور یقین ہوتا ہے کہ وہ بگڑی بنا دے گا.....طوفانوں کے رخ موڑ دے گا.....

کیونکہ وہی تو سمندروں میں راستہ بنا دینے پہ قادر ہے اور جب رب کہتا ہے..... مجھے پکارو.....تو اپنی جھولیاں اس کے سامنے کیوں نہ پھیلا دیں۔

ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِی سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دَاخِرِیْنَ O﴾ (المومن ۶۰)

''اے لوگو تمہارا سب کا خالق تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو..... میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا..... جو لوگ گھمنڈ میں آ کر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں ضرور ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے.....''

﴿وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ O﴾ (المومنون ۱۱۸)

''اے نبی کہو.....اور پکارو کہ اے ربّ درگزر فرما اور رحم کر بے شک تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحیم ہے۔''

Marfat.com